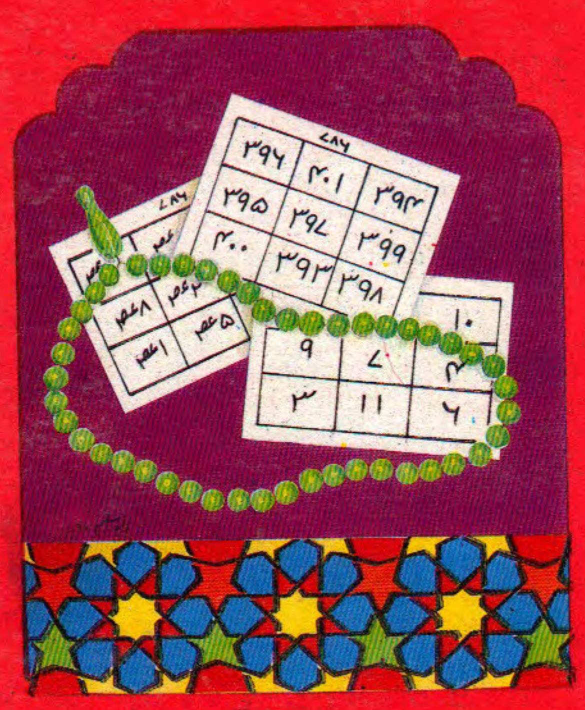
شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل

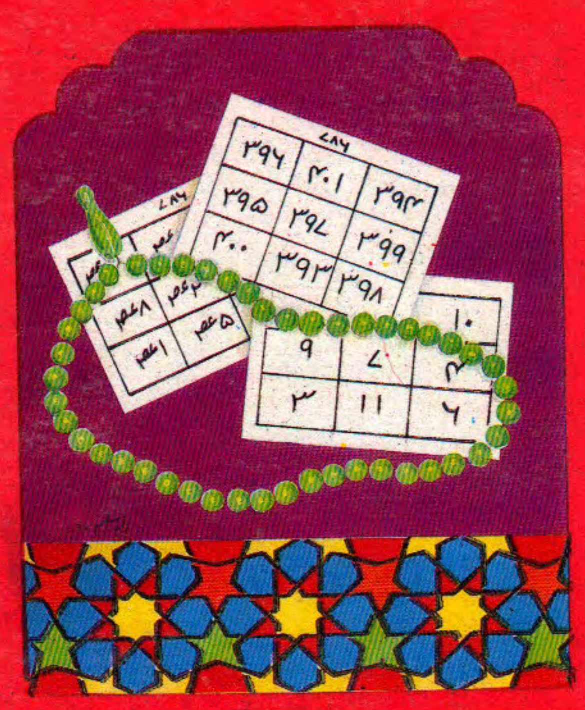


مصنف

عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مکتبہ رحمانیہ ○ اردو بازار ○ لاہور، فون ۲۳۱۷۸۸

شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل



مصنف

عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، فون ۲۳۱۷۸۸

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْد: عاجز بندہ گناہوں سے شرمندہ خرم علی عفا اللہ عنہ خدمات اہل دین میں عرض کرتا ہے کہ بعض مخلص احباب نے فرمائش کی کہ کتاب مستطاب القول الجمیل فی بیان سواء السبیل تصنیف عالم ربانی مرتاض حقانی عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اردو میں کرے تا زمانہ اخیر میں کہ روز بروز جہل کی ترقی ہے، اہل دین حقیقت حال سے مطلع ہوں اور اصول طریقت اور شرائط اور احکام بیعت سے آگاہ ہو کر افراط و تفریط سے بچیں نہ مطلقاً بیعت کا انکار کریں نہ ہر نااہل سے بیعت کر لیں ہر چند مترجم بسبب کور باطنی اس کتاب عالیقدر کے ترجمہ کرنے کی، کہ ذاکرین حق اور اولیائے طریقت کے اشغال میں ہے، لیاقت نہیں رکھتا لیکن بفحوائے اس صحیح حدیث[1] کے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بخاری اور مسلم میں ثابت ہے، کہ ملائکہ ربانی اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں، پھر جب ذاکرین کو پاتے ہیں تو ان کو اپنے پروں سے اول آسمان تک چھا لیتے ہیں، پھر جب حق تعالیٰ فرشتوں

[1] یہ مختصر ہے حدیث دراز کا، اس کے آگے یوں ہے کہ جب فرشتے جناب باری تعالیٰ میں جاتے ہیں تو پوچھتا ہے ان سے پروردگار عالم، حالانکہ وہ بہت جانتا ہے ان سے، کیا کہتے ہیں بندے (باقی اگلے صفحہ پر)

کو شاہد کر کے فرماتا ہے کہ میں نے ان کو بخشا، تو کوئی فرشتہ کہتا ہے کہ ان میں تو فلاں
بندہ گنہگار بھی ہے جو اُن کی راہ پر نہیں، کسی کام کو آیا تھا سو وہاں بیٹھ گیا، حق تعالیٰ
فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کو بھی بخشا وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھ جانے والا شقی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) میرے، ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ ساتھ پاکی اور بڑائی کے یاد کرتے ہیں تجھ کو اور تعریف کرتے ہیں تیری، یعنی سبحان اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ کہتے ہیں اور تمجید کرتے ہیں تیری یعنی لَاحَوۡلَ پڑھتے ہیں پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیا دیکھا ہے انہوں نے مجھ کو، عرض کرتے ہیں فرشتے کہ قسم ہے خدا کی نہیں دیکھا انہوں نے تجھ کو، پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ مجھ کو کہتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ تجھ کو تو ہو دیں وہ بہت کرنے والے عبادت تیری اور بہت بیان کریں بزرگی تیری اور بہت کریں تسبیح تیری پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ، کیا مانگتے ہیں مجھ سے، کہتے ہیں فرشتے کہ مانگتے ہیں تجھ سے بہشت، فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا دیکھی ہے انہوں نے بہشت، عرض کرتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ کی اے رب ہمارے نہیں دیکھی انہوں نے بہشت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ بہشت، عرض کرتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ اس کو تو بہت ہوں اس پر حرص کرنیوالے اور بہت طلب کریں اسکو اور بہت کریں اسکی محبت، پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں عرض کرتے ہیں فرشتے کہ پناہ مانگتے ہیں وہ دوزخ سے، فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیا دیکھا ہے انہوں نے دوزخ کو، کہتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ کی اے رب نہیں دیکھا انہوں نے اس کو فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ اسکو، کہتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ اس کو تو بہت ہوں اس سے بھاگنے والے اور بہت اس سے ڈرنے والے، فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس گواہ کرتا ہوں میں تم کو تحقیق میں نے بخش دیئے گناہ اُنکے، پس عرض کرتا ہے ایک ان فرشتوں میں کہ فلانا شخص ان میں تھا کہ نہیں تھا ذکر کرنے والوں میں سے سوائے اسکے نہیں کہ آیا تھا کسی کام کے لیے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَىٰ جَلِيسُهُمْ یعنی ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ نہیں بدبخت ہوتا ہمنشین ان کا، انتہیٰ، یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب ذکر اللہ عز و جل میں نقل کی گئی ہے۔۔

یعنی بے نصیب نہیں رہتا، ترجمہ اس کتاب کا وسیلہ نجات کا سمجھا اور کیوں نہ ہو کہ حدیث مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ دستاویز قوی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ ؎

سیہ دل نابکار گو میں ہوں لیکن — فدائی ہوں اللہ کے عاشقوں کا
یہ اُمید رکھتا ہوں لطف اَزل سے — کہ اِس دِل میں پَرتو پڑے صادقوں کا

اور کیا عجب ہے رحمت بے علت سبب انگیز سے کہ کوئی بندۂ خدا اہلِ دل اس ترجمے کو دیکھ کر خوش ہو جاوے اور مترجم کے افلاسِ باطنی پہ رحم کرے اور توجہ فرماوے یا بعد موت مترجم کے لیے دعائے مغفرت کرے۔

؏ وَلِلْاَرْضِ مِنْ كَاْسِ الْكِرَامِ نَصِيْبٌ[1]

بالجملہ کتاب مذکور گیارہ فصول پر مشتمل ہے؛

پہلی فصل اور دوسری فصل، اقسام بیعت اور اُسکے احکام اور شرائط میں۔

تیسری فصل، سالکین کی تربیت کی ترتیب میں

چوتھی فصل، مشائخ قادریہ کے اشغال میں۔

پانچویں فصل، مشائخ چشتیہ کے اشغال میں۔

چھٹی فصل، مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں

ساتویں فصل، آل کا اشغال یعنی تحصیلِ نسبت میں

آٹھویں فصل، عزائم اور اعمال میں۔

---

[1] یعنی زمین کے لیے بزرگوں کے پیالے سے حصہ ہے کہ شربت وغیرہ پینے کے وقت کچھ پیالے میں سے زمین پر ڈال دیتے ہیں، نظر کے دفع کے لیے یہ بحسب عُرف کے کہا ہے حاصل یہ ہے کہ کیا عجب ہے مجھ کو بھی ان کی برکات میں سے کچھ مل جاوے ۱۲

نویں فصل : عالم ربانی کی شرائط اور چند نصائح میں۔

دسویں فصل : وعظ گوئی اور وعظ کی شرائط اور آداب وغیرہ میں۔

گیارھویں فصل : سلاسلِ طریقت کے اسناد میں۔

اب معلوم کرنا چاہیے کہ ترجمہ اس کتاب میں بامحاورہ مقدم رکھا گو اصل کے تراجم الفاظ میں تقدیم اور تاخیر واقع ہو، اس واسطے کہ ترجمہ کرنے سے سہولتِ فہم مقصود ہے، سو ترجمہ تحت اللفظ میں حاصل نہیں، اور جو حواشی مصنّف قدس سرّہٗ اور ان کے خلف الرشید علّامۂ عصر مسندِ دہر مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے اس کتاب پر صحیح پائے مزید توضیح اور تکثیرِ فوائد کے واسطے ان کا ترجمہ بھی ذیل کے فوائد میں مندرج کر دیا۔

جہاں کہیں مولانا کا لفظ آوے تو مولانا شاہ عبدالعزیزؒ مراد ہوں گے اور اس کا نام شفاء العلیل ترجمۂ قَول الجمیل رکھا، حق تعالےٰ اس ترجمے کو اپنے مزید کرم سے قبول فرمائے اور مترجم اور صاحبِ فرمائش اور مصحّح اور ناشر اور سائر اہلِ دین کو اس کتاب کی برکات سے فائدہ مند کرے۔

(آمین)

خرّم علی عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ مصنف

الحمد لله الذي خلق قلوب بني آدم مستعدة لفيضان الأنوار متهيئة لإيداع المعارف والأسرار۔

سب تعریف اللہ کو جس نے بنی آدم کے دلوں کو واسطے فیضان انوار کے مستعد بنا اور تفویض معارف اور اسرار کے واسطے لائق ٹھہرایا۔

وبعث الأنبياء المصطفين الأخيار داعين وهادين إلى طرق اكتسابها بالطاعات والأذكار

اور بھیجا انبیاء برگزیدہ اخیار کو داعی اور ہادی بناکر کہ معارف اور اسرارِ الٰہی کی تحصیل کی راہیں بتادیں عبادات اور اذکار سے۔

ثم جعل لهم ورثة يقومون بعلمهم ورشدهم من العلماء الراسخين الأبرار۔

پھر حق تعالےٰ نے انبیاء کے وارث ٹھہرائے یعنی علمائے مضبوط نیک کار جو اُن کے علم اور ارشاد کو بعد زمانہ انبیاء کے قرناً بعد قرنٍ قائم رکھیں۔

ولا تزال منهم طائفة قائمين على الحق لا يضرهم من خذلهم من الأشرار

اور ہمیشہ تاقیامت ان میں سے چند لوگ حق پر قائم رہیں گے ان کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے جو شریران کے معاند اور منکر ہوں گے۔

وجعلهم سرجا يهتدى

اور حق تعالےٰ نے وارثینِ انبیاء کو چراغ ہدایت

النَّاسُ بِهَا فِیْ ظُلُمَاتِ الطَّبِیْعَةِ اِلٰی قُرْبِ الْجَبَّارِ۔	بنایا جن سے طبیعت اور بشریت کی تاریکیوں میں لوگ راہ پاتے ہیں خدا کے قرب کی طرف۔
فَمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ فَقَدْ رَشَدَ وَلَهُ النَّعِیْمُ الْمُقِیْمُ وَالْجَنَّاتُ وَالْاَنْهَارُ۔	سو جس کا دل بیدار ہے اس نے کلام حق کو سنا دھیان کر کے سو وہ راہ پا گیا اور اس کے واسطے نعمت دائمی اور جنات اور انہار ہیں۔
وَمَنْ اَعْرَضَ وَتَوَلّٰی فَقَدْ غَوٰی وَهَوٰی وَلَهُ الْجَحِیْمُ وَالْحَمِیْمُ وَمَا لَهٗ مِنْ اَنْصَارٍ	اور جس نے اس ہدایت سے روگردانی اور سرکشی کی سو راہ کو بھولا اور نیچے گر پڑا اور اس کے لیے دوزخ اور پانی گرم ہے اور کوئی اس کا کوئی مددگار نہیں۔
نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ	ہم ستائش کرتے ہیں اللہ کی اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے مغفرت مانگتے ہیں اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی بدیوں سے، جس کو اللہ نے ہدایت کی اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اس نے بہکایا اس کا کوئی راہ بتانے والا نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی

اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا۔	نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے پیشوا اور سردار یعنی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اللہ نے بھیجا ہے حق کے ساتھ بشیر[1] اور نذیر کر کے حق تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل کرے اور ان کی آل اور اصحاب پر اور برکت دے اور سلام بھیجے سلام بھیجنا۔

اَمَّا بَعْدُ، فَیَقُوْلُ عَبْدُ الضَّعِیْفُ الْفَقِیْرُ اِلٰی رَحْمَۃِ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ وَلِیُّ اللّٰہِ ابْنُ الشَّیْخِ عَبْدِ الرَّحِیْمِ تَغَمَّدَھُمَا اللّٰہُ بِفَضْلِہِ الْجَسِیْمِ وَجَعَلَ مَا لَھُمَا اِلَی النَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ ھٰذِہٖ فُصُوْلٌ مُشْتَمِلَۃٌ عَلٰی اُصُوْلِ الطَّرِیْقَۃِ وَمَا یَتَّصِلُ بِھَا مِمَّا اسْتَفَدْنَاہُ مِنْ مَّشَائِخِنَا النَّقْشَبَنْدِیَّۃِ وَالْجِیْلَانِیَّۃِ وَالْجِشْتِیَّۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ وَسَمَّیْتُھَا بِالْقَوْلِ الْجَمِیْلِ فِیْ بَیَانِ سَوَاءِ السَّبِیْلِ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے کہتا ہے بندۂ ضعیف محتاج اللہ کریم کی رحمت کا ولی اللہ بیٹا شیخ عبدالرحیم کا، ان دونوں کو ڈھانپ لے اللہ اپنے فضل بڑے میں اور ان دونوں کا ٹھکانا نعمت[2] دائمی کی طرف ٹھہرا دے، یہ چند فصلیں مشتمل ہیں قواعد طریقت پر

---

[1] بشیر، خوشخبری دینے والا مومنوں کو ساتھ جنت کے اور نذیر ڈر سنانے والا کافروں کو ساتھ دوزخ کے ۱۲ [2] کہ وہ جنت ہے اور نعمتیں اس کی ۱۲

یعنی کلیات درویشی پر اور اس پہ جو طریقت سے قریب اور مناسب ہے یعنی دعوات
و اعمال پر جس کو ہم نے نقشبندی اور قادری اور چشتی پیروں سے حاصل کیا ہے، راضی ہو
اللہ تعالیٰ اُن سے اور ان فصلوں کا قول الجمیل فی بیان سواء السبیل میں نے
نام رکھا، اللہ مجھ کو کافی ہے اور بہتر کارساز ہے، اور نہیں بچاؤ گناہ سے اور نہیں طاقت عبادت
پہ مگر اللہ کی مدد سے جو بلند قدر ہے بڑائی والا۔

ــــــ پہلی فصل ــــــ

بیعت کے مسنون ہونے کا بیان

اس فصل میں مسنون ہونا بیعت کا مذکور ہے اگرچہ زمانہ رسالت میں بیعت کتنے
ہی امور کے واسطے تھی اور اب ایک مقصد میں منحصر ہے[1] اور یہ امر اصل غرض کو مضر نہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ	حق تعالیٰ نے فرمایا مقرر جو لوگ بیعت کرتے
یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ	ہیں تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ
یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ	سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں

[1] اگر تامل کیجیے تو یہ بیعت بھی کتنے امور کے لیے اجمالاً ہوتی ہے اس لیے کہ پیر کے آگے تو یہ گناہوں سے
کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ احکام شرع شریف کے بجالاؤں گا، پس یہ بھی مشتمل ہوئی کتنے امور پر جو بحسب رسم
کے بیعت کرنے اور بارادہ از لے رہنے کا گناہ ہوں پرسے تو وہ البتہ بے فائدہ ہے کہ ایک امر کے لیے بھی نہ ہوئی۔
پس حضرت مصنفؒ کی وہی مراد ہے جو پہلے لکھی گئی۔ ۱۲ ق۔

نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ٥

پر ہے سو جو عہد شکنی کرتا ہے تو اپنی ذات کی مضرت پر عہد توڑتا ہے اور جس نے پورا کیا اسکو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا سو عنقریب ان کو اجرِ عظیم عنایت کرے گا۔

وَاسْتَفَاضَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُبَايِعُوْنَهٗ تَارَةً عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ وَتَارَةً عَلٰى اِقَامَةِ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ وَتَارَةً عَلَى الثَّبَاتِ وَالْقَرَارِ فِىْ مَعْرَكَةِ الْكُفَّارِ وَتَارَةً عَلَى التَّمَسُّكِ بِالسُّنَّةِ وَالْاِجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَةِ وَالْحِرْصِ عَلَى الطَّاعَاتِ كَمَا صَحَّ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْ لَّا يَنُحْنَ۔

اور احادیث مشہورہ میں منقول ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لوگ بیعت کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامت ارکانِ اسلام یعنی صوم و صلوٰۃ حج زکوٰۃ پر اور گاہے ثبات اور قرار پر معرکۂ کفار میں چنانچہ بیعت الرضوان اور کبھی سنتِ نبویؐ کے تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حریص اور شائق ہونے پر، چنانچہ بروایتِ صحیح ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی انصاریوں کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر۔

وَرَوٰى اِبْنُ مَاجَةَ اَنَّهٗ بَايَعَ نَاسًا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ عَلٰى اَنْ لَّا يَسْئَلَ النَّاسَ شَيْئًا

اور ابن ماجہ نے روایت کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت لی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا

فَكَانَ اَحَدُهُمْ يَسْقُطُ سَوْطُهٗ فَيَنْزِلُ عَنْ فَرَسِهٖ فَيَاْخُذُهٗ وَ لَا يَسْئَلُ اَحَدًا۔	سوال نہ کریں سوان میں سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اسکا کوڑا گر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کو اٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوڑا اٹھا دینے کا بھی سوال نہ کرتا تھا۔
وَمِمَّا لَا شَكَّ فِيْهِ وَ لَا شُبْهَةَ اَنَّهٗ اِذَا ثَبَتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِعْلٌ عَلٰى سَبِيْلِ الْعِبَادَةِ وَ اِهْتِمَامِ بِشَانِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَنْزِلُ عَنْ كَوْنِهٖ سُنَّةً فِى الدِّيْنِ۔	اور جس میں شک اور شبہ نہیں وہ یہ ہے کہ جب ثابت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کے نہ بر سبیل عادت تو وہ فعل سنت دینی سے کمتر تو نہیں۔

ف: اور چونکہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تھا تو بیعت کے مسنون ہونے میں اب کچھ شک اور شبہ نہیں۔

بَقِىَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَلِيْفَةَ اللّٰهِ فِىْ اَرْضِهٖ وَعَالِمًا بِمَا اَنْزَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ وَ الْحِكْمَةِ وَمُعَلِّمًا لِلْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ وَمُزَكِّيًا لِلْاُمَّةِ فَمَا فَعَلَهٗ عَلٰى جِهَةِ الْخِلَافَةِ كَانَ	باقی رہا یہ بیان کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ تھے اس کی زمین میں اور عالم تھے اس کے جو اللہ تعالے نے ان پر قرآن اور حکمت کو اتارا۔ اور معلم تھے قرآن اور حدیث کے اور امت کے پاک کرنے والے تھے سو جو فعل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

سُنَّةً لِلْخُلَفَآءِ وَ مَا فَعَلَهُ	بنا بر خلافت کے کیا وُہ خلفاء کے واسطے
عَلٰی جِهَةِ كَوْنِهٖ مُعَلِّمًا	سنت ہو گیا اور جو فعل کہ بجہت تعلیم
لِلْكِتَابِ وَ الْحِكْمَةِ وَمُزَكِّيًا	کتاب اور حکمت اور تزکیہ امت کے کیا
لِلْاُمَّةِ كَانَ سُنَّةً لِلْعُلَمَآءِ	وُہ علمائے راسخین کے واسطے
الرَّاسِخِيْنَ	سُنّت ہوا ۔

ف : علمائے راسخین سے وُہ مراد ہیں جو علم ظاہر اور باطن کے جامع ہیں ۔

فَلْنَبْحَثْ عَنِ الْبَيْعَةِ مِنْ	تو ہم کو چاہیے کہ بیعت کی گفتگو
اَيِّ قِسْمٍ هِيَ ، فَظَنَّ قَوْمٌ اَنَّهَا	کریں کہ وہ کون قسم میں سے ہے سو بعضے
مَقْصُوْرَةٌ عَلٰى قُبُوْلِهِ الْخِلَافَةَ	لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ بیعت منحصر
وَاَنَّ الَّذِيْ تَعْتَادُهُ الصُّوْفِيَّةُ	ہے قبولِ خلافت اور سلطنت پر اور
مِنْ مُبَايَعَةِ الْمُتَصَوِّفِيْنَ	وہ جو صوفیوں کی عادت ہے باہم اہلِ
لَيْسَ بِشَيْءٍ فَهٰذَا ظَنٌّ	تصوف سے بیعت لینے کی وہ شرعًا کچھ
فَاسِدٌ لِمَا ذَكَرْنَا مِنْ اَنَّ	نہیں اور یہ گمان فاسد ہے بدلیل اسکے جو
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	ہم مذکور کر چکے کہ مقرر نبی صلی اللہ علیہ
كَانَ يُبَايِعُ تَارَةً عَلٰى اِقَامَةِ	وسلم گاہے بیعت لیتے تھے اقامتِ ارکانِ
اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ وَ تَارَةً	اسلام پر اور گاہے تمسک بالسنتہ پر
عَلَى التَّمَسُّكِ بِالسُّنَّةِ وَ	اور صحیح بخاری گواہی دے رہی ہے اس
هٰذَا صَحِيْحُ الْبُخَارِيِّ شَاهِدٌ	پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عَلٰى اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	جریر رضی اللہ عنہ پر شرط کی ان کی بیعت

اِشْتَرَطَ عَلٰی جَرِیْرٍ عِنْدَ مُبَایَعَتِہٖ فَقَالَ وَالنُّصْحُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ وَاَنَّہٗ بَایَعَ نَوْمًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَاشْتَرَطَ اَنْ لَّا یَخَافُوْنَ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَیَقُوْلُوْا بِالْحَقِّ حَیْثُ کَانُوْا فَکَانَ اَحَدُھُمْ یُجَاھِرُ الْاُمَرَآءَ وَالْمُلُوْکَ بِالرَّدِّ وَالْاِنْکَارِ وَاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَایَعَ نِسْوَۃً مِنَ الْاَنْصَارِ وَاشْتَرَطَ الْاِجْتِنَابَ عَنِ النَّوْحَۃِ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ وَکُلُّ ذٰلِکَ مِنَ التَّزْکِیَۃِ وَالْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیِ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

سو فرمایا کہ خیر خواہی لازم ہے ہر مسلمان کے واسطے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی قوم انصار سے سو یہ شرط کر لی کہ نہ ڈریں امر خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت سے اور حق ہی بات بولیں جہاں ہیں سو ان میں سے بعضے لوگ اُمراء اور سلاطین پر کھل کر بلا خوف رد انکار کرتے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے بیعت کی اور شرط کر لی کہ نوحہ کرنے سے پرہیز کریں، ان کے سوائے بہت امور میں بیعت ثابت ہے۔ اور وہ امور از قسم تزکیہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ہیں۔

ف: تو صاف ثابت ہو گیا کہ بیعت فقط قبولِ خلافت پر منحصر نہیں۔

فَالْحَقُّ اَنَّ الْبَیْعَۃَ عَلٰی اَقْسَامٍ مِنْھَا بَیْعَۃُ الْخِلَافَۃِ وَ

تو حق یہ ہے کہ بیعت چند قسم پر ہے، یعنی بیعت خلافت کی یعنی

مِنْهَا بَيْعَةُ التَّمَسُّكِ بِحَبْلِ التَّقْوٰى
وَ مِنْهَا بَيْعَةُ الْهِجْرَةِ
وَالْجِهَادِ وَمِنْهَا بَيْعَةُ
التَّوَثُّقِ فِي الْجِهَادِ ۔
وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْإِسْلَامِ
مَتْرُوْكَةً فِيْ زَمَنِ الْخُلَفَاءِ
أَمَّا فِيْ زَمَنِ الرَّاشِدِيْنَ
مِنْهُمْ فَلِأَنَّ دُخُوْلَ النَّاسِ
فِي الْإِسْلَامِ فِيْ أَيَّامِهِمْ كَانَ
غَالِبًا بِالْقَهْرِ وَالسَّيْفِ لَا
بِالتَّأْلِيْفِ وَ إِظْهَارِ الْبُرْهَانِ
وَلَا طَوْعًا وَّ رَغْبَةً وَ أَمَّا
فِيْ غَيْرِهِمْ فَلِأَنَّهُمْ كَانُوْا
فِي الْأَكْثَرِ ظَلَمَةً فَسَقَةً
لَا يَهْتَمُّوْنَ بِإِقَامَةِ السُّنَنِ
وَلٰكِنَّ تِلْكَ بَيْعَةُ التَّمَسُّكِ
بِحَبْلِ التَّقْوٰى كَانَتْ مَتْرُوْكَةً
أَمَّا فِيْ زَمَانِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ
فَلِكَثْرَةِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ

بیعت اسلام لانے کی اور بعضی بیعت
تقویٰ کی رسّی پکڑنے کی اور بعضی بیعت
ہجرت اور جہاد کی اور بعضی بیعت جہاد
میں مضبوط رہنے کی ۔
اور مسلمان ہونے کی بیعت خلفاء کے
زمانہ میں متروک تھی خلفائے راشدین کے
وقت میں بیعت اسلام تو اس واسطے متروک
تھی کہ داخل ہونا لوگوں کا اسلام میں ان کے ایام
میں بسبب شوکت اور تلوار کے تھا نہ تالیف قلوب
اور اظہار دلیل اسلام پر اور نہ دخولِ اسلام
اپنی خوشی اور رغبت پر تھا اور خلفائے راشدین
کے سوا اور خلفاء کے وقت میں چنانچہ خلفائے
مروانیہ اور عباسیہ کے وقت میں اسواسطے بیعت اسلام
متروک تھی کہ ان میں اکثر ظالم اور فاسق تھے اقامت
سنن دین میں کوشش بلیغ نہ کرتے تھے ۔
اور اسی طرح تقویٰ کی رسّی تھامنے کی بیعت
زمانۂ خلفاء میں متروک ہوگئی تھی خلفا ئے
راشدین کے زمانے میں تو بسبب کثرت
اصحاب کے متروک تھی جو نورانی ہو چکے تھے

اسْتَنَارُوا بِصُحْبَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَأَدَّبُوْا فِي حَضْرَتِهٖ فَكَانُوْا لَا يَحْتَاجُوْنَ اِلَى بَيْعَةِ الْخُلَفَاءِ وَ اَمَّا فِيْ زَمَنِ غَيْرِهِمْ نَحُوْفًا مِنْ اِفْتِرَاقِ الْكَلِمَةِ وَ اَنْ يَّظُنَّ بِهِمْ مُبَايَعَةُ الْخِلَافَةِ فَتَهِيْجَ الْفِتَنُ وَ كَانَتِ الصُّوْفِيَّةُ يَوْمَئِذٍ يُقِيْمُوْنَ الْخِرْقَةَ مَقَامَ الْبَيْعَةِ ثُمَّ لَمَّا انْدَرَسَ هٰذَا الرَّسْمُ فِي الْخُلَفَاءِ انْتَهَزَ الصُّوْفِيَّةُ الْفُرْصَةَ وَتَمَسَّكُوْا بِسُنَّةِ الْبَيْعَةِ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ

بسبب صحبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور متادب ہو گئے تھے آپ کے حضور میں تو ان کو کچھ حاجت نہ تھی خلفاء سے بیعت کی بغیر باطن کے واسطے اور خلفاء کے سوا اور زمانہ میں بسبب خوف پھوٹ پڑنے کے اور اس خوف سے کہ بیعت کرنیوالوں کے ساتھ بیعت خلافت کا گمان کیا جاوے تو فساد اٹھے بیعت مذکور متروک تھی اور اس وقت میں اہل تصوف خرقہ دینے کو قائم مقام بیعت کے کرتے تھے، پھر بعد مدت یہ رسم بیعت کی ملوک اور سلاطین میں معدوم ہو گئی تو حضرات صوفیہ نے فرصت کو غنیمت جان کر سنت بیعت اختیار کی، واللہ اعلم۔

ف: مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا تو حضرات صوفیہ بعد اندراس رسم بیعت کے جاری کرنے سے مصداق اس حدیث مرفوع کے ہوئے کہ جو سنت مردہ کو جلادے تو اس کو اُس کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کا بھی اس کو اجر ملے گا جو اُس سُنّت پر چلیں۔

دُوسری فصل

بیعت کی سُنّیت، غایت، منفعت اور شرائط کا بیان

اس فصل میں سُنّیت بیعت اور اس کی غایت اور منفعت اور اس کی شرائط وغیرہ کا بیان ہے۔

وَلَعَلَّكَ تَقُوْلُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْبَیْعَةِ مَا هِیَ وَاجِبَةٌ اَمْ سُنَّةٌ ثُمَّ مَا الْحِکْمَةُ فِیْ شَرْعِهَا ثُمَّ مَا شَرْطُ مَنْ یَّاْخُذُ الْبَیْعَةَ ثُمَّ مَا شَرْطُ الْمُبَایِعِ ثُمَّ مَا وَفَاءُ الْمُبَایِعِ وَمَا نَکْثُهٗ ثُمَّ هَلْ یَجُوْزُ تَکْرَارُ الْبَیْعَةِ مِنْ عَالِمٍ وَّاحِدٍ اَوْ عُلَمَاءَ کَثِیْرِیْنَ ثُمَّ مَا اللَّفْظُ الْمَاْثُوْرُ عِنْدَ الْبَیْعَةِ۔

اور شاید کہ اے مخاطب تو کہے گا کہ مجھ کو بیعت کا حکم بتلایئے کہ کیا ہے واجب ہے یا سُنّت پھر بیعت کے مشروع ہونے میں حکمت کیا ہے، پھر بیعت لینے والے کی شرط کیا ہے، پھر بیعت کرنے والے کی شرط کیا ہے، پھر بیعت کرنیوالے میں ایفائے بیعت کس کو کہتے ہیں اور عہد شکنی کیا ہے، پھر کیا جائز ہے مکرر کرنا بیعت کا ایک عالم یا علمائے کثیر سے یا جائز نہیں، پھر کونسے الفاظ منقول ہیں سلف سے بیعت کے وقت۔

جواب، سوال اوّل فَاَقُوْلُ اَمَّا الْمَسْئَلَةُ

سو میں کہتا ہوں سا توں سوالات کے جواب مفصلاً، پہلے

اُلْاُوْلٰی فَاعْلَمْ اَنَّ الْبَیْعَةَ سُنَّةٌ وَلَیْسَتْ بِوَاجِبَةٍ لِاَنَّ النَّاسَ بَایَعُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَقَرَّبُوْا بِھَا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَمْ یَدُلَّ دَلِیْلٌ عَلٰی تَاْثِیْمِ تَارِکِھَا وَلَمْ یُنْکِرْ اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ عَلٰی اَنَّھَا لَیْسَتْ بِوَاجِبَةٍ۔

سوال کے جواب کو تو یوں سمجھ لے کہ بیعت سنت ہے واجب نہیں، اس واسطے کہ اصحاب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اس کے سبب حق کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیلِ شرعی سے تارکِ بیعت کے گنہگار ہونے پہ دلالت نہ کی اور ائمۂ دین نے تارکِ بیعت پہ انکار نہ کیا تو یہ عدمِ انکار گویا اجماع ہو گیا اس پہ کہ وہ واجب نہیں۔

حکمتِ بیعت اور اگر بیعت تقویٰ کی واجب ہوتی تو بالضرور اس کے تارک پہ انکار وارد ہوتے تو معلوم ہو گیا کہ بیعت سنت ہے اس واسطے کہ حقیقت سنت یہی ہے کہ فعل مسنون بلا دلیلِ وجوب تقرب الی اللہ کا موجب ہو۔

جواب، سوال دوم | وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ الثَّانِیَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَجْرٰی سُنَّتَهٗ اَنْ یَّضْبِطَ الْاُمُوْرَ الْخَفِیَّةَ الْمُضْمَرَةَ فِی النُّفُوْسِ بِالْاَفْعَالِ وَالْاَقْوَالِ الظَّاهِرَةِ وَیُنْصِبَهَا مَقَامَهَا کَمَا اَنَّ التَّصْدِیْقَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ خَفِیٌّ فَاُقِیْمَ الْاِقْرَارُ

سوال ثانی کا جواب یوں معلوم کر، سنت اللہ یوں جاری ہے کہ امورِ خفیہ جو نفوس میں پوشیدہ ہیں ان کا ضبط افعال اور اقوالِ ظاہری سے ہو اور اقوال قائم مقام ہوں امورِ قلبیہ کے، چنانچہ تصدیق اللہ اور اس کے رسول اور قیامت کی امر مخفی ہے تو اقرارِ ایمان[1] کا بجائے تصدیق قلبی کے قائم مقام کیا گیا اور چنانچہ

---

[1] اور اسی اقرار پر احکامِ ایمان کے دائر ہو گئے چنانچہ حفظ جان اور مال اور وجوب نصرت مومن ۱۲

مَقَامَهٗ وَكَمَا اِنَّ رِضَى الْمُتَعَاقِدَيْنِ بِبَذْلِ الثَّمَنِ وَالْمَبِيْعِ اَمْرٌ خَفِيٌّ مُضْمَرٌ فَاُقِيْمَ الْاِيْجَابُ وَالْقَبُوْلُ مَقَامَهٗ۔

رضامندی بائع اور مشتری کی قیمت اور مبیع کے دینے میں امر مخفی پوشیدہ ہے تو ایجاب[۱] اور قبول کو قائم مقام رضائے مخفی کے کر دیا۔

فَكَذٰلِكَ التَّوْبَةُ وَالْعَزِيْمَةُ عَلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ وَالتَّمَسُّكُ بِحَبْلِ التَّقْوٰى خَفِيٌّ مُضْمَرٌ فَاُقِيْمَتِ الْبَيْعَةُ مَقَامَهَا۔

سو اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقویٰ کی رسّی کو مضبوط پکڑنا، امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت[۲] کو اس کے قائم مقام کر دیا۔

جواب، سوال سوم | وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ الثَّالِثَةُ فَشَرْطُ مَنْ يَّاْخُذُ الْبَيْعَةَ اُمُوْرٌ اَحَدُهَا عِلْمُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَلَا اُرِيْدُ الْمَرْتَبَةَ الْقُصْوٰى بَلْ يَكْفِيْ مِنْ عِلْمِ الْكِتَابِ اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ ضَبَطَ تَفْسِيْرَ

مسئلہ ثالث کا جواب یہ ہے کہ بیعت لینے والے میں یعنی پیر اور مرشد میں چند امور ہیں جن کا بحیثیت شرط پایا جانا ضروری ہے شرط اوّل علم قرآن اور حدیث کا اور میری یہ مراد نہیں کہ پتلے سرے کا مرتبہ علم کا مشروط ہے بلکہ قرآن میں اتنا علم ہونا کافی ہے کہ تفسیر مدارک یا جلالین کو یا سوا ان کے

---

[۱] اور اسی ایجاب اور قبول پر احکام بیع کے دائر ہوئے یعنی قیمت اور بیع میں تصرف کرنا اور ہبہ اور وراثت وغیر ذالک ۱۲۔

[۲] اور اسی پر احکام دائر ہوئے یعنی وجوب ایفائے عہد شکنی وغیر ذالک ۱۲

اُلْمَدَارِكِ اَوِ الْجَلَالَيْنِ اَوْ غَيْرَهُمَا وَحَقَّقَهُ عَلٰى عَالِمٍ وَعَرَفَ مَعَانِيَهُ وَتَفْسِيْرَ الْغَرِيْبِ وَاَسْبَابَ النُّزُوْلِ وَالْاِعْرَابِ وَالْقَصَصِ وَمَا يَتَّصِلُ بِذَالِكَ

مانند تفسیر وسیط یا وجیز واحدی کے محفوظ کر چکا ہو اور کسی عالم سے اس کو تحقیق کر لیا ہو اور اس کے معنی اور ترجمہ لغات مشکلہ کو اور شان نزول اور اعراب قرآنی اور قصص اور جو اس کے قریب ہے اس کو جان چکا ہو۔

ف: یعنی وہ مختلف چیزوں میں تطبیق دینا اور معرفت ناسخ اور منسوخ اور احکام مستنبطہ قرآنی کی۔

وَمِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ ضَبَطَ وَحَقَّقَ مِثْلَ كِتَابِ الْمَصَابِيْحِ وَعَرَفَ مَعَانِيَهُ وَشَرَحَ غَرِيْبَهُ وَاِعْرَابَ مُشْكِلِهٖ وَتَاْوِيْلَ مُعْضِلِهٖ عَلٰى رَاْيِ الْفُقَهَاءِ

اور حدیث کا علم اتنا کافی ہے کہ ضبط اور تحقیق کر چکا ہو مانند کتاب مصابیح یا مشارق کے اور اس کے معانی دریافت کر چکا ہو اور اس کی شرح غریب یعنی لغات مشکلہ کا ترجمہ اور اعراب مشکل اور تاویل معضل کے برابر رائے فقہائے دین کی معلوم کر چکا ہو۔

ف: مشکل اور معضل میں فرق یہ ہے مشکل اس دشوار لفظ کو کہتے ہیں جو باعتبار لفظ اور ترکیب نحوی کے صعب ہو، اور معضل وہ ہے جس کے معنی مشتبہ ہوں اور ایک معنی کی تعیین نہ ہو سکے یا دوسری حدیث اس کے معارض اور مخالف ہو، فرمایا ابن مصنف یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے کہ اسی طرح میں نے مصنف قدس سرہ سے سنا۔ مترجم کہتا

ہے مصنف نے لفظ محتمل المعنی اور احادیث متعارضہ میں اتباع مذاہب فقہاء کے اس واسطے تصریح کی کہ چاروں اماموں کی مخالفت میں ضلالت صریح ہے یعنی اس نے ترک اجماع کیا

وَلَا يُكَلَّفُ بِحِفْظِ الْقُرْاٰنِ وَلَا التَّفَحُّصِ عَنْ حَالِ الْاَسَانِيْدِ اَلَا تَرٰى اَنَّ التَّابِعِيْنَ وَاَتْبَاعَهُمْ كَانُوْا يَاْخُذُوْنَ بِالْمُنْقَطِعِ وَالْمُرْسَلِ اِنَّمَا الْمَقْصُوْدُ حُصُوْلُ الظَّنِّ بِبُلُوْغِ الْخَبَرِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور بیعت لینے والا مکلف نہیں علم قرآن پر اختلافات قرأت کے یاد رکھنے کا اور نہ علم حدیث میں حال اسانید کے تجسس کا کیا تو نہیں جانتا کہ تابعین اور تبع تابعین حدیث منقطع اور مرسل کو لیتے تھے مقصود تو حصول ظن ہے ساتھ پہنچ جانے حدیث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سو اتنی بات تو کتب معتمدہ حدیث میں تفحص رواۃ پر منحصر نہیں اگرچہ تحقیق فن حدیث میں بدوں علم رجال کے حاصل نہیں۔

ف: منقطع وہ حدیث ہے جس کا راوی اول سند میں مذکور نہ ہو اور مرسل وہ ہے جو آخر سند میں راوی مذکور نہ ہو، چنانچہ تابعی حدیث کو بدوں ذکر صحابی کے مذکور کرے، چونکہ تابعین کا زمانہ مشہود بالخیر تھا اور وسائط سند قلیل ہوتے تھے، تو انقطاع سے بھی حصول ظن بلوغ خبر متصور تھا، بخلاف غیر تابعین اور تبع تابعین کے۔ کہ ان کو یہ دولت قرب عہد کہاں حاصل، خلاصہ یہ ہے کہ پیری مریدی کے واسطے اتنا علم بھی قرآن اور حدیث کا کافی ہے، لیکن عمل بالحدیث اور استنباط احکام کے واسطے بہت سا کچھ درکار ہے۔

وَلَا بِعِلْمِ الْاُصُوْلِ وَ الْکَلَامِ وَجُزْئِیَّاتِ الْفِقْهِ وَالْفَتَاوٰی

اور بیعت لینے والا علم اصولِ فقہ اور اصولِ حدیث اور جزئیاتِ فقہ اور احکامِ حوادث کے یاد رکھنے کا مکلف نہیں۔

ف: مولانا عبدالعزیز قدس سرہٗ نے حاشیے میں فرمایا کہ جزئیاتِ فقہ سے مقابل کلیات مراد نہیں بلکہ صورِ مفروضہ مراد ہیں جن کی طرف کم تر حاجت ہوتی ہے۔ مترجم کہتا ہے تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جزئیاتِ فقہ جو کثیرالوجود اور کثیرالحاجت ہیں ان کا حفظ مشروط ہے۔

وَاِنَّمَا شَرَطْنَا الْعِلْمَ لِاَنَّ الْغَرَضَ مِنَ الْبَیْعَةِ اَمْرُہٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیُهٗ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاِرْشَادُہٗ اِلٰی تَحْصِیْلِ السَّکِیْنَةِ الْبَاطِنَةِ وَاِزَالَةِ الرَّذَائِلِ وَاکْتِسَابِ الْحَمَائِدِ ثُمَّ امْتِثَالِ الْمُسْتَرْشِدِ بِهٖ فِیْ کُلِّ ذٰلِکَ فَمَنْ لَّمْ یَکُنْ عَالِمًا کَیْفَ یُتَصَوَّرُ مِنْهُ هٰذَا۔

اور عالم ہونا مُرشد کا تو ہم نے فقط اس کے واسطے شرط کیا ہے کہ غرض بیعت سے مرید کو امر کرنا ہے مشروعات کا اور روکنا ہے اُس کو خلاف شرع سے اور اس کی راہنمائی طرف تسکین باطنی کے اور دُور کرنا بدخوؤں کا اور حاصل کرنا صفاتِ حمیدہ کا پھر مرید کا عمل میں لانا اس کو جمیع امورِ مذکورہ میں سو جو شخص عالم اور واقف ان امور سے نہ ہوگا اس سے یہ کیونکر متصور ہوگا۔

ف: مترجم کہتا ہے سبحان اللہ! کیا معاملہ برعکس ہو گیا ہے، فقرائے جہال کو اس وقت یہ خبط سمایا ہے کہ پیری مریدی میں علم کا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ علم درویشی کو مضر

ہے، اس واسطے کہ شریعت کچھ اور ہے اور طریقت کچھ اور، حالانکہ صوفیانِ قدیم کے
کتب اور ملفوظات میں مثل قوت القلوب اور عوارف اور احیاء العلوم اور کیمیائے
سعادت اور فتوح الغیب اور غنیتہ الطالبین تصنیف حضرت عبدالقادر جیلانی میں
صاف مصرح ہے کہ علمِ شریعت شرط ہے طریقت اور تصوف کی، یہ بھی جہالت کی
شامت ہے کہ جن مرشدوں کا نام صبح و شام مثل قرآن اور درود کے ذکر کیا کرتے ہیں ان
کے کلام سے بھی غافل ہیں کہ وہ کیا فرما گئے ہیں۔

وَقَدِ اتَّفَقَ کَلِمَۃُ الْمَشَائِخِ   اور متفق ہے مشائخ کا قول اس پر کہ وعظ

لہ کتاب طریقِ محمدیؐ میں لکھا ہے کہ سردارِ جماعت صوفیۂ کرام اور امام ارباب طریقت کے
حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ جس نے نہ یاد کیا قرآن اور نہ لکھی حدیث، نہ پیروی
کی جاوے اس کی اس امر تصوف میں اس لیے کہ علم ہمارا اور یہ مذہب ہمارا مقید ہے
ساتھ کتاب و سنت کے اور یہ بھی ان ہی کا قول ہے کل طریقۃ ردّتہ الشریعۃ
فھو زندقۃ، یعنی جس طریقت کو رد کرے شریعت پس وہ نپٹ کفر ہے اور
فرمایا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف اسم ہے تین چیزوں کا، ایک تو یہ کہ
نہ بجھاوے نورِ معرفت اس کا نورِ ورع اس کے کو اور دوسرے یہ کہ نہ کلام کرے
ساتھ علمِ باطن کے اس طرح کا کہ نقض کرے اس کو ظاہر کتاب اللہ اور تیسرے یہ کہ
نہ باعث ہو اس کو کرامت اوپر ہتک حرمت محارم اللہ تعالیٰ کے انتہی۔ اور بہت
سے اقوال بزرگانِ دین مثل ان ہی کے منقول ہیں، چنانچہ جامع التفاسیر کے صلا پر
بہ تفصیل لکھے گئے ہیں جو چاہے اس میں دیکھ لے ۱۲ ق

عَلیٰ اَنْ لَّا یَنْتَکَلَّمَ عَلَی النَّاسِ اِلَّا مَنْ کَتَبَ الْحَدِیْثَ وَ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ

نہ کرے لوگوں کو مگر وہ شخص جس نے کتابتِ حدیث کی ہو یعنی روایت کی ہو اسناد سے اور جس نے قرآن کو پڑھا ہو۔

اَللّٰھُمَّ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ رَجُلٌ صَحِبَ الْعُلَمَاءَ الْاَتْقِیَاءَ دَھْرًا طَوِیْلًا وَ تَاَدَّبَ عَلَیْھِمْ وَ کَانَ مُتَفَحِّصًا عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ فَعَسٰی اَنْ یَّکْفِیَہٗ ذٰلِکَ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

کچھ نہیں بنتی بارِ خدایا مگر یہ کہ ایسا مرد ہو جس نے متقی علماء کی بہت مدت تک صحبت کی ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو اور حلال اور حرام کا متفحص ہو اور کثیر الوقوف ہو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک یعنی قرآن اور حدیث سن کر ڈر جاتا ہو اور اپنے افعال اور اقوال اور حالات کو کتاب اور سنت کے موافق کر لیتا ہو تو امید ہے کہ اس قدر معلومات بھی اسکو کفایت کریں درصورت عدمِ علم، واللہ اعلم

شرط دوم مُرشِد | وَالشَّرْطُ الثَّانِیْ

اَلْعَدَالَۃُ وَالتَّقْوٰی فَیَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ مُجْتَنِبًا عَنِ الْکَبَائِرِ غَیْرَ مُصِرٍّ عَلَی الصَّغَائِرِ

اور بیعت لینے والے کی دوسری شرط عدالت اور تقویٰ ہے تو واجب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اڑ نہ جاتا ہو۔

ف: مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیے میں فرمایا کہ تقویٰ مرشد کا اس واسطے مشروط ہوا کہ بیعت مشروع ہوئی ہے واسطے صفائی باطن کے اور انسان مجہول ہے اپنے تئیں نوع

کی اقتدائے افعال پر اور صفائی باطن میں فقط قول بدوں عمل کے کفایت نہیں کرنا سو جو مرشد کہ اعمال خیر سے متصف نہ ہو فقط زبانی تقریروں پر کفایت کرتا ہو وہ شخص حکمت بیعت کا برہم زن ہے۔

شرط سوم | وَالشَّرْطُ الثَّالِثُ

اَنْ یَّکُوْنَ زَاهِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَةِ مُوَاظِبًا عَلَی الطَّاعَاتِ الْمُؤَکَّدَةِ وَالْاَذْکَارِ الْمَاْثُوْرَةِ الْمَذْکُوْرَةِ فِیْ صِحَاحِ الْاَحَادِیْثِ مُوَاظِبًا عَلٰی تَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَکَانَ حِفْظُ لَهٗ مَلَکَةً رَاسِخَةً۔

اور تیسری شرط بیعت لینے کی یہ ہے کہ دنیا کا تارک ہو اور آخرت کا راغب ہو، محافظ ہو طاعات موکدہ اور اذکار منقولہ کا جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں مدام تعلق دل کا اللہ پاک سے رکھتا ہو اور یادداشت کی مشق کامل اسکو حاصل ہو۔ مترجم کہتا ہے یادداشت کی حقیقت آگے مذکور ہوگی۔

شرط چہارم | وَالشَّرْطُ الرَّابِعُ

اَنْ یَّکُوْنَ اٰمِرًا بِالْمَعْرُوْفِ نَاهِیًا عَنِ الْمُنْکَرِ مُسْتَبِدًّا بِرَاْیِهٖ اِمَّعَةً لَیْسَ لَهٗ رَاْیٌ وَّلَا اَمْرٌ ذَا مُرُوَّةٍ وَعَقْلٍ تَامٍّ یُعْتَمَدُ عَلَیْهِ فِیْ کُلِّ مَا یَاْمُرُ بِهٖ وَیَنْهٰی مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ، فَمَا

اور چوتھی شرط یہ ہے کہ بیعت والا امر کرتا ہو مشروع کا اور خلاف شرع سے روکتا ہو، جو مستقل ہو اپنی رائے پر نہ کہ مردہر جائی ہردم خیالی جس کو نہ رائے ہو نہ امر، مروت والا اور صاحب عقل کامل کا ہوتا کہ اس پر اعتماد کیا جاوے اس کے بتائے اور رد کیے ہوئے فعل پر، حق تعالے نے فرمایا کہ گواہی ان کی مقبول ہے جن

أَثْلُكَ لِصَاحِبِ الْبَيْعَةِ - ؟

گواہوں کو تم پسند کرو، سو کیا تیرا گمان ہے صاحب بیعت کے ساتھ،

(یعنی جب شاہدوں میں عدالت شرط ہوئی تو بیعت لینے والے مرشد میں بطریق اولیٰ عدالت اور تقویٰ شرط ہوگا -)

ف: مولانا نے فرمایا یہ مراد نہیں کہ امر بالمعروف اور مستقل الرائے وغیرہ ہونا قبولِ شہادت کی شرط ہے تاکہ اعتراض وارد ہو کہ یہ امور شہادت میں شرط نہیں تو چاہیے کہ صاحبِ بیعت میں بھی شرط نہ ہو، بلکہ حاصل استدلال آیتِ قرآنی کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے قبولِ شہادت کو اہلِ اسلام کی رضا اور اختیار پر مفوض کیا اور چونکہ رضا امر مخفی ہے لہٰذا اس کی تعیین علاماتِ ظاہرہ سے ہوئی مثل اجتناب عن الکبائر وغیرہ تو اخذِ بیعت کی بھی تفویض اہلِ اسلام کے رضا پر ہو کر تعیین اس کی علاماتِ ظاہرہ مذکورہ سے ہوگی تو امورِ مذکورہ کا مشروط ہونا مرشد میں بطریقِ اولیٰ ہوگا۔

شرطِ پنجم | وَالشَّرْطُ الْخَامِسُ اَنْ يَكُوْنَ صَحِبَ الْمَشَائِخَ وَتَأَدَّبَ بِهِمْ دَهْرًا طَوِيْلًا وَاَخَذَ مِنْهُمُ النُّوْرَ الْبَاطِنَ وَالسَّكِيْنَةَ وَهٰذَا لِاَنَّ سُنَّةَ اللّٰهِ جَرَتْ بِاَنَّ الرَّجُلَ لَا يُفْلِحُ اِلَّا اِذَا رَاَى الْمُفْلِحِيْنَ كَمَا اَنَّ الرَّجُلَ لَا

اور پانچویں شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا مرشد ان کامل کی صحبت میں رہا ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو زمانۂ دراز تک اور ان سے باطن کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو اور یہ یعنی صحبتِ کاملین اس واسطے مشروط ہوئی کہ عادتِ الٰہی یوں جاری ہوئی کہ مراد نہیں ملتی جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے، جیسے انسان کو علم نہیں حاصل

يَتَعَلَّمُ اِلَّا بِصُحْبَةِ الْعُلَمَاءِ وَعَلٰی هٰذَا الْقِيَاسِ غَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الصِّنَاعَاتِ ۔

ہوتا مگر علماء کی صحبت سے (اور اسی قیاس پر ہیں اور پیشے یعنی جیسے آہنگری بدون صحبت آہنگر یا نجاری بدون صحبت نجار کے نہیں آتی)

ف: مولانا نے فرمایا کہ جریان سنت اللہ کا بھید یہ ہے کہ انسان اس نہج پر مخلوق ہوا ہے کہ یہ اپنے کمالات کو حاصل نہیں کر سکتا بدون ابنائے جنس کی مشارکت اور معاونت کے بخلاف اور حیوانات کے کہ ان کے کمالات پیدائشی ہیں اور کسبی نہایت کمتر ہیں، چنانچہ تیرنا حیوانات میں پیدائشی کمال ہے اور انسان کو بدون سیکھے نہیں آتا۔

وَلَا يُشْتَرَطُ فِي ذٰلِكَ ظُهُوْرُ الْكَرَامَاتِ وَالْخَوَارِقِ وَلَا تَرْكُ الْاِكْتِسَابِ لِاَنَّ الْاَوَّلَ ثَمَرَةُ الْمُجَاهَدَاتِ لَا شَرْطُ الْكَمَالِ وَالثَّانِيْ مُخَالِفٌ لِلشَّرْعِ وَلَا تَغْتَرَّ بِمَا فَعَلَهُ الْمَغْلُوْبُوْنَ فِيْ اَحْوَالِهِمْ اِنَّمَا الْمَأْثُوْرُ الْقَنَاعَةُ بِالْقَلِيْلِ وَالْوَرَعُ مِنَ الشُّبُهَاتِ ۔

اور شرط نہیں اس میں یعنی بیعت لینے میں ظہور کرامات اور خوارق عادات کا اور نہ ترک پیشہ وری کا، اس واسطے کہ ظہور کرامات اور خوارق عادات ثمرہ ہے مجاہدات اور ریاضت کشی کا نہ شرط کمال اور ترک اکتساب مخالف شرع ہے اور دھوکہ نہ کھاؤ اس سے جو درویش مغلوب الاحوال کرتے ہیں یعنی جو صاحب حال بسبب غلبہ اپنے حال کے کسب حلال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے انکے فعل کو دلیل نہ پکڑنا، ترک کسب پر منقول تو یہی ہے کہ تھوڑے پر قناعت کرنا اور شبہات سے پرہیز کرنا یعنی مال مشتبہ

اور پیشہ مکر اور مشتبہ سے بچنا ضرور ہے ۔

ف: مولانا نے فرمایا اور یہی شرط ارشاد نہیں کہ کمال ترہتب اختیار کرے یعنی عبادات شاقہ کا اپنے اوپر لازم کرنا، چنانچہ صوم دہر اور تمام رات جاگنا اور گوشہ گیری نساد سے کرنا اور طعام لذیذ کا نہ کھانا اور جنگل یا پہاڑوں پر رہنا، چنانچہ ہمارے وقت کے عوام اس کو شرط کمال کی جانتے ہیں، اس واسطے کہ یہ امور تشدد فی الدین اور تشدید علی النفس میں داخل ہیں، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخت نہ پکڑو اپنی جانوں کو کہ اللہ تم کو سخت پکڑے گا، اور فرمایا کہ رہبانیت اسلام میں جائز نہیں ۔

جوابِ سوال چہارم

وَ اَمَّا الْمَسْئَلَةُ الرَّابِعَةُ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ یَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُبَایِعُ بَالِغًا عَاقِلًا رَاغِبًا وَ قَدْ جَآءَ فِی الْحَدِیْثِ اَنَّهٗ عُرِضَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَبِیٌّ لِیُبَایِعَهٗ فَمَسَحَ عَلٰی رَاْسِهٖ وَ دَعَا لَهٗ بِالْبَرَکَةِ وَ لَمْ یُبَایِعْ ۔

اور سوال چوتھے کا جواب یوں جان کہ واجب ہے یہ کہ بیعت کرنے والا جوان ہوشیار رغبت والا ہو، اور مقرر حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لڑکا گیا تاکہ آپ سے بیعت کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور بیعت نہ لی ۔

شروطِ مرید

مولانا نے فرمایا بالغ اور عاقل ہونا بیعت کے واسطے اس واسطے مشروط ہے کہ نابالغ اور مجنون خود ایمان کا مکلف

نہیں تو تقویٰ اور اجتہاد فی الطاعات کا اس کے حق میں کیا مذکور ہے۔

وَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ يُجَوِّزُ بَيْعَةَ الصِّغَارِ تَبَرُّكًا وَّتَفَؤُّلًا وَاللهُ أَعْلَمُ۔

اور بعضے مشائخ لڑکوں کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں بنا بر برکت اور نیک فالی کے، واللہ اعلم۔

ف: مولانا نے فرمایا کہ شاید تجویز بدلیل صحیح مسلم کی حدیث کے ہے کہ حضرت زبیرؓ اپنے بیٹے عبداللہؓ کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سات یا آٹھ برس کے تھے سو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکرائے، پھر ان سے بیعت لی۔

اقسام بیعتِ صوفیہ

جواب، سوالِ پنجم

وَأَمَّا الْمَسْئَلَةُ الْخَامِسَةُ فَاعْلَمْ أَنَّ الْبَيْعَةَ الْمُتَوَارِثَةَ بَيْنَ الصُّوفِيَّةِ عَلٰى وُجُوْهٍ أَحَدُهَا بَيْعَةُ التَّوْبَةِ مِنَ الْمَعَاصِيْ وَالثَّانِيْ بَيْعَةُ التَّبَرُّكِ فِيْ سِلْسِلَةِ الصَّالِحِيْنَ بِمَنْزِلَةِ سِلْسِلَةِ أَسْنَادِ الْحَدِيْثِ فَإِنَّ فِيْهَا بَرَكَةً وَالثَّالِثُ بَيْعَةُ تَاكُّدِ الْعَزِيْمَةِ عَلَى التَّجَرُّدِ لِأَمْرِ اللهِ وَتَرْكِ مَا

اور سوال پانچویں کا جواب یوں جان کہ جو بیعت کہ صوفیوں میں متوارث ہے وہ کئی طریق پر ہے پہلا طریقہ بیعت توبہ ہے معاصی سے اور دوسرے طریقہ پر بیعت تبرک ہے یعنی بقصدِ برکت صالحین کے سلسلہ میں داخل ہو تا بمنزلہ سلسلہ اسنادِ حدیث کے کہ اس میں البتہ برکت ہے اور تیسرا طریقہ بیعت تاکدِ عزیمت یعنی عزم مصمم کرنا واسطے خلوص امرِ الٰہی اور ترکِ مناہی کے ظاہر اور باطن سے اور

مَا نَهٰى عَنْهُ ظَاهِرًا اَوْ بَاطِنًا وَتَعْلِيْقَ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَ الْاَصْلُ۔

اور تعلیق دل کی اللہ جل شانہ سے اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہے۔

قسم اول ودوم

وَاَمَّا الْاَوَّلَانِ فَالْوَفَاءُ بِالْبَيْعَةِ فِيْهِمَا تَرْكُ الْكَبَائِرِ وَعَدَمُ الْاِصْرَارِ عَلَى الصَّغَائِرِ وَالتَّمَسُّكُ بِالطَّاعَاتِ الْمَذْكُوْرَةِ مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَالسُّنَنِ الرَّوَاتِبِ وَالنَّكْثُ بِالْاِخْلَالِ فِيْ مَا ذَكَرْنَا۔

اور پہلے دونوں قسم کے طریقوں میں بیعت کا پورا کرنا عبارت ہے ترک کبائر سے، نہ اڑجانا صغائر پہ اور طاعات مذکورہ کو اختیار کرنا از قسم واجبات اور موکدہ سنتوں کی اور عہد شکنی عبارت ہے خلل ڈالنے سے اس میں جن کو ہم نے مذکور کیا یعنی ارتکاب کبائر اور اصرار علی الصغائر، اور طاعات پر مستعد نہ ہونا بیعت شکنی ہے۔

قسم سوم

وَاَمَّا الثَّالِثُ فَالْوَفَاءُ الْبَقَاءُ عَلٰى هٰذِهِ الْهِجْرَةِ وَالْمُجَاهَدَةِ حَتّٰى يَكُوْنَ مُتَنَوِّرًا بِنُوْرِ السَّكِيْنَةِ وَيَصِيْرُ ذٰلِكَ دَيْدَنًا لَهٗ وَخُلْقًا وَجِبِلَّةً فَعِنْدَ ذٰلِكَ قَدْ يُرَخَّصُ فِيْ مَا اَبَاحَهُ الشَّرْعُ مِنَ اللَّذَّاتِ وَالْاِشْتِغَالِ التَّعَمُّقُ كَالتَّدْرِيْسِ وَالْقَضَاءِ وَغَيْرِهِمَا وَالنَّكْثُ

اور تیسرے طریقے میں پورا کرنا بیعت کا عبارت ہے مدام ثابت رہنے سے اس ہجرت اور مجاہدہ اور ریاضت پہ یہاں تک کہ روشن ہو جاوے اطمینان کے نور سے اور یہ اس کی عادت اور خو اور جبلت ہو جاوے بلا تکلف تو اس حالت کے نزدیک گاہے اس کو اجازت دی جاتی ہے اس میں جس کو شرع نے مباح کیا ہے، از قسم لذات کے اور مشغول ہونے کے بعضے ان کاموں میں جن میں طول مدت

بِالْاِخْلَالِ فِیْ ذٰلِكَ — کی طرف حاجت ہوجاتی ہے جیسے درس کرنا علومِ دینی کا، اور قضا اور بیعت شکنی عبارت ہے اس کی خلل اندازی سے قبل از نورانیت دل کے۔

حِکمتِ تکرارِ بیعت

جواب سوال ششم وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ السَّادِسَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ تَكْرَارَ الْبَيْعَةِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاثُوْرٌ وَّكَذٰلِكَ عَنِ الصُّوْفِيَّةِ اَمَّا مِنَ الشَّخْصَيْنِ فَاِنْ كَانَ بِظُهُوْرِ خَلَلٍ فِیْ مَنْ بَايَعَهٗ فَلَا بَاْسَ وَكَذٰلِكَ بَعْدَ مَوْتِهٖ اَوْ غَيْبَتِهِ الْمُنْقَطِعَةِ وَاَمَّا بِلَا عُذْرٍ فَاِنَّهٗ يُشْبِهُ الْمُتَلَاعِبَ وَيَذْهَبُ بِالْبَرَكَةِ وَيَصْرِفُ قُلُوْبَ الشُّيُوْخِ عَنْ تَعَهُّدِهٖ – وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اور چھٹے سوال کے جواب میں معلوم کر کہ تکرار بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے لیکن دو پیروں سے بیعت کرنا سو اگر بسبب ظہور خلل کے ہو اس پیر میں جس سے بیعت کرچکا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اسی طرح اسکی موت کے بعد یا اسکی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اسکی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی اور بلا عذر تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہ ہے کھیل کے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اس کی تعلیم اور تہذیب سے پھیرتا ہے۔ واللہ اعلم، یعنی اس کو ہرجائی اور ہردم خیالی سمجھ کر اس پر التفات نہیں کرتے۔

جواب سوال ہفتم وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ — اور ساتویں سوال کا جواب معلوم کر کہ لفظ

السَّابِعَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ اللَّفْظَ الْمَاثُوْرَ عَنِ السَّلَفِ عِنْدَ الْبَيْعَةِ اَنْ يَّخْطُبَ الشَّيْخُ الْخُطْبَةَ الْمَسْنُوْنَةَ۔

منقول سلف سے بیعت کے وقت یہ ہے کہ مرشد خطبہ مسنونہ پڑھے۔ اور خطبہ مسنونہ یہ ہے۔ یعنی الحمد للہ سے آخر تک، ترجمہ اس کا یہ ہے:

وَهِيَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[1]، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

سب تعریف اللہ کو ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور مغفرت اس سے چاہتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں اللہ کی اپنے نفوس کی بدیوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے جس کو اللہ نے ہدایت کی اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اس نے بہکایا اسکو کوئی راہ بتانے والا نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں اس کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور اس کی کہ محمدؐ بندے ہیں اللہ کے اور اس کے رسول رحمت بھیجے اللہ ان پر اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر اور برکت کرے اور سلامتی عنایت فرمائے۔

ثُمَّ يُلَقِّنُهُ الْاِيْمَانَ الْاِجْمَالِيَّ فَيَقُوْلُ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

پھر بعد خطبہ مذکور کے مرشد مرید کو ایمان اجمالی تلقین کرے سو یوں کہے کہ کہہ ایمان لایا

[1] حصن حصین میں بعد اِلَّا اللّٰهُ کے وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ بھی ہے۔ ۱۲

عَلٰی مُرَادِ اللّٰہِ وَاٰمَنْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ عَلٰی مُرَادِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَبَرَّأْتُ مِنْ جَمِیْعِ الْاَدْیَانِ وَجَمِیْعِ الْعِصْیَانِ وَاَسْلَمْتُ الْاٰنَ وَاَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

میں اللہ پر اور جو اللہ کے نزدیک سے آیا اللہ کی مُراد پر اور ایمان لایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو رسول اللہؐ کے نزدیک سے آیا رسول اللہؐ کی مراد پر صلی اللہ علیہ وسلم اور بیزار ہوا میں سب دینوں سے سوائے اسلام کے اور بیزار ہوا سب گناہوں سے اور میں اب اسلام لایا یعنی اسلام کو تازہ کیا اور کہتا ہوں میں کہ گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کا بندہ ہے اور اُس کا رسول۔

ثُمَّ یَقُوْلُ قُلْ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَۃِ خُلَفَآئِہٖ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَیْتِ اِنِ اسْتَطَعْتُ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔

پھر مرشد کہے مرید سے کہہ میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے خلفاء کے واسطے سے پانچ امر پر اسؐ کی گواہی پر کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور مقرر محمد رسولؐ ہے اللہ کا اور نماز کے قائم کرنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور رمضان کے صوم پر اور بیت اللہ کے حج پر اگر مجھ کو استطاعت ہوگی اس کی راہ کی۔

ف: استطاعت سبیل سے مراد زاد اور راحلہ ہے۔

ثُمَّ یَقُوْلُ قُلْ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَۃِ خُلَفَائِہٖ عَلٰی اَنْ لَّا اُشْرِكَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّ لَا اَسْرِقَ وَ لَا اَزْنِیَ وَ لَا اَقْتُلَ وَلَا اٰتِیَ بِبُہْتَانٍ اَفْتَرِیْہِ بَیْنَ یَدَیَّ وَ رِجْلَیَّ وَ لَا اَعْصِیَہٗ فِیْ مَعْرُوْفٍ

پھر مرشد مرید سے کہے کہ بیعت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بواسطہ خلفائے حضرتؐ کے اس پر کہ شریک نہ کروں گا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو اور چوری نہ کروں گا اور زنا نہ کروں گا اور قتل نہ کروں گا اور بہتان کو نہ لاؤں گا اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے درمیان[1] سے اس کو افترا کر کے اور نافرمانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کروں گا امر مشروع میں۔

ف: اس مضمون کی بیعت قرآن مجید میں منصوص ہے۔

ثُمَّ یَتْلُو الشَّیْخُ ھَاتَیْنِ الْاٰیَتَیْنِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ

پھر مرشد ان دو آیتوں کو پڑھے یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ سے آخر تک یعنی اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو اللہ کی طرف وسیلہ[2] اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح

---

[1] یہ کنایہ ہے نفس سے یعنی اپنے جی سے بہتان کسی پر نہ بناؤں گا۔۱۲

[2] قَوْلِہٖ اَلْوَسِیْلَۃَ مَا یَتَوَسَّلُوْنَ بِہٖ اِلٰی ثَوَابِہٖ وَ الزُّلْفٰی مِنْہُ بِفِعْلِ الطاعات وترک المعاصی من وسل لی کذا اذا تقرب الیہ و فی الحدیث الوسیلۃ منزلۃ فی الجنۃ ۱۲ بیضاوی الوسیلۃ ما یقربکم الیہ من طاعۃ ۱۲ جلالین

يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ	پاؤ مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے نبیؐ
اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ	وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے، اللہ سبحانہ
فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ	کا دستِ قدرت اور رحمت ان کے ہاتھوں
عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ	پر ہے سو جس نے بیعت کو توڑا یہی بات ہے کہ اس
أَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ	نے اپنی ذات کی مضرت کے واسطے بیعت کو توڑا
اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا	اور جس نے پورا کیا اس کو جو اللہ سے عہد کیا، سو
عَظِيْمًا ۝	قریب اسکو اجرِ عظیم عنایت کرے گا۔

ف: پہلی آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے، مولانا نے حاشیے میں فرمایا کہ ہم نے اپنے جدِ امجد شاہ عبدالرحیم قدس سرہٗ کے ایک مرید سے سُنا کہ ان کے ہمعصر ایک عالم نے ان سے بیعت کے سنت یا بدعت ہونے میں گفتگو کی جدِ امجد نے واسطے مشروعیت بیعت کے اس آیت سے استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلے سے ایمان مراد لیجیے اسواسطے کہ خطاب اہلِ ایمان سے ہے چنانچہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس پر دلالت کرتا ہے، اور عملِ صالح بھی مراد نہیں ہوسکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے اس واسطے کہ تقویٰ عبارت ہے امتثالِ اوامر اور اجتناب نواہی سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغایرت بَیْنَ المعطوف والمعطوف علیہ کا مقتضی ہے۔ اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہوسکتا بدلیل مذکور یعنی تقویٰ میں داخل ہے۔ پس متعین ہو گیا کہ وسیلے سے مراد ارادت اور بیعت مرشد کی ہے پھر اس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت ہے ذکر اور فکر میں تا فلاح حاصل ہو کہ عبارت ہے وصول ذاتِ پاک سے۔ واللہ اعلم

ثُمَّ يَدْعُوْا لِنَفْسِهٖ	پھر مرشد دُعا کرے اپنی ذات کے واسطے

وَ لِلتَّلْمِيْذِ وَ لِلْحَاضِرِيْنَ فَيَقُوْلُ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ وَ نَفَعَنَا وَ اِيَّاكُمْ۔	اور مرید کے واسطے اور حاضرین کے واسطے، سو یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ برکت کرے ہمارے اور تمہارے واسطے اور نفع پہنچاوے ہم کو اور تم کو۔
وَلَا بَاْسَ اَنْ يُّلَقِّنَهٗ فَيَقُوْلُ قُلِ اخْتَرْتُ الطَّرِيْقَةَ النَّقْشْبَنْدِيَّةَ اَوِ الْقَادِرِيَّةَ اَوِ الْجِشْتِيَّةَ الْمَنْسُوْبَةَ اِلَى الشَّيْخِ الْاَعْظَمِ وَالْقُطْبِ الْاَفْخَمِ خَوَاجَه نَقْشْبَنْدِيه اَوِ الشَّيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيْ اَوِ الشَّيْخِ مُعِيْنِ الدِّيْنِ السَّنْجَرِيْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فُتُوْحَهَا وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَةِ اَوْلِيَائِهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ o	اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ مرید کو یوں تلقین کرے سو کہے کہ تو کہہ کہ میں نے اختیار کیا طریقۂ نقشبندیہ جو منسوب ہے طرف شیخ اعظم اور قطب افخم خواجہ نقشبندؒ کے یا طریقۂ قادریہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی طرف یا طریقۂ چشتیہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ معین الدینؒ سنجری یعنی سیستانی کی طرف، خداوندا ہم کو فتوح اس طریقے کے عنایت کر اور ہم کو اس طریقے کے دوستوں کے گروہ میں محشور کر اپنی رحمت سے یا ارحم الراحمین!
سَمِعْتُ سَيِّدِى الْوَالِدَ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ مُبَشِّرَةٍ	سنا میں نے اپنے والد بزرگوار سے فرماتے تھے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں سو میں نے آپؐ سے

فَبَايَعْتُهُ فَاَخَذَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَدَيَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَنَا اُصَافِحُ عِنْدَ الْبَيْعَةِ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ۔

بیعت کی، سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں دست مبارک میں کر لیا سو میں تو اسی طرح جیسے خواب میں دیکھا مصافحہ کرتا ہوں بیعت لینے کے وقت۔

ف: مولانا نے فرمایا کہ بعضے اکابر مرید سے فرماتے ہیں کہ اپنا داہنا ہاتھ پھیلا دے، پھر بیعت لینے والا اس پر اپنا ہاتھ رکھتا ہے، اسی طرح عمرو بن العاص رضی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

اَمَّا بَيْعَةُ النِّسَآءِ فَبِاَنْ يَّاْخُذَ الشَّيْخُ طَرَفَ ثَوْبٍ وَّالَّتِيْ تُبَايِعُ طَرَفَهُ الْاٰخَرَ۔

اور عورتوں کی بیعت کرنے کا یہ طریقہ یہ ہے کہ مرشد کپڑے کا ایک کنارہ پکڑے اور بیعت کرنے والی دوسرا کنارہ اس کا پکڑے

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

واللہ اعلم

ف: مولانا نے فرمایا کہ بیعت زبانی بھی عورتوں سے جائز ہے بدون پکڑنے کپڑے کے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

تیسری فصل

مرید کی تربیت اور تعلیم کا بیان

اس فصل میں مرید کی تربیت اور تعلیم کا طریقہ مذکور ہے:

لِتَرْبِيَةِ السَّالِكِيْنَ دَرَجَاتٌ مُتَرَتِّبَةٌ فَاَوَّلُ مَا يَجِبُ اَنْ يَتَغَيَّرَ فِيْهِ الْعَقِيْدَةُ فَاِذَا رَغِبَ امْرُءٌ فِيْ سُلُوْكِ طَرِيْقِ اللّٰهِ فَمُرْهُ اَوَّلًا بِتَصْحِيْحِ الْعَقَائِدِ عَلٰى مُوَافَقَةِ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنْ اِثْبَاتِ وَاجِبٍ وَّاحِدٍ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مُتَّصِفٌ بِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ مِنَ الْحَيٰوةِ وَالْعِلْمِ وَالْقُدْرَةِ وَالْاِرَادَةِ وَغَيْرِهَا مِمَّا وَصَفَ اللّٰهُ بِهٖ نَفْسَهٗ وَثَبَتَ بِهِ النَّقْلُ عَنِ الْمُخْبِرِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

سالکوں کی تربیت کے واسطے درجات ہیں علی الترتیب سو اوّل جس کا سنوارنا واجب ہے وہ عقیدہ ہے تو جب کوئی شخص راہ خدا کے چلنے میں راغب ہو تو حکم کر اس کو اوّل عقائد کے صحیح کرنے کا موافق عقائد سلف صالح کے یعنی ثابت کرنا واجب الوجود کا جو واحد ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے اس کے، موصوف ہے وہ جمیع صفات کمال سے حیات میں اور علم اور قدرت اور ارادے میں اور سوائے ان کے اور صفات میں کہ حق تعالےٰ نے اپنی ذات پاک کو وصف کیا ہے ساتھ ان کے اور نقل اس کی ثابت ہوئی مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور صحابہؓ

وَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ۔

مُنَزَّہٌ مِّنْ جَمِيْعِ سِمَاتِ النَّقْصِ وَالزَّوَالِ مِنَ الْجِسْمِيَّةِ وَالتَّحَيُّزِ وَالْعَرْضِيَّةِ وَالْجِهَةِ وَالْاَلْوَانِ وَالْاَشْكَالِ۔

اور تابعینؒ سے۔

ایسا واحد ہے جو پاک ہے نقصان اور زوال کی سب نشانیوں سے مجسّم ہونے سے اور احتیاج مکانی اور عرض ہونے اور جہت میں ہونے اور الوان اور اشکال سے یعنی جسم اور لوازم جسمیت سے منزہ ہے۔

....

وَاَمَّا مَاوَرَدَ مِنَ الْاِسْتِوَاءِ عَلَى الْعَرْشِ وَالضِّحْكِ وَاِثْبَاتِ الْيَدَيْنِ فَنُؤْمِنُ بِهٖ عَلَى الْجُمْلَةِ ثُمَّ نَكِلُ تَفْصِيْلَهٗ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَعْلَمُ اَلْبَتَّةَ اَنَّهٗ لَيْسَ كَمِثْلِ اِتِّصَافِنَا بِالتَّحَيُّزِ وَغَيْرِهٖ بَلْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ وَنَعْلَمُ اَنَّهٗ شَيْءٌ ثَابِتٌ

اور وہ جو وارد ہوا ہے استواء علی العرش اور ضحک اور اثبات یدین کا سو اس پر ہم ایمان رکھتے ہیں مجمل بلا تفصیل پھر اس کی تفصیل کو خدا کے علم پر تفویض کرتے ہیں یعنی وہی خوب جانتا ہے کہ کیا مراد ہے استواء علی العرش سے اور اتنا تو ہم بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے استواء وغیرہ میں ہمارا اتصاف[1] یا تحیز وغیرہ نہیں بلکہ خدا کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع اور بصیر

---

[1] یعنی مثلاً ہم ایک تخت یا کوٹھے پر بیٹھیں تو مکانیت اور جگہ کا گھیرنا لازم آتا ہے ویسا اس کے استواء میں نہیں لازم آتا وہ پاک ہے مکانیت وغیرہ صفات نقصان سے ۱۲ ق

لِلّٰہِ تَعَالٰی کَمَا اَثْبَتَ لِلّٰہِ تَعَالٰی کَمَا اَثْبَتَ فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِہٖ۔

ہے اور جانتے ہیں ہم اس کو کہ استواء علی العرش ایک چیز ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے چنانچہ اس نے اپنی کتاب محکم میں اسکو ثابت کیا ہے۔

ف: مترجم کہتا ہے صفات متشابہ میں یعنی استواء وغیرہ میں قدمائے سلف سے یہی منقول ہے کہ اس پر مجمل ایمان لائیے اور تاویل نہ کیجیے، اور تفصیل اس کی علم الٰہی کے سپرد کیجیے، امام مالکؒ نے فرمایا کہ استواء علی العرش معلوم ہے اور کیفیت اس کی مجہول ہے۔ اور اس میں سوال کرنا بدعت ہے اور یہی راہ اسلم ہے کہ مبادا تاویل میں غیر حق کو حق قرار دینا پڑے۔

ثُمَّ اِثْبَاتُ نُبُوَّۃِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ خُصُوْصًا وَّوُجُوْبِ اِتِّبَاعِہٖ فِیْ کُلِّ مَا اَمَرَ وَنَہٰی وَتَصْدِیْقِہٖ فِیْ کُلِّ مَا اَخْبَرَ مِنْ صِفَاتِ اللّٰہِ وَمِنَ الْمَعَادِ الْجِسْمَانِیِّ وَالْجَنَّۃِ وَالنَّارِ وَالْحَشْرِ وَالْحِسَابِ وَالرُّؤْیَۃِ وَالْقِیَامَۃِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا ثَبَتَ بِہِ النَّقْلُ وَصَحَّتْ بِہِ الرِّوَایَۃُ۔

پھر بعد توحید کے اثبات نبوت انبیاء علیہم السلام کی علی العموم و نبوت سیدنا و مولانا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علی الخصوص اور ثابت کرنا آنحضرتؐ کی اتباع کا واجب ہونا جس میں کہ آپ نے امر کیا اور نہی کی کی اور تصدیق آپؐ کی جمیع اخبار میں یعنی منجملہ صفات ربانی اور معاد جسمانی اور جنت اور نار اور حشر اور حساب اور رویت الٰہی اور قیامت اور عذاب قبر اور سوائے ان کے اور امور میں چنانچہ حوض کوثر اور صراط اور میزان جس کی نقل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور روایت اس کی صحیح ہے۔

ثُمَّ يَتْلُوهُ النَّظَرُ فِي اجْتِنَابِ الْكَبَائِرِ وَالتَّنَدُّمِ مِنَ الصَّغَائِرِ۔

پھر بعد تصحیح کے نظر لاحق ہو کبائر کے اجتناب اور صغائر سے شرمندہ ہوتے ہیں۔

وَالْحَقُّ أَنَّ الْكَبِيرَةَ كُلُّ ذَنْبٍ أُوعِدَ عَلَيْهِ بِالنَّارِ أَوِ الْعَذَابِ الشَّدِيدِ فِي الْقُرْآنِ أَوِ السُّنَّةِ الصَّحِيحَةِ الْمَعْرُوفَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَوْ سُمِّيَ مُرْتَكِبُهُ كَافِرًا كَقَوْلِهِ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ، فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ أَوْ شُرِعَ لِمُرْتَكِبِهِ حَدٌّ كَالزِّنَاءِ وَالسَّرِقَةِ وَقَطْعِ الطَّرِيقِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ أَوْ كَانَ مُسَاوِيًا أَوْ أَكْثَرَ شَرًّا مِنْ هٰذِهِ الْمَذْكُورَاتِ فِي حُكْمِ بَدَاهَةِ الْعَقْلِ۔

اور حق یہ ہے کہ کبیرہ وُہ گناہ ہے، جس پر وعید ہو دوزخ کی یا عذاب شدید کی قرآن یا حدیث صحیح میں جو اہلِ حدیث کے نزدیک معروف ہو یا اس کے مرتکب کو کافر کہا ہو جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ جس نے نماز کو عمدًا ترک کیا وُہ کافر ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرق مابین مسلمین اور مابین مشرکین کے نماز ہے سو جس نے اس کو چھوڑا وُہ کافر ہے یا کبیرہ وُہ ہے جس کے مرتکب پر شرع میں حد مقرر ہو چنانچہ زنا اور چوری اور راہزنی اور شراب کا پینا یا وہ گناہ برابر یا زیادہ ہو برائی میں کبائر مذکورہ سے صریح عقل کے حکم میں۔

تفصیل گناہ کبیرہ | فَمِنْهَا الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی الْعِبَادَةً وَالْاِسْتِعَانَةً فِی الرِّزْقِ وَالشِّفَاءِ وَغَیْرِهِمَا وَاِلَی التَّوْبَةِ مِنْهُمَا الْاِشَارَةُ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝

اشراک باخدا | سو منجملہ کبائر اکبر الکبائر اشراک باللہ ہے یعنی خدا کے ساتھ ساجھا لگانا عبادت میں اور استعانت میں یعنی غیر خدا سے مدد مانگنی، روزی اور شفا وغیرہما میں اور غیر کی عبادت اور استعانت کی توبہ کی طرف اشارہ ہے حق تعالےٰ کے اس قول میں اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۔

ف: مولانا نے اس کتاب کے حاشیہ میں فرمایا کہ مدد مانگنی روزی اور شفا میں ہمارے زمانے میں شائع ہے بہ نسبت قبور اور اموات کے،

مترجم کہتا ہے شرک فی العبادت یہ ہے کہ جو امور کہ بطور عبادت کے خدا کے واسطے یا خانۂ خدا کے واسطے مخصوص ہیں ان کو غیر خدا کے واسطے کرنا، جیسا کہ علی مرتضیٰ کا روزہ رکھنا یا کسی کو سجدہ کرنا یا غیر خدا کے بطور اسم الٰہی کے ذکر کرنا یا قبور کے گرد طواف کرنا بطور طواف بیت اللہ کے اور یہ جو فرمایا کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ میں اِشْرَاكُ فِی الْعِبَادَةِ اور اِشْرَاكُ فِی الْاِسْتِعَانَةِ کی توبہ کا اشارہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تقدیم مفعول کی فعل پر مفید ہے تخصیص اور حصر کو یعنی خاص کر تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص کر تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں، پھر جب عبادت اور استعانت حق تعالیٰ کو خاص ہوئی تو سوائے خدا کے اوروں کی عبادت کرنا یا کسی سے مدد مانگنی روزی اور شفا وغیرہ میں ہرگز جائز نہیں وجہ اختصاص عبادت کی تو ظاہر ہے اور وجہ اختصاص استعانت کی یہ ہے کہ مدد کرنا تین صفت

پر موقوف ہے ایک[1] علم، دوسری[2] قدرت، تیسری[3] رحمت، اس واسطے کہ جو غیر کی حاجت کو نہ جانے کیونکر اس کی مدد کرے اور اگر علم ہو اور قدرت نہ ہو تو کس طرح حاجت روائی کر سکے اور اگر علم اور قدرت دونوں ہوں لیکن اگر رحمت اور شفقت نہ ہو محتاج پر تو کیونکر اعانت کا ظہور ہو، حالانکہ صفاتِ ثلاثہ مخصوص بخدائے علیم وقدیر ورحیم ہیں لہٰذا استعانت غیر خدا سے جائز نہیں، بعضے گور پرست کہتے ہیں کہ اولیاء کو حق تعالیٰ نے علم اور قدرت عطا کی ہے تو ان سے استعانت کیونکر ممنوع ہوگی تو ان کا جواب یہ ہے کہ اگر تم سچے ہو تو قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے ثابت کرو کہ اولیاء اللہ کو ایسا علم محیط ہے کہ دُور اور نزدیک اور غیب اور شہادت ان کے نزدیک برابر ہے، ہر لحظہ سارے عالم کی حاجات سے مطلع ہیں اور مشکل کشائی کی قدرت رکھتے ہیں، سو اس کا اثبات ہرگز ممکن نہیں، تو ان کی کج بحثیوں کا کلام بھی لائق التفات کے نہیں، حق تعالیٰ اپنے کرم سے فہم صحیح عنایت فرماوے اور کج روی اور کج فہمی سے بچاوے۔ (آمین)

تصدیق کاہن وغیرہ

وَ مِنْهَا تَصْدِيْقُ الْكَاهِنِ۔ — اور منجملہ کبائر تصدیق کرنا ہے کاہن کا۔

ف: کاہن عرب میں کچھ لوگ تھے کہ جنوں سے دریافت کر کے اخبارِ غیبی لوگوں کو بتاتے تھے، اور گمراہ کرتے تھے اور کاہن کے مانند ہے منجّم اور رمّال اور جفّار اور شانہ بین کی تصدیق کرنا، اس واسطے کہ علم غیب مخصوص بذات حق ہے جو اس کا دعوی کرے وہ بدلیل قرآن اور حدیث کے اور اجماع کے جھوٹا ہے۔

پیغمبروںؑ اور فرشتوں کو بُرا کہنا

مِنْهَا سَبُّ الرَّسُوْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَاِنْكَارُهَا وَالْاِسْتِهْزَاءُ بِهَا وَكَذَا اِنْكَارُ ضُرُوْرِيَاتِ الدِّيْنِ۔

اور منجلہ اکبر الکبائر کے پیغمبر اور قرآن اور فرشتوں کو بد کہنا اور انکار کرنا، اور تمسخر کرنا ان حضرات سے اور اسی طرح ضروریاتِ دین کا انکار کرنا۔

ف: مولانا نے فرمایا ضروریاتِ دین وہ امور ہیں جو قرآن مجید اور حدیثِ مشہور اور اجماعِ متواتر سے ثابت ہوں۔

ترکِ نماز وغیرہ

وَمِنْهَا تَرْكُ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ۔

اور منجلہ کبائر نماز اور زکوٰۃ اور صوم اور حج کا چھوڑنا ہے۔

قتلِ ناحق

وَمِنْهَا قَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَمِنْهُ قَتْلُ الْاَوْلَادِ وَقَتْلُ الْاِنْسَانِ نَفْسَهٗ۔

اور منجلہ کبائر ہے جان ناحق قتل کرنا اور قتل ناحق میں اولاد کا قتل کرنا اور انسان کو اپنی جان کا قتل کرنا داخل ہے۔

وَمِنْهَا الزِّنَاءُ وَاللِّوَاطَةُ وَشُرْبُ الْمُسْكِرِ وَالسَّرِقَةُ وَقَطْعُ الطَّرِيْقِ وَالْغَصَبُ وَالْغُلُوْلُ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ

اور منجلہ کبائر زنا ہے اور اغلام اور نشے والی چیز کا پینا اور چوری اور رہزنی اور غصب اور غنیمت کا مال چرانا اور جھوٹی قسم کھانی اور پاک دامنؑ عورت کو

ے اور ایسے ہی نیک مرد کو تہمت زنا وغیرہ کی لگانی ۱۲

وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ وَ اَكْلُ مَالِ	زنا کا عیب لگانا اور یتیم کا مال کھانا اور
الْيَتِيْمِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ	والدین کی نافرمانی کرنی ان کی خدمت
وَقَطْعُ الرَّحِمِ وَ تَطْفِيْفُ	نہ کرنی اور حق برادری ادا نہ کرنا اور ناپ
الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ وَ الرِّبَا	اور تول میں کمی کرنا پورا نہ دینا اور بیاج
وَ الْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَ	کھانا اور جہاد میں کفار کی صف جنگ سے
الْكِذْبُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى	بھاگنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالرِّشْوَةُ	جھوٹ باندھنا اور معاملات فیصل کرنے
فِى الْحُكْمِ وَ نِكَاحُ الْمَحَارِمِ	میں رشوت لینا اور محارم سے نکاح کرنا
وَالْقِيَادَةُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَ	اور مردوں عورتوں کے درمیان میں کٹنا
النِّسَآءِ وَالسِّعَايَةُ عِنْدَ السُّلْطَانِ	پن کرنا اور حاکم سے چغلخوری کرنا تاکہ وہ
لِيَقْتُلَ اَوْ يَنْهَبَ وَتَرْكُ الْهِجْرَةِ	قتل کرے یا لوٹ لے اور دار الحرب سے
مِنْ دَارِ الْكُفْرِ وَ مُوَالَاةُ	دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کرنا اور کافروں
الْكُفَّارِ وَ الْقِمَارُ وَالسِّحْرُ	سے دوستی کرنا ان کے خیرخواہ ہونا اور جوا
فَكُلُّ ذٰلِكَ مِنَ الْكَبَائِرِ۔	کھیلنا اور جادو کرنا تو یہ سب کبائر میں داخل ہیں

تحقیق و تفصیل کبائر مولانا نے فرمایا کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ کبائر ستر کے قریب ہیں اور سعید بن جبیرؓ نے کہا کہ قریب سات سو کے ہیں اور انسب یہ ہے کہ کبائر کو ضبط اور قیاس کرنا چاہیے مفسدہ منصوصہ پر تو اگر اقل مفاسد سے کم ہو تو صغیرہ ہے نہیں تو کبیرہ یہ خلاصہ تقریر امام عزالدین بن سلام ہے اور شیخ ابو طالب مکی نے فرمایا کہ میں نے کبائر کی احادیث کو جمع کیا تو میں نے سترہ کبائر مصرح پائے

چار گناہ دل میں، شرک[1] اور گناہ پر جم جانے کی نیت اور رحمت الٰہی سے نا اُمید ہونا اور قہر خدا سے بے خوف ہونا، اور چار گناہ زبان میں، جھوٹی گواہی دینا اور پاک دامنوں کو زنا کا عیب لگانا اور جھوٹی قسم کھانا اور جادو کرنا اور تین گناہ پیٹ میں، شراب پینا، اور یتیم کا مال کھانا اور بیاج لینا اور دو گناہ شرمگاہ میں زنا کرنا اور لواطت، اور دو گناہ ہاتھ میں ناحق قتل اور چوری اور ایک گناہ پاؤں میں یعنی جہاد میں صف سے بھاگنا[1] اور ایک گناہ تمام بدن سے یعنی والدین کی نافرمانی، حق تعالیٰ اپنے کرم سے ہم کو ان گناہوں سے بچاوے[2] آمین

وَالصَّغِيْرَةُ كُلُّ مَا نَهٰى عَنْهُ الشَّرْعُ اَوْ خَالَفَ مَشْرُوْعًا اَوْ رَافَعَ طَرِيْقَةً مَاْمُوْرَةً فِي الدِّيْنِ۔	اور گناہ صغیرہ وہ ہے جس سے شرع نے روک دیا یعنی بعد کبائر مذکورہ یا کہ امر مشروع کے مخالف یا رافع ہو دین کے طریقۂ مامور کا۔
ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِيْ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ مِنَ الطَّهَارَةِ	پھر اجتناب کبائر اور ندامت صغائر کے بعد نظر کرنا چاہیے ارکانِ اسلام میں از قسم

[1] جب تک کہ کافر دو گنے ہوں اور جب دو گنوں سے زیادہ ہوں تو بھاگنا جائز ہے، ہکذا فی الکتب الدینیہ ۱۲ ق

[2] ترک صلوٰۃ اور ترک زکوٰۃ اور صوم نہ رکھنا اور حج نہ کرنا باوجود فرض ہونے کے اور غیبت کرنی اور حکم خلاف شرع دینا اور رغبت کرنی کافروں سے وغیرہ ذالک، صریح قرآن و حدیث میں وعید ان پر مذکور ہیں پس یہ تقسیم مہمل ہے۔ واللہ اعلم

وَالصَّلٰوۃِ وَالصَّوْمِ وَالزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ یُقِیْمُھَا عَلٰی مَا اَمَرَ بِہٖ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ رِعَایَۃِ الْاَبْعَاضِ وَالْاٰدَابِ وَالْھَیْئَاتِ وَالْاَذْکَارِ۔	طہارت اور صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور حج کے تو ان امور کو بموجب ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کرے رعایت ابعاض اور آداب اور ہیئات اور اذکار سے ۔

ف : مولانا نے فرمایا کہ ابعاض سے مراد یہاں وہ امور ہیں جو ارکان وغیرہ کو شامل از قسم امورِ متاکدہ ، سو ان میں سے بعضے فقہاء کے نزدیک بعض امر واجب ہیں اور دوسرے فقیہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ۔

ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِکَ النَّظْرُ فِی الْمَعَاشِ مِنَ الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ وَاللِّبَاسِ وَالْکَلَامِ وَالصُّحْبَۃِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ وَفِی الْعَقْدِ الْمَنْزِلِیِّ مِنَ النِّکَاحِ وَالْمَلَکَۃِ[1] وَالْاَوْلَادِ وَالْمُعَامِلَاتِ مِنَ الْبَیْعِ وَالْھِبَۃِ وَالْاِجَارَۃِ فَیُصَحِّحُھَا عَلَی السُّنَّۃِ مِنْ غَیْرِ مُدَاھَنَۃٍ وَلَا	پھر ارکان اسلام کی اقامت کے بعد نظر کرنا چاہیے ضروریات معاش میں منجملہ اکل وشرب اور لباس اور کلام اور صحبت خلق وغیرہ ذالک اور نظر کرنا چاہیے امورِ خانگی میں منجملہ نکاح اور حقوق ممالیک اور حقوق اولاد کے اور نظر کرنا چاہیے امورِ خانگی میں از قسم بیع اور ہبہ اور اجارے کے تو ان کو صحیح اور ٹھیک کرے بر وجہ

[1] مولانا نے فرمایا عرب بولتے ہیں فلاں حسن الملکہ جب کہ وہ اپنے لونڈی غلاموں سے حسن سلوک کرتا ہے ، حدیث میں وارد ہے لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ سَیِّئُ الْمَلَکَۃِ جو ممالیک سے بدسلوکی کرے جنت میں نہ داخل ہوگا ۔ ۱۲ منہ

ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِي الْأَذْكَارِ الْمَأْمُوْرَةِ فِي الْأَوْقَاتِ مِنَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَوَقْتِ النَّوْمِ وَغَيْرِهَا وَتَهْذِيْبِ الْأَخْلَاقِ مِنَ الرِّيَاءِ وَالْعُجْبِ وَالْحَسَدِ وَالْحِقْدِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَى التِّلَاوَةِ وَذِكْرِ الْاٰخِرَةِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلٰى مَجَالِسِ الْعِلْمِ وَحَلَقِ الذِّكْرِ وَالْمَسَاجِدِ فَإِذَا تَأَدَّبَ بِهٰذِهِ الْاٰدَابِ حَانَ أَنْ يَّشْتَغِلَ بِالْأَشْغَالِ الْبَاطِنَةِ وَيَجْتَهِدَ فِي تَعْلِيْقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ دَائِمًا وَالنَّظَرِ إِلَيْهِ بِبَصَرِ الْقَلْبِ وَإِنَّمَا تَرَكْنَا بَيَانَ هٰذِهِ الْأُمُوْرِ الْمُقَدَّمَةِ اِسْتِكْثَارًا لَّهَا وَاِعْتِمَادًا عَلٰى فَهْمِ الطَّالِبِ الصَّادِقِ

پھر بعد ضروریات معاش وغیرہ کے نظر کرنا چاہیے، اُن اذکار میں جو اوقات مخصوصہ یعنی صبح اور شام اور وقتِ خواب وغیرہ ذالک میں مامور ہیں، پھر نظر کرنا چاہیے اراستگی اخلاق میں از قسم ریا اور پندار اور حسد اور کینہ وغیرہا کے اور مواظبت اور دوام کرنا چاہیے تلاوتِ قرآن اور آخرت کی یاد پر اور مجالس علم اور ذکر اللہ کے حلقوں پر اور مساجد پر، پھر جب کہ سالک ان آداب مذکورہ کے ساتھ متادب ہو گیا تو اب وقت آیا اشغال باطنی کے اشغال کا اور ہمیشہ عزوجل کے ساتھ دل لگائے رہنے کی کوشش کرنے کا اور اسی کو تاکتے رہنے کا دل کی بینائی سے اور ہم نے تو امورِ مقدمہ کا بیان علی وجہ التفصیل ان کو بہت جان کر چھوڑ دیا اور طالبِ صادق کے فہم

اَلْمُتَتَبِّعِ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْفِقْهِ وَالْكُتُبِ الْمُتَوَسِّطَةِ فِي السُّلُوكِ مِثْلِ رِيَاضِ الصَّالِحِيْنَ وَالْمُخْتَصَرَةِ فِي الْعَقِيْدَةِ كَالْعَقَائِدِ الْعَضُدِيَّةِ وَمَنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ لَهٗ تَتَبُّعُهَا فَلْيَأْخُذْهَا مِنْ عَالِمٍ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

پر بھروسا کرے جو طالب کہ قرآن اور حدیث اور فقہ اور کتب متوسط سلوک کا مثل ریاض الصالحین اور کتب مختصرہ عقائد مانند عقیدۂ عضدیہ کا واقف اور متجسس ہے اور جس کو تتبع اور علم ان کتابوں کا میسّر نہ ہو وہ کسی عالم سے دریافت کرلے۔ واللہ اعلم۔

تفصیل شُعَبِ ایمانیہ

مولانا نے فرمایا کہ جن امور کو مؤلف قدس سرہ نے کثیر جان کر ترک کیا ان کو ہم مجملاً بیان کرتے ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستر اور چند شاخیں ہیں اور مراد یہاں ایمان سے ورع اور تقویٰ کا مرادف ہے، تو سالک کو مراعات ان شعبِ ایمانیہ کی ضرور ہے، چنانچہ ان کا بیان یوں ہے کہ خدا پر ایمان لانا اور اس کے صفات پر اور اس کے رسولوں پر اور تقدیر پر اور پچھلے دن پر ایمان لانا اور حق تعالیٰ سے محبت رکھنی اور غیر حق سے محبت یا بغض اللہ ہی کے واسطے رکھنا بلا دخل انسانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنی اور ان کی تعظیم کا معتقد رہنا اور درود پڑھنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہی میں داخل ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنی اور اعمال کو خالص اللہ ہی کے واسطے کرنا اور ترکِ ریا و نفاق اخلاص ہی میں داخل ہے اور خدا سے خوف رکھنا۔

اور اس کی رحمت کا امیدوار رہنا اور گناہوں سے توبہ کرتے رہنا اور احسانات ربّانی کا شکر ادا کرنا اور عہد کو پورا کرنا اور ترکِ شہوت اور ہجوم مصائب میں صابر رہنا اور قضائے ربّانی سے راضی رہنا اور تواضع اور فروتنی اختیار کرنا اور توقیر بزرگ کی اور ترحّم خرد پر، اور گھمنڈ اور پندار کا ترک کرنا اور حسد اور کینہ کا ترک کرنا اور غضب ترک کرنا بھی درحقیقت تواضع میں داخل ہے اور توحید ربّانی کا ناطق رہنا یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھتے رہنا، اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا، کم تر رتبہ تلاوت کا دس آیتیں ہیں اور متوسط رتبہ سو آیتیں ہیں اور اس سے زیادہ تلاوت کرنا اعلیٰ رتبے میں داخل ہے، اور لغو سے دُور رہنا اور حسّی اور حکمی طہارت کرنا اور پرہیز کرنا نجاستوں سے تطہیر ہی میں داخل ہے اور ستر کو چھپا رکھنا اور فرض اور نفل نماز پڑھنی اور اسی طرح فرض زکوٰۃ اور نفل صدقہ ادا کرنا اور لونڈی غلام کو آزاد کرنا اور سخاوت کرنا اور کھانا کھلانا اور ریاضت کرنی سخاوت ہی میں داخل ہے اور فرض اور نفل روزہ رکھنا اور اعتکاف کرنا اور شب قدر کو تلاش کرنا اور حج اور عمرہ اور طواف بیت اللہ کا کرنا اور فرار بِالدِّین یعنی ایسے ملک اور صحبت کو چھوڑنا جہاں اپنا دین قائم نہ رہ سکے اور اسی میں ہجرت بھی داخل ہے اور نذر اللہ کو پورا کرنا اور قسم کو قائم رکھنا اور قسم وغیرہ کے کفاروں کو ادا کرنا اور نکاح کرکے پارسائی حاصل کرنی اور عیال کے حقوق ادا کرنا، اور ماں باپ سے احسان اور سلوک کرنا اور اولاد کو تربیت کرنا، اور برادری کا حق ادا کرنا، اور لونڈی غلاموں کو مالکوں کی اطاعت کرنی اور مالکوں کو لونڈی غلاموں پر مہربانی اور شفقت کرنا اور انصاف کے ساتھ حکومت پر قائم رہنا اور جماعتِ مسلمین کا تابع رہنا اور مسلمان حاکموں کی اطاعت[1] کرنی اور خلق میں اصلاح

---

[1] اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

کرتے رہنا اور خوارج اور باغیوں کا قتال تو اصلاح بین الناس میں داخل ہے اور یہ امر نیک پر مدد کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اعانت میں داخل ہے اور حدود کو جاری رکھنا اور جہاد کرنا اور مرابطہ یعنی سرحد دارالاسلام کی حفاظت کرنا جہاد ہی میں داخل ہے اور امانت کا ادا کرنا اور خمس کا دینا ادائے امانت میں داخل ہے اور قرض کا لینا بشرط ادا کرنے کے اور پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا اور معاملہ اچھا رکھنا یعنی غیر کا حق بخوبی ادا کرنا اور اپنے حق لینے میں سختی نہ کرنا اور حسن معاملہ میں داخل ہے مال کا جمع کرنا حلال سے اور مال کا صرف کرنا اپنے موقع پر اور ترک تبذیر واسراف یعنی خلاف شرع بیہودہ مال کو برباد نہ کرنا انفاق المال فی حقہ میں داخل ہے اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والے کو دعائے خیر دینا اور اپنی برائی سے لوگوں کو بچانا، ضرر نہ پہنچانا اور لہو ولعب سے پرہیز کرنا اور تکلیف کی چیز کو راہ سے ہٹا دینا، مترجم کہتا ہے، شیخ جلال الدین سیوطی نے اسی طرح شعب ایمانیہ کی تفصیل نقایۃ العلوم میں فرمائی ہے، واللہ اعلم۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) لہ بشرطیکہ خلاف شرع وہ حکم نہ ہو، کما جاء فی الحدیث لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق۔

لہ مشروط پائے جانے شرائط کے ۱۲ ۔ لہ خرج کردن در حق او

لہ یعنی چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو یہ اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے یہ جواب دینا واجب علی الکفایہ ہے اگر محفل میں سے کوئی جواب نہ دے گا تو سب گنہگار ہوں گے اور یہی حکم ہے سلام کے جواب کا ۱۲

لہ نام ہے کتاب کا۔

چوتھی فصل

مشائخ جیلانیہ (قادریہ) کے اشغال کا بیان

فِیْ اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ الْجِیْلَانِیَّۃِ وَ هُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ الشَّیْخِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔

یہ فصل مشائخ جیلانیہ یعنی قادریہ کے اشغال میں ہے قادریہ امام طریقت شیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے مرید ہیں خدا راضی ہے ان سے اور ان کے سب تابعین سے ۔

ف: مصنف نے انتباہ فرمایا کہ کتاب غُنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب حضرت محی الدین غوث الاعظمؒ کی تصنیف ہے اور مجالس ستین ان کا ملفوظ ہے اور اصل طریقہ قادریہ اس میں مفصّل موجود ہے ۔

فَالْاَوَّلُ مَا یُلَقِّنُوْا لَهُ الْجَهْرَ [له]

سو پہلا شغل جس کو مشائخ قادریہ تلقین کرتے

[له] ذکر جہر مذہب حنفی میں بدعت ہے مگر اس جگہ کہ اس میں ذکر جہر آیا ہے مثل اذان وغیرہ کے اس میں بدعت نہیں ہے اور ماسوائے اس کے بدعت ہے، چنانچہ فتح القدیر میں ہے والاصل فِی الْاَذْکَارِ الْاِخْفَاءُ وَ الْجَهْرُ بِهَا بِدْعَةٌ انتهٰی یعنی اصل اذکار میں چپکے ذکر کرنا ہے اور پکار کر کرنا اذکار کا بدعت ہے جہاں کہیں بدعت کو مطلق چھوڑتے ہیں بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے، چنانچہ یہ بات بھی فقہ کی کتابوں کی عبارتوں سے معلوم ہوتی ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

بِذِكْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَالْمُرَادُ بِهٰذَا الْجَهْرِ	ہیں ذکر اللہ ہے جہر سے یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا
هُوَ غَيْرُ الْمُفْرِطِ فَلَا مُنَافَاةَ بَيْنَهُ	اور مراد اس جہر سے یہ ہے کہ افراط سے نہ ہو تو اس
وَ بَيْنَ مَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ	تقریر سے کچھ مخالفت نہ رہی اس کے جواز میں
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ قَالَ ارْبَعُوْا	اور اس میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ	منع فرمایا اس طرح کہ اعتدال اختیار کرو اپنی
اَصَمَّ وَ لَا غَائِبًا ، اِلٰى اٰخِرِ	جانوں پر کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے
الْحَدِيْثِ ۔	الی آخر الحدیث ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور غایۃ البیان شرح ہدایہ میں ہے لان الجهر بالتكبير بدعة لقوله تعالٰی ادعوا ربكم تضرعا وخفية انتهٰی یعنی پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور پوشیدہ انتہٰی ۔ اور کہا کفایہ شرح ہدایہ میں ان الجهر بالتكبير بدعة في كل وقت الا في المواضع المستثناة یعنی جہر ساتھ تکبیر کے بدعت ہے ہر وقت میں مگر کتنی جگہ جیدہ ہیں اور تصریح کی ہے قاضی خان نے اپنے فتاوٰی میں ساتھ کراہت ذکر جہر کے اور اتباع کیا اس کا اس پر صاحب مصفٰی نے اور فتاوٰی علامیہ میں ہے ويمنع الصوفية من رفع الصوت والصفق یعنی منع کیا کرتے ہیں صوفی بلند کرنے آواز سے اور تالی بجانے سے اور برہان شرح مواہب الرحمٰن میں ہے ان رفع الصوت بالذكر بدعة یعنی بلا شبہ بلند کرنا آواز کا ساتھ ذکر کے بدعت ہے ، واسطے مخالفت قول اللہ تعالٰی کے واذكر ربك في نفسك تضرعا وخيفة ودون الجهر من القول یعنی اور یاد کر اپنے رب کو اپنے جی میں گڑگڑا کر اور از راہ خوف کے اس سے اور کم جہر کے قول سے اور جو کچھ کہ بعض احادیث میں ذکر جہر ثابت ہوا ہے بغیر مواضع مقررہ کے پس بنا بر تعلیم کے ہے چنانچہ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں یہ لکھا ہے ۱۲ مایۃ مسائل (حاشیہ صفحہ ہذا) لہ قولہ اربعوا (باقی اگلے صفحہ پر)

ف: پوری حدیث یوں ہے بروایت ابوموسیٰ اشعریؓ کہ تم سمیع اور بصیر کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے اور جس کو تم پکارتے ہو وہ تم سے قریب تر ہے اونٹ کی گردن سے، انتہیٰ یہ تمثیل ہے شدت قرب سے ورنہ حق تعالیٰ حبل الورید[1] سے بھی قریب تر ہے۔

اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس

كذا في الحاشية العزيزية. فَمِنْهُ اِسْمُ الذَّاتِ اِمَّا بِضَرْبَةٍ وَّاحِدَةٍ وَصِفَتُهٗ اَنْ يَقُوْلَ اللّٰهَ بِالشَّدِّ وَالْمَدِّ وَالْجَهْرِ بِقُوَّةِ الْقَلْبِ وَالْحَلْقِ جَمِيْعًا ثُمَّ يَلْبِثُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ نَفْسُهٗ ثُمَّ يَفْعَلُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا۔

سو منجملہ ذکر جہری کے اسم ذات ہے خواہ ایک ضرب سے ہو اور طریقہ یک ضربی کا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سختی اور درازی اور بلندی سے دل اور حلق دونوں کی قوت کے ساتھ کہے پھر ٹھہر جاوے یہاں تک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹھکانے پر آجاوے پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے۔

وَاِمَّا بِضَرْبَتَيْنِ وَصِفَتُهٗ اَنْ يَّجْلِسَ جِلْسَةَ الصَّلٰوةِ وَيَضْرِبَ الْجَلَالَةَ مَرَّةً فِي الرُّكْبَةِ الْيُمْنٰى وَمَرَّةً فِي الْقَلْبِ وَيُكَرِّرُ ذٰلِكَ بِلَا فَصْلٍ

خواہ ذکر دو ضربی ہو اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار دل میں ضرب کرے اور اس کو بار بار بلا فصل کرے اور مناسب یہ ہے کہ ضرب خصوصاً قلبی قوت

حاشیہ صفحہ گذشتہ ای اعتدلوا یقال ربع القامۃ اذا کان معتدلہا ای ارفقوا بہا باجتناب عن الجہر المفرط ۱۲ من مولانا عبد العزیز قدس سرہٗ۔

[1] یعنی رگ جان ۱۲

وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ الضَّرْبُ لَا سِيَّمَا الْقَلْبُ بِقُوَّةٍ وَّشِدَّةٍ لِيَتَأَثَّرَ الْقَلْبُ وَيَجْتَمِعَ الْخَاطِرُ

اور سختی کے ساتھ ہو تا دل پر اثر ہو اور خاطر یکسو ہو جاوے پریشان خاطری اور وسواس مندفع ہو۔

وَاَمَّا بِثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ وَصِفَتُهٗ اَنْ يَّجْلِسَ مُتَرَبِّعًا وَّيَضْرِبُ مَرَّةً فِي الرُّكْبَةِ الْيُمْنٰى وَمَرَّةً فِي الرُّكْبَةِ الْيُسْرٰى وَمَرَّةً فِي الْقَلْبِ وَمَرَّةً اَمَامَهٗ وَلٰكِنَّ الرَّابِعَ اَشَدُّ وَاَجْهَرُ۔

خواہ ذکر سہ ضربی ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں ضرب کرے اور چاہیے کہ تیسری ضرب سخت تر اور بلند ہو

وَاَمَّا بِاَرْبَعِ ضَرَبَاتٍ وَصِفَتُهٗ اَنْ يَّجْلِسَ مُتَرَبِّعًا وَّيَضْرِبَ مَرَّةً فِي الرُّكْبَةِ الْيُمْنٰى وَمَرَّةً فِي الرُّكْبَةِ الْيُسْرٰى وَمَرَّةً فِي الْقَلْبِ وَمَرَّةً اَمَامَهٗ وَلٰكِنَّ الرَّابِعَ اَشَدُّ وَاَجْهَرُ۔

خواہ ذکر چہار ضربی ہو اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب کرے اور چاہیے کہ چوتھی ضرب سخت تر اور بلند تر ہو۔

طریقہ ذکر نفی و اثبات

وَمِنْهُ النَّفْيُ وَالْاِثْبَاتُ وَهُوَ كَلِمَةُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَصِفَتُهٗ اَنْ يَّجْلِسَ

اور منجملہ ذکر جہری کے نفی اور اثبات ہے اور وہ لا الٰہ الا اللہ کا کلمہ ہے اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ بطور نماز رو بقبلہ بیٹھے اور اپنی

جَلْسَةَ الصَّلٰوۃِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ وَیُغَمِّضُ عَیْنَیْہِ وَیَقُوْلُ لَا کَاَنَّہٗ یُخْرِجُہَا مِنْ سُرَّتِہٖ ثُمَّ یَمُدُّھَا حَتّٰی یَبْلُغَ اِلَی الْمَنْکَبِ الْاَیْمَنِ فَیَقُوْلُ اِلٰہَ کَاَنَّہٗ یُخْرِجُہَا مِنْ اُمِّ الدِّمَاغِ ثُمَّ یَضْرِبُ اِلَّا اللّٰہُ بِالشِّدَّۃِ وَالْقُوَّۃِ وَیُلَاحِظُ نَفْیَ الْمَحْبُوْبِیَّۃِ اَوِ الْمَقْصُوْدِیَّۃِ اَوِ الْوُجُوْدِ مِنْ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِثْبَاتِہَا لَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

آنکھ بند کرے اور لا کہے گویا اپنی ناف سے اس کو نکالتا ہے پھر اس کو کھینچے یہاں تک کہ داہنے مونڈھے تک پہنچے پھر اِلٰہَ کہے گویا اس کو دماغ کی جھلی سے نکالتا ہے پھر اِلَّا اللّٰہُ کو دل پر شدت اور قوت سے ضرب کرے اور محبوبیت یا مقصودیت یا وجود کی نفی غیر حق سے ملاحظہ کرے اور اثبات اس کا ذکر مقدس میں دھیان کرے۔

ف: مولانا نے فرمایا کہ یہ ملاحظہ اور تصور باعتبار مراتب ذاکرین کے مختلف ہے یعنی مبتدی نفی محبوبیت کا تصور کرے اور متوسط نفی مقصودیت کا اور منتہی نفی موجود کا۔

وَلَعَلَّکَ تَقُوْلُ مَا الْحِکْمَۃُ فِیْ اِشْتِرَاطِ الضَّرَبَاتِ وَالتَّشْدِیْدَاتِ وَمُرَاعَاۃِ اَمَاکِنِہَا فَاَقُوْلُ جُبِلَ الْاِنْسَانُ عَلَی التَّوَجُّہِ اِلَی الْجِہَاتِ وَالْاِصْغَاءِ اِلٰی اِیْقَاعِ النَّغَمَاتِ وَاَنْ تَدُوْرَ

اور شاید کہ تو کہے اے سالک کہ کیا حکمت ہے ضربات اور تشدیدات کے شرط کرنے میں اور کیا فائدہ ہے ان کے مکانات کی مراعات میں تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ انسان مخلوق ہے جہات مختلفہ کی طرف متوجہ ہونے پر اور آوازِ دل

فِیْ نَفْسِہٖ الْاَحَادِیْثُ وَ الْخَطَرَاتُ فَوَضَعُوْا ھٰذَا الْوَضْعَ سَدًّا لِلتَّوَجُّہِ اِلٰی غَیْرِ نَفْسِہٖ وَکَبْحًا عَنْ خُطُوْرِ الْخَطَرَاتِ الْخَارِجَۃِ لِیَتَدَرَّجَ مِنْہُ اِلٰی قَصْرِ التَّوَجُّہِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی۔	کی طرف کان لگانے پر اور اس پر مجبول ہے کہ اس کے دل میں باتیں اور خطرات گھوما کریں تو علمائے طریقت نے یہ طریقہ نکالا اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے کے روک دینے کا اور خطرات بیرونی کے آنے سے باز رکھنے کا تا آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی توجہ ٹوٹ کر اس کا دھیان فقط اللہ پاک سے لگ جاوے۔

ف: مولانا حاشیے میں فرماتے ہیں اور اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات اور ہیئات واسطے اذکارِ مخصوصہ کے ایجاد کیے ہیں مناسباتِ مخفیہ کے سبب سے جن کو مردِ صافی الذہن اور علومِ حقّہ کا عالم دریافت کرتا ہے، بعضی صورت میں کسرِ نفس ہے اور بعضے جلسے میں خشوع اور خضوع ہے اور بعضے میں جمعیتِ خاطر اور دفعِ وسواس ہے اور بعضے میں نشاط ہے اسی بھید کی جہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کولھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہونے کو منع فرمایا کہ یہ اہلِ نار کی شکل ہے اس واسطے کہ ایسی ہیئات میں اکثر کاہلی اور فتورِ نشاط ہوتا ہے اور وہ منافی ہے سرگرمی عبادات کا، تو اس کو یاد رکھنا چاہیے یعنی ایسے امور کو خلافِ شرع یا داخلِ بدعاتِ سیئہ نہ سمجھنا چاہیے[1]، جیسا کہ بعضے کم فہم سمجھتے ہیں۔

---

[1] کیونکہ یہ ممد اور آلہ ہے حضور مع اللہ کے حاصل کرنے کا جیسے علم صرف و نحو آلہ اور ممد ہیں پڑھنے عبارتوں کلام اللہ اور حدیث وغیرہ کتب دینیہ کے ۱۲

وَيَنْبَغِيْ أَنْ يَّجْتَمِعَ أَهْلُ السُّلُوْكِ حَلْقَةً بَعْدَ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِ الْجَمْعِيَّةِ فَفِيْ ذٰلِكَ الْفَوَائِدُ لَا تُوْجَدُ فِي الْوَحْدَةِ۔

اور لائق ہے کہ اہل سلوک مجتمع ہوں حلقہ کر کے بعد نماز فجر اور عصر کے ذکر الٰہی کرنے کے واسطے بطریق جمعیت کے کہ اس اجتماع میں فوائد ہیں جو تنہائی میں حاصل نہیں ہوتے۔

فَإِذَا ظَهَرَ عَلَى الطَّالِبِ أَثَرُ هٰذَا الذِّكْرِ الْجَلِيِّ وَشُهُوْدُ فِيْهِ نُوْرُهُ أُمِرَ بِالذِّكْرِ الْخَفِيِّ وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْأَثَرِ انْبِعَاثُ الشَّوْقِ وَاطْمِيْنَانُ الْقَلْبِ بِاسْمِ اللّٰهِ وَانْتِفَاءُ أَحَادِيْثِ النَّفْسِ وَإِيْثَارُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى كُلِّ مَا عَدَاهُ۔

پھر جب طالب پر اس ذکر جلی کا اثر ظاہر ہو اور اس کا نور اس میں دکھائی دے تو اس کو ذکر خفی کا حکم کیا جاوے اور ذکر جلی کے اثر سے انبعاث شوق مراد ہے یعنی شوق کا اُبھرنا اور نام خدا سے دل میں چین آنا اور احادیث نفس یعنی وساوس کا دور ہونا اور حق تعالےٰ کو اس کے ماسوا پر مقدم رکھنا۔

وَمَنْ وَاظَبَ عَلٰى ذِكْرِ اِسْمِ الذَّاتِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ أَرْبَعَ أُلُوْفِ مَرَّةٍ مَعَ تَقْدِيْمِ الشُّرُوْطِ الَّتِيْ أَسْلَفْنَاهَا وَاسْتَمَرَّ عَلٰى ذٰلِكَ شَهْرَيْنِ أَوْ نَحْوًا مِّنْ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ يُشَاهِدُ فِيْهِ الْأَثَرَ لَا

اور جو شخص مواظبت کرے اسم ذات پر ہر دن میں چار ہزار بار ساتھ تقدیم اُن شرطوں کے جن کو ہم اوّل مذکور کر چکے ہیں اور دو مہینے یا مانند اس کے اس ذکر پر مداومت کرے تو اس میں یہ اثر البتہ مشاہدہ کرے گا، خواہ ذاکر کم فہم ہو، خواہ

مُعَالَۃٌ سَوَاءٌ کَانَ غَبِیًّا اَوْ ذَکِیًّا۔

تیز فہم۔

بیان ذکر خفی دورۂ قادریہ

وَاَمَّا الذِّکْرُ الْخَفِیُّ فَمِنْہُ اِسْمُ الذَّاتِ مَعَ اُمَّھَاتِ الصِّفَاتِ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّغْمِضَ عَیْنَیْہِ وَیَضُمَّ شَفَتَیْہِ وَیَقُوْلُ بِلِسَانِ الْقَلْبِ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ کَاَنَّہٗ یُخْرِجُ بِھَا مِنْ سُرَّتِہٖ اِلٰی صَدْرِہٖ وَمِنْ صَدْرِہٖ اِلٰی دِمَاغِہٖ وَمِنْ دِمَاغِہٖ اِلَی الْعَرْشِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ ھَابِطًا عَلٰی تِلْکَ الْمَنَازِلِ کَمَا صَعِدَ عَلَیْھَا فَھٰذِہٖ دَوْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ ثُمَّ یَفْعَلُ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَمِنْ اَھْلِ ھٰذَا الشَّانِ مَنْ یَّزِیْدُ اَللّٰہُ قَدِیْرٌ۔

اور منجملہ ذکر خفی اسم ذات ہے اور ان صفات کے ساتھ جو اصول ہیں اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں اور دونوں لبوں کو بند کرے اور دل کی زبان سے کہے اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم، گویا ان کو اپنی ناف سے نکالتا ہے اپنے سینے تک اور اپنے سینے سے نکالتا ہے اپنے دماغ تک اور دماغ سے نکالتا ہے عرش تک، پھر یوں کہے اللہ علیم اللہ بصیر اللہ سمیع اترتا ہوا ان ہی منزلوں پر جیسا کہ ان پر چڑھا تھا درجہ بدرجہ تو یہ ایک دورہ ہوا، پھر اسی طرح بار بار کیا کرے اور اس طریقے کے بعض لوگ اللہ قدیر کو بھی زیادہ کرتے ہیں۔

ف: توضیح اس کی یوں ہے کہ اللہ سمیع دل سے کہے ناف سے سینے تک چڑھے اپنے تصور میں پھر اللہ بصیر کہہ کر سینے سے دماغ تک پہنچے، پھر وہاں سے اللہ علیم کہہ کر عرش تک پہنچے، پھر یہی الفاظ خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اترے یعنی اللہ علیم کہتا ہوا عرش

دماغ پر ٹھہرے اور اللہ بصیرٌ کہہ کر دماغ سے سینہ تک ٹھہرے پھر اللہ سمیعٌ کہتے ہوئے ناف تک ٹھہر جاوے اسی طرح ہر بار کرتا رہے اور اگر اللہ قدیرٌ کو زیادہ کرے تو تیسری بار آسمان تک پہنچے اور چوتھی بار عرش تک۔

طریقہ پاس انفاس

وَمِنْهُ النَّفْيُ وَالْاِثْبَاتُ وَصِفَتُهُ اِمَّا كَذِكْرِنَا فِي الْجَهْرِ وَاِمَّا بِاَنْ يَّكُوْنَ مُتَيَقِّظًا مُطَّلِعًا عَلٰى اَنْفَاسِهٖ فَاِذَا خَرَجَ النَّفَسُ بِطَبِيْعَتِهٖ مِنْ غَيْرِ قَصْدِهٖ لَآ اِلٰهَ بِلِسَانِ الْقَلْبِ وَاِذَا دَخَلَ قَالَ مَعَ دُخُوْلِهٖ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ الْاَكَابِرُ وَهٰذَا پَاسُ اَنْفَاسٍ، وَلَهٗ اَثَرٌ عَظِيْمٌ فِيْ نَفْيِ الْخَوَاطِرِ وَزَوَالِ حَدِيْثِ النَّفْسِ۔

اور منجملہ ذکر خفی نفی اور اثبات ہے اور طریقہ اس کا یا اُس طرح ہے جو ذکر جلی میں مذکور ہو چکا یا اس طرح پر ہے کہ ذاکر بیدار اور ہوشیار ہو جاوے اپنے دموں پر آگاہ رہے پھر جب دم باہر نکلے خود بخود بدون اپنے ارادے اور قصد کے تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لآ اِلٰہ پھر جب سانس اندر کو جاوے خود بخود تو اندر جانے کے ساتھ ہی اِلّا اللہ کہے، طریقت کے بزرگوں نے کہا ہے کہ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے اور اس کا بڑا اثر ہے، نفی خطرات اور وسواس کے دور ہو جانے میں۔

چنانچہ کسی عارف نے فرمایا ہے: شعر

اگر تو پاس داری پاس انفاس | بسلطانی رسانندت ازیں پاس
تا بجاروب لا نروبی راہ | نرسی در مقام اِلّا اللہ

رُباعی

درذات مقدست کسی راہ نیست — درعین جلال ہیچکس آگہ نیست
سرا بہ راہ روان کہ راہش طلبند — جز گفتن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ نیست

فَاِذَا ظَهَرَ اَثَرُ ذِكْرِ الْخَفِيِّ وَ شُوْهِدَ فِي الطَّالِبِ نُوْرُهٗ اُمِرَ بِالْمُرَاقَبَةِ وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْاَثَرِ الشَّوْقُ وَغَلَبَةُ الْحُبِّ وَ اِنْصِرَافُ عِنَانِ عَزِيْمَتِهٖ اِلَى الْفِكْرِ وَاِيْثَارُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَاجْتِمَاعُ الْهِمَّةِ عَلٰى طَلَبِهٖ وَوِجْدَانُ الْحَلَاوَةِ فِي السُّكُوْتِ وَالنُّفْرَةُ عَنِ الْكَلَامِ وَالْاِشْتِغَالُ بِاَمْرِ الدُّنْيَا۔

پھر جب ذکر خفی کا اثر ظاہر ہو اور طالب میں اس کا نور معلوم ہو تو اس کو مراقبہ کرنے کا امر کیا جاوے اور ذکر خفی کے اثر سے شوق مراد ہے اور غالب ہونا محبت الٰہی کا اور عزیمت کی باگ کا پھیرنا فکر کی جانب اور تقدیم اللہ عزوجل کی اور ہمت کا جم جانا اسی کی طلب پر اور حلاوت پانا چپ رہنے میں اور اشغال امر دنیاوی سے نفرت کا ہونا۔

طریقۂ مراقبہ

وَاَمَّا الْمُرَاقَبَةُ فَهِيَ عِنْدَهُمْ عَلٰى اَنْوَاعٍ كَثِيْرَةٍ يَجْمَعُهَا اَمْرٌ وَهُوَ اَنْ يَّتَلَفَّظَ بِاٰيَةٍ اَوْ كَلِمَةٍ بِاللِّسَانِ اَوْ يَتَخَيَّلَهَا فِي الْجَنَانِ وَيَفْهَمَ مَعْنَاهَا فَهْمًا جَيِّدًا ثُمَّ يَتَصَوَّرَ

اور مراقبہ تو بزرگان طریقت کے نزدیک بہت اقسام پر ہے اور جامع ان اقسام کثیرہ کا ایک امر ہے وہ یہ ہے کہ ایک آیت قرآنی یا کوئی کلمہ زبان سے کہے یا اس کا دل میں خیال کرے اور اس کے معنی کو خوب طرح بوجھے پھر تصور کرے کہ یہ مدعا کیونکر ہے اور اس کی تحقیق اور ثبوت

كَيْفَ هٰذَا الْمَعْنىٰ وَ مَا صُوْرَةُ تَحَقُّقِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُ الْخَاطِرُ عَلىٰ تِلْكَ الصُّوْرَةِ بِحَيْثُ لَا يَخْطُرُ خَطْرَةٌ سِوَاهَا حَتّٰى يَتَحَقَّقَ الْاِسْتِغْرَاقُ فِيْهَا وَ نَوْعُ ذُهُوْلٍ عَمَّا سِوَاهَا۔

کی کیا صورت ہے پھر اسی صورت پر خاطر کو جمع کرے اس طرح پر کہ سوائے اسکے کوئی خطرہ نہ آوے یہاں تک کہ اس میں استغراق متحقق ہو اور ایک طرح کی ربودگی اور غفلت اس کے ماسوا سے حاصل ہو مترجم کہتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ لفظ کے مفہوم میں اس طرح ڈوب جانا کہ سوائے اس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے اس کو مراقبہ کہتے ہیں۔

مراقبہ حضور حق تبارک و تعالےٰ

وَ الْاَصْلُ فِيْهَا قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ

اور اصل مراقبہ کی وہ حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے سو اگر تو اس کو نہ دیکھ سکے، تو یہ دھیان کر کر وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔

فَلْيَتَلَفَّظِ السَّالِكُ اَللّٰهُ حَاضِرِيْ اَللّٰهُ نَاظِرِيْ اَللّٰهُ مَعِيْ اَوْ يَتَخَيَّلُ فِي الْجَنَانِ ثُمَّ يَتَصَوَّرُ حُضُوْرَهٗ تَعَالىٰ

تو اپنی زبان سے کہے اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی یا اس کو دل میں خیال کرے بدون تلفظ کے پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری اور نظر اور اس کی معیت

وَنَظَرَهُ وَمَعِيَّتَهُ تَصَوُّرًا جَيِّدًا مُسْتَقِيمًا مَعَ تَنْزِيهِهِ عَنِ الْجِهَةِ وَالْمَكَانِ حَتّٰى يَسْتَغْرِقَ فِي هٰذَا التَّصَوُّرِ

یعنی ساتھ ہونے کو خوب مضبوط تصور کرے باوجود پاک ہونے اس ذات مقدس کے جہت اور مکان سے یہاں تک تصور کو جماوے کہ اس میں ڈوب جاوے۔

.....

طریق معیت اَوْ يَتَصَوَّرُ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وَيَتَصَوَّرُ مَعِيَّتَهُ قَائِمًا وَقَاعِدًا اَوْ مُضْطَجِعًا فِي الْخَلْوَةِ وَالْجَلْوَةِ وَالشُّغْلِ وَالدَّعَةِ۔

یا اس آیت کا تصور کرے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ یعنی حق تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ تم ہو اور اس کے ساتھ ہونے کو دھیان کرے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے تنہائی اور لوگوں کی ملاقات میں اور مشغولی اور بیکاری میں۔

اقسام مراقبۂ قرآنیہ

اَوْ يَتَلَفَّظُ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اَوْ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ٥ اَوْ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ

یا یہ آیت پڑھے کہ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی جدھر تم متوجہ ہو تو وہاں اللہ کی ذات ہے یا یہ آیت پڑھے اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى یعنی کیا انسان نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھتا ہے یا اس آیت کو مراقبہ کرے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ یعنی ہم

حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہ اَوْ
وَ اللّٰہ بِکُلِّ شَیْئٍ
مُّحِیْطٌ ہ اَوْ
اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ
سَیَھْدِیْنِ ہ اَوْ
ھُوَ الْاَوَّلُ
وَ الْاٰخِرُ
وَ الظَّاھِرُ وَ الْبَاطِنُ
فَھٰذِہٖ مُرَاقَبَاتٌ
مُفِیْدَۃٌ
لِتَعَلُّقِ
الْقَلْبِ
بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔

قریب تر ہیں انسان کی رگ گردن سے یا
اس آیت کا تصور کرے وَاللّٰہ بِکُلِّ شَیْئٍ مُّحِیْط
یعنی اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے یا اس
آیت کا دھیان کرے اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ
یعنی البتہ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ اب
مجھ کو ہدایت کرے گا یا اس آیت کا مراقبہ
کرے ھُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَ
الْبَاطِنُ یعنی حق تعالےٰ اوّل ہے اس سے پہلے
کوئی چیز نہیں آخر ہے جو بعد فنائے عالم باقی
رہے گا ظاہر ہے باعتبار اپنی صفات اور افعال
کے اور باطن ہے باعتبار اپنی ذات کے کہ اس
کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا، سو یہ مراقبات
اللہ عزّ وجل کے ساتھ دل متعلق ہونے کے
واسطے مفید ہیں۔

مراقبۂ فنا

وَاَمَّا الْمُفِیْدَۃُ لِقَطْعِ الْعَلَائِقِ وَالتَّجَرُّدِ التَّامِّ وَالسُّکْرِ وَالْمَحْوِ فَھِیَ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ ہٗ وَ صِفَتُہٗ اَنْ

اور وہ مراقبہ جو قطع علائق اور پورے
مجرّد ہو جانے اور بے ہوشی اور فنا کے
لیے مفید ہے وہ مراقبہ اس آیت کا ہے
کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ
ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یعنی جو زمین
پر ہے وہ نیست و نابود ہونے والا ہے

يَتَصَوَّرَ نَفْسَهُ قَدْ مَاتَ وَ صَارَ رَمَادًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَ السَّمَاءُ قَدِ انْشَقَّتْ وَ كُلُّ شَيْءٍ قَدْ بَطَلَ تَرْكِيْبُهُ وَهَيْئَتُهُ وَ يَتَصَوَّرَ اللّٰهَ بَاقِيًا مَوْجُوْدًا فَيَبْقَىٰ عَلٰى هٰذَا التَّصَوُّرِ مَاتِيًا فَإِنَّهُ يُفِيْدُ الْمَحْوَ ۔

اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو بڑائی اور بزرگی والا ہے اور اس کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کو تصور کرے کہ مر گیا اور ایسی راکھ ہو گیا جس کو ہوائیں اڑاتی ہیں اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ہر چیز کی ترکیب اور شکل مٹ گئی اور اللہ اور باقی اور موجود دھیان کرے سو اس تصور پر دیر تک قائم رہے تو یہ نیستی اور نابودی کو مفید ہوگا۔

ف: ایسے تصورات کی سند وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امیر المومنین علی مرتضیٰ رضہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ وَاذْكُرْ بِالْهُدٰى هِدَايَتَكَ الطَّرِيْقَ وَ بِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ یعنی اے علی رضہ کہہ کہ خداوندا مجھ کو ہدایت کر اور ہدایت سے اپنی راہ کے چلنے کو اور راستی سے تیر کی راستی کو دھیان کر، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین سید اولیاء کو وہ طریقہ سکھایا جس سے تبدریج محسوسات سے حالات مطلوبہ کو انسان پہنچ جاوے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے، کذا فی الحاشیۃ العزیز۔

وَكَذٰلِكَ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيْكُمْ، أَوْ أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُمْ

اور اسی طریقہ مذکورہ سے اس آیت کا مراقبہ نیستی کا باعث ہے ان الموت الذی آخر آیت تک یعنی مقرر جس موت سے کہ تم بھاگتے ہو وہ تم کو ملنے والی ہے۔

اَلْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۔	جہاں کہیں کہ تم ہوگے موت تم کو پالیوے گی اگرچہ تم اونچے یا مضبوط برجوں میں ہو ۔
فَاِذَا ظَهَرَ اَثَرُ الْمُرَاقَبَةِ فِي الطَّالِبِ وَشُوْهِدَ نُوْرُهُ أُمِرَ بِالتَّوْحِيْدِ الْاَفْعَالِيِّ	پھر جب اثر مراقبہ کا طالب میں ظاہر ہو اور اس کا نور مشاہدہ ہو تو اس کو توحید افعالی کا امر کیا جاوے

ف : توحید افعالی یہ ہے کہ ہر فعل کو جو عالم میں ظاہر ہو خدا کی جانب سے سمجھے نہ زید اور عمرو سے تاکہ غیر حق سے نہ خوف باقی رہے نہ توقع ، سعدیؒ نے فرمایا ؎

دریں نوعے از شرک پوشیدہ ہست	کہ زیدم بیازرد و عمرم بخست

وَاعْلَمْ اَنَّ الشَّارِعَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رَغَّبَ وَحَثَّ عَلٰى شَيْئَيْنِ عَلَى الذِّكْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ مَا يُتَلَفَّظُ بِهٖ ، وَعَلَى الْفِكْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ الْمُرَاقَبَةُ ۔	اور جان رکھ اے مخاطب کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو چیز پر ترغیب اور آمادگی دلائی ایک ذکر پہ اور مراد ذکر سے وہ ہے جو زبان سے بولا جاوے اور دوسرے فکر پر اور مراد اس سے مراقبہ ہے ۔

برائے کشف وقائع آئندہ

قَالَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ مِمَّا جَرَّبْنَا بِكَشْفِ الْوَقَائِعِ الْاٰتِيَةِ عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ اَنْ يَّعْتَكِفَ الطَّالِبُ فِيْ خَلْوَةٍ وَّيَغْتَسِلُ وَيَلْبَسُ	بعض مشائخ نے کہا ہے جس کا ہم نے تجربہ کیا ہے وقائع آئندہ کے کشف ہونے پر ٹھیک ٹھیک وہ یہ ہے کہ طالب خلوت میں اعتکاف کرے اور غسل کرے اور اپنا عمدہ لباس پہنے اور خوشبو لگاوے

أَحْسَنَ لِبَاسِهٖ وَيَتَطَيَّبَ وَيَجْلِسَ	اور مصلّٰی پر بیٹھے اور کھلا ایک مصحف اپنے
عَلَى السَّجَّادَةِ وَيَضَعَ مُصْحَفًا مَفْتُوْحًا	داہنے رکھے اور کھلا ایک مصحف اپنے
عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَمُصْحَفًا مَفْتُوْحًا	بائیں رکھے اور اسی طرح ایک مصحف اپنے
عَلٰى يَسَارِهٖ وَمُصْحَفًا كَذَالِكَ	آگے رکھے اور اسی طرح ایک مصحف اپنے
بَيْنَ يَدَيْهِ وَمُصْحَفًا كَذَالِكَ	پیچھے رکھے پھر حق تعالےٰ سے بکوشش تمام
خَلْفَهٗ ثُمَّ يَدْعُوا اللّٰهَ أَنْ	بہ دُعا کرے کہ فلانے واقعے کو اس پر[1] ظاہر
يَكْشِفَ عَلَيْهِ الْوَاقِعَةَ الْفُلَانَةَ	کردے پھر اسم ذات کے ذکر میں شروع
بِجَهْدِ هِمَّتِهٖ ثُمَّ يَشْرَعَ فِيْ	کرے بدون آنکھ بند کرنے کے ایک بار
اِسْمِ الذَّاتِ مِنْ غَيْرِ غَمْضِ الْعَيْنِ	داہنے مصحف پر ضرب لگادے اور ایک
فَيَضْرِبُ مَرَّةً فِي الْمُصْحَفِ الْاَيْمَنِ وَ	بار بائیں پر اور ایک بار پیچھے اور ایک بار
مَرَّةً بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَجِدَ فِيْ نَفْسِهٖ	آگے ضرب لگادے یہاں تک کہ اپنے
اِنْشِرَاحًا وَنُوْرًا اَوْ يُوَاظِبُ عَلٰى	دل میں کشائش اور نور کو پاوے اور
ذٰلِكَ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَنَحْوَهَا مَعَ الْخَلْوَةِ	سات دن مانند اس کے اس پر مداومت
فَاِنَّهٗ يُكْشَفُ عَلَيْهِ الْبَتَّةَ قُلْتُ	کرے خلوت کے ساتھ تو البتہ اس پر کشف حال
هٰذَا مَا قِيْلَ وَفِيْ قَلْبِيْ مِنْهُ	ہوگا میں[2] کہتا ہوں کہ ایسا کچھ کہا ہے کہنے والوں
شَيْئٌ لِمَا فِيْهِ مِنْ اِسَاءَةِ	نے اور میرے دل میں اس سے کچھ تردد ہے اس
الْاَدَبِ بِالْمُصْحَفِ۔	واسطے کہ اس میں بےادبی ہے مصحف[3] مجید کے ساتھ

[1] یعنی مجھ پر ۱۲ [2] یعنی حضرت شاہ ولی اللہؒ ۱۲ [3] سچ فرمایا حضرت مصنفؒ نے اور کیا حاجت ہے اس کی

[1] یعنی مجھ پر۔ مقصود اصلی تو استخارہ مسنونہ میں بھی حاصل ہے۔ ۱۲ ق۔

وَالَّذِی اخْتَارَہٗ سَیِّدُ اَبُو ابِلِدُ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ اَنْ یَّذْکُرَ اللّٰہَ تَعَالٰی بِھٰذِہِ الْاَسْمَاءِ یَاعَلِیْمُ یَامُبِیْنُ یَاخَبِیْرُ مَعَ مُرَاعَاتِ الشُّرُوْطِ الْمَذْکُوْرَۃِ اِمَّا کَمَا وَصَفْنَا فِی الذِّکْرِ بِضَرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ اَوْ بِثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

اور کشف واقعہ آئندہ میں جو طریقہ ہمارے والد مرشد نے پسند کیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے ان اسمائے ثلاثہ سے یاعلیم یامبین یاخبیر شروطِ مذکور کی مراعات کے ساتھ یا اس طرح جیسا کہ ہم نے ذکر یک ضربی میں بیان کیا ہے یا اس طرح جیسا کہ سہ ضربی میں واللہ اعلم۔

ف: مولانا رح نے فرمایا شروط مذکورہ سے خلوت اور لباس اور غسل اور خوشبو لگانا اور مصلّٰی پر بیٹھنا بدوں مصاحف کے رکھنے کے مراد ہے۔

طریقہ کشف ارواح

وَقَالُوْا مِمَّا جَرَّبْنَا لِکَشْفِ الْاَرْوَاحِ بِھٰذِہِ الشُّرُوْطِ الْمَذْکُوْرَۃِ اَنْ یَّضْرِبَ فِی الْجَانِبِ الْاَیْمَنِ سُبُّوْحٌ وَّفِی الْاَیْسَرِ قُدُّوْسٌ وَّفِی السَّمَاءِ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَفِی الْقَلْبِ وَالرُّوْحِ۔

اور مشائخ قادریہ نے کہا ہے کہ جو طریقہ کشف ارواح کے واسطے ہمارا مجرب ہے شروطِ مذکورہ کے ساتھ وہ یہ ہے کہ داہنے طرف سُبُّوْحٌ کی ضرب لگاوے اور بائیں طرف قُدُّوْسٌ کی اور آسمان میں رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ کی ضرب لگادے اور دل میں وَالرُّوْحِ کی۔

برائے حصول امور مشکلہ

وَلِتَحْصِیْلِ الْاُمُوْرِ الْمُھِمَّۃِ الصَّعْبَۃِ بِھٰذِہِ

اور امور مہمہ مشکلہ کے حاصل کرنے کے واسطے ان ہی شروطِ مذکورہ کے ساتھ

الشُّرُوْطِ اَنْ يُصَلِّيَ فِي اللَّيْلِ
مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ يَضْرِبَ فِي
الْاَيْمَنِ يَا حَقُّ وَ فِي الْاَيْسَرِ يَا
وَهَّابُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ اَلْفَ مَرَّةٍ ۔

یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑھے جس قدر
اس کے واسطے مقدر ہو پھر داہنی طرف
یا حق کی ضرب لگا دے اور بائیں طرف
یا وہاب کی اسی طرح ہزار بار کرے۔

برائے انشراح خاطر و دفع بلاہا

وَلِاِنْشِرَاحِ الْخَاطِرِ وَ دَفْعِ
الْبَلَاءِ اَنْ يَضْرِبَ اللّٰهَ فِي الْقَلْبِ
وَلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كَمَا وَصَفْنَاهُ فِي
النَّفْيِ وَالْاِثْبَاتِ وَالْحَيُّ فِي الْجَانِبِ
الْاَيْمَنِ وَالْقَيُّوْمُ فِي الْاَيْسَرِ ۔

اور انشراح خاطر اور دور کرنے بلیات
کا یہ طریقہ ہے کہ اللہ کی ضرب دل میں
لگا دے اور لا الٰہ الا ھو کی اسطرح
ضرب لگا دے جیسا ہم نے نفی اور اثبات
میں بیان کیا اور الحی کی ضرب داہنی طرف
اور القیوم کی ضرب بائیں
طرف لگا دے۔

برائے شفائے مریض وغیرہ

وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَدْعُوَ اللّٰهَ عَزَّ
وَجَلَّ بِشِفَاءِ مَرِيْضٍ اَوْ دَفْعِ جُوْعٍ
وَتَوْسِيْعِ الرِّزْقِ اَوْ قَهْرِ عَدُوٍّ
فَلْيَطْلُبِ الْاِسْمَ الْمُنَاسِبَ
بِحَاجَتِهٖ فِي الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰى
فَلْيَذْكُرْ بِذٰلِكَ الْاِسْمِ

اور جب اللہ عزوجل سے دعا
کرنے کا ارادہ کرے بیمار کی شفا کا یا دفع
گرسنگی یا کشائش رزق کا یا
مغلوبی دشمن کا تو چاہیے کوئی اسم الٰہی
موافق اپنی حاجت کے اسمائے حسنیٰ
سے طلب کرے سو اس نام کو دو ضرب
یا تین ضرب یا چار ضرب کے ساتھ ضرب

بِضَرْبَتَيْنِ اَوْ ثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ اَوْ اَرْبَعٍ فَيَقُوْلُ يَا شَافِيْ اَوْ يَا صَمَدُ اَوْ يَا رَزَّاقُ اَوْ يَا مُذِلُّ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ۔

کرے تو یوں کہے شفاء بیمار میں یَا شَافِیْ یا دفع گرسنگی میں یَا صَمَدُ یا کشائش رزق میں یَا رَزَّاقُ یا دفع دشمن میں یَا مُذِلُّ اور سوائے اس کے اور اسمائے الٰہی کو موافق اپنے مطلب کے بطریق مذکور ذکر کرے، واللہ اعلم واحکم۔

....

پانچویں فصل

مشائخ چشتیہ کے اشغال کا بیان

فِیْ اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ الْچِشْتِیَّةِ وَهُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَةِ خَوَاجَه مُعِیْنُ الدِّیْنِ حَسَنِ الْچِشْتِیْ وَچِشْتُ قَرْیَةُ شُیُوْخِهٖ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَعَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ٥

یہ فصل ہے مشائخ چشتیہ کے اشغال میں اور وہ امام طریقہ خواجہ معین الدین حسن چشتی کے مرید ہیں اور چشت خواجہ معین کے پیروں کے گاؤں کا نام ہے خدا راضی رہے ان سے اور ان کے سب پیروں سے۔

ف: مولانا نے فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اس امت کے عمدہ اولیاء

میں ہیں ان کے ہاتھ پر ہزاروں کفار د ہنود مسلمان ہوئے، منقول ہے کہ جب خواجہ کا وصال ہوا تو آپ کی پیشانی مبارک پر یہ نقش ظاہر ہو گیا ۔ حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ ۔ یعنی خدا کا دوست خدا کی محبت میں مر مٹا ۔

وَ قَالُوْا جَآءَ عَلِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دُلَّنِیْ عَلٰی اَقْرَبِ الطُّرُقِ اِلَی اللّٰہِ وَ اَفْضَلِھَا عِنْدَ اللّٰہِ وَ اَسْھَلِھَا لِعِبَادِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکَ بِمُدَاوَمَۃِ الذِّکْرِ فِی الْخَلْوَۃِ فَقَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ کَیْفَ اَذْکُرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَمِّضْ عَیْنَیْکَ وَاسْمَعْ مِنِّیْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَعَلِیٌّ یَسْمَعُ ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْمَعُ ثُمَّ

اور مشائخ چشتیہ نے فرمایا کہ امام اولیاء علی مرتضیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو راہ بتائیے جو سب راہوں سے زیادہ تر قریب ہو اللہ کی طرف اور وہ راہ افضل ہو خدا کے نزدیک اور اسکے بندوں پر آسان تر ہو تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم کر لے مداومت ذکر کی خلوت میں سو علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کیونکر ذکر کروں یا رسول اللہ! فرمایا کہ اپنی آنکھیں کو بند کر اور مجھ سے سن تین بار سو آنحضرت نے تین بار فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور علی مرتضیٰ سنتے تھے، پھر علی مرتضیٰ نے تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا آنحضرتؐ اس کو سنتے تھے، پھر علی مرتضیٰ نے یہ طریقہ حسن بصری کو تعلیم کیا، اسی طرح درجہ بدرجہ مرشد بمرشد

نُقِلَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ الْحَسَنَ الْبَصَرِیَّ وَھٰکَذَا حَتّٰی وَصَلَ اِلَیْنَا وَھٰذَا الْحَدِیْثُ اِنَّمَا وَجَدْنَاہُ عِنْدَ ھٰؤُلَاءِ الْمَشَائِخِ وَعَلٰی قَوَانِیْنِ اَھْلِ الْحَدِیْثِ فِیْہِ بَحْثٌ طَوِیْلٌ

ہم تک پہنچا، مصنفؒ نے فرمایا کہ اسی حدیث کو تو ہم نے فقط ان مشائخ چشتیہ کے پاس پایا اور اہل حدیث کے قوانین پر تو اس میں بحث طویل ہے۔

....

ف: مولانا نے فرمایا بحث کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث بطور محدثین نہایت غریب ہے اور بہ شدت منقطع ہے، اس واسطے کہ ملاقات حسن بصریؒ کی علی مرتضیٰ رضہ سے باعتبار تاریخ کے ثابت نہیں اور رکاکت الفاظ اس پر علاوہ، مترجم کہتا ہے فی الواقع کتب اسماء الرجال سے اتصال اس روایت کا مشکل ہے۔ لیکن اولیائے چشت رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن ظن اس کو مقتضی ہے کہ اس حدیث کو پایہ اعتبار سے بشبہہ انقطاع ساقط نہ کیجیے، اس واسطے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رح اور امام مالک رح کے نزدیک بشرط عدالت رُواتِ حدیث مرسل بھی حجت ہے۔ واللہ اعلم۔

فَاِذَا اَرَادَ الشَّیْخُ اَنْ یُلَقِّنَ تِلْمِیْذَہٗ اَمَرَہٗ اَنْ

پھر جب مرشد ارادہ کرے اپنے مرید کی تلقین کرنے کا تو اس کو امر

لہ خواجہ حسن بصریؒ تابعی خلافتِ فاروقی رضہ میں پیدا ہوئے اور شہادت عثمان رضہ تک مدینے میں رہے، پھر بصرہ آئے، حضرت علی مرتضیٰ رضہ سے انہیں سماع ولقا بخوبی ثابت ہے دیکھیے رسالہ فخر الحسن منخسن اور حدیث حسن (مصحح)

يَصُوْمَ يَوْمًا يُمَاثُ كَانَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ	کہ روزہ رکھنے کا سو اگر پنجشنبہ کے دن
فَهُوَ اَوْلیٰ ثُمَّ يَأْمُرُهٗ بِالْاِسْتِغْفَارِ	ہو تو بہتر ہے پھر اس شخص کو امر کرے
عَشْرَ مَرَّاتٍ وَالصَّلٰوةُ عَلَى	دس بار استغفار کرنے کا اور دس بار
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	درود پڑھنے کو پھر مرشد کہے اللہ تعالےٰ
عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ	فرماتا ہے اپنی مضبوط کتاب میں فاذکروا
تَعَالیٰ يَقُوْلُ فِيْ مُحْكَمِ كِتَابِهٖ	اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى	یعنی اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے
جُنُوْبِكُمْ فَاجْتَهِدُوْا اَنْ لَّا يَأْتِيَ	سو تو اس پر کوشش کر کہ کوئی زمانہ
عَلَيْكَ زَمَانٌ اِلَّا وَاَنْتَ ذَاكِرٌ وَّاعْلَمْ	بدوں ذکر کے تجھ کو نہ گزرے اور معلوم
اَنَّ قَلْبَكَ مَوْضُوْعٌ تَحْتَ ثَدْيِكَ	کرا ے طالب کہ تیرا دل رکھا ہے تیری
الْاَيْسَرِ بِاَصْبَعَيْنِ عَلٰى صُوْرَةِ	بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر بصورت
زَهْرِ الصَّنَوْبَرِ وَلَهٗ بَابَانِ	شگوفہ چلغوزہ[1] کے اور اس کے دو دروازے
بَابٌ فَوْقَانِيٌّ وَبَابٌ تَحْتَانِيٌّ۔	ہیں ایک دروازہ اوپر کا ہے اور دوسرا نیچے کا۔

....

ف: مصنف نے حاشیے میں فرمایا کہ باب فوقانی سے وہ مراد ہے جو جسم سے ملا ہے اور باب تحتانی سے وہ مراد ہے جو روح سے متصل ہے۔

---

[1] کتب لغت سے معلوم ہوا کہ چلغوزہ چیڑ کے درخت کو کہتے ہیں اور یہی درخت صنوبر ہے اور بعضوں نے صنوبر درخت سرو ناز بو کو بھی کہا ہے ۱۲۔

وَ اَمَّا اُلبَابُ الفَوقَانِیُّ فَفَتحُہٗ بِالذِّکرِ الجَلِیِّ فَاَمَّا التَّحتَانِیُّ فَفَتحُہٗ بِالذِّکرِ الخَفِیِّ۔

دِل کے اُوپر کے دروازے کی کشائش تو ذکر جلی سے ہوتی ہے اور نیچے کے دروازے کی کشادگی ذکر خفی سے ہوتی ہے۔

ذکر جلی وخفی

فَاِذَا اَرَدتَّ الذِّکرَ الجَلِیَّ فَاجلِس مُتَرَبِّعًا فَخُذِ العِرقَ الَّذِی یُسَمّٰی کَیمَاسَ بِاِبهَامِ قَدَمِكَ الیُمنٰی وَالَّتِی تَلِیهَا وَسَمِعتُ سَیِّدِی الوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَقُولُ هُوَ عِرقٌ فِی بَطنِ الرُّکبَةِ یَهبِطُ مِن جَانِبِ الفَخِذِ وَاَخذُہٗ بِهٰذِهِ الکَیفِیَّةِ یُفِیدُ نَفیَ الخَوَاطِرِ وَیَجمَعُ الهِمَّةَ وَیُسَخِّنُ القَلبَ تَسخِینًا عَجِیبًا۔

پھر جب تو ذکر جلی کا ارادہ کرے تو چارزانو بیٹھ کر پکڑ اس رگ کو جس کا کیماس نام ہے اپنے داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کو داب کر اور میں نے اپنے والد مرشد قدس سرہٗ سے سُنا کہتے تھے کہ کیماس وہ رگ ہے زانو کے تلے ران کی جانب سے اترتی ہے اور اس کا اس طرح سے پکڑنا نفی وساوس اور جمعیت ہمت کو مفید اور دِل کو گرم کر دیتا ہے عجیب گرمی کے ساتھ۔

وَاجلِس جَلسَةَ الصَّلٰوةِ

اور بطریق مذکور بیٹھ جیسے نشست

ؔ ظاہرا ابتدائے عبارت پر جز و رہ گیا ہے یعنی او اجلس ہو تردید کے لیے او لا افقط، مستقبل القبلۃ بعد لفظ متربعًا کے لکھنا کفایت کرتا تھا اس مطلب کے لیے کہ جو مترجم نے یہاں زیادہ کیا واللہ اعلم ۱۲ ق

مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ بِاجْتِمَاعِ الْعَزِيْمَةِ ثُمَّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بِالشِّدَّةِ وَالْمَدِّ وَاِخْرَاجِ الْقُوَّةِ مِنْ دَاخِلِ الْقَلْبِ وَاَخْرِجْ لَفْظَةَ لَا مِنَ السُّرَّةِ وَامْدُدْهَا اِلَى الْمَنْكِبِ الْاَيْمَنِ وَلَفْظَةَ اِلٰهَ مِنْ اُمِّ الدِّمَاغِ تُشِيْرُ بِذَالِكَ اَنَّكَ اَخْرَجْتَ حُبَّ مَنْ سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ بَاطِنِكَ وَاَلْقَيْتَهُ خَلْفَكَ فَتَتَنَفَّسُ نَفَسًا اٰخَرَ فَاضْرِبْ اِلَّا اللّٰهُ فِى الْقَلْبِ بِالشِّدَّةِ وَالْقُوَّةِ۔

نماز کے رو بقبلہ حضور دل سے ہمت کو مجتمع کرکے پھر کہہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سختی اور کشیدگی کے ساتھ اور قوت کو دل کے اندر سے نکال کر اور لفظ لَا کا ناف سے نکال اور اس کو کھینچ داہنے مونڈھے تک اور لفظ اِلٰہَ کا دماغ کی جھلی سے اشارہ کرے تو اس تصور سے گویا تو نے غیر خدا کی محبت کو اپنے اندر سے نکالا اور اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالا، پھر دوسرا دم لے سو اِلَّا اللّٰہ کو دل میں سختی اور قوت کے ساتھ ضرب کر۔

وَيُلَاحِظُ الْمُبْتَدِئُ نَفْىَ الْمَعْبُوْدِيَّةِ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمُتَوَسِّطُ نَفْىَ الْمَقْصُوْدِيَّةِ وَالْمُنْتَهِىْ نَفْىَ الْوُجُوْدِ۔

اور اس نفی اور اثبات سے مبتدی ملاحظہ کرے نفی معبودیّت کا غیر خدا سے اور متوسط نفی مقصودیّت کا اور منتہی نفی وجود کا۔

وَالشَّرْطُ الْاَعْظَمُ فِىْ هٰذَا الذِّكْرِ جَمْعُ الْهِمَّةِ وَفَهْمُ الْمَعْنٰى وَيَنْبَغِىْ لِصَاحِبِ الذِّكْرِ

اور شرط اعظم اس ذکر میں ہمت کا جمع کرنا اور معنی کا بوجھنا ہے اور ذکر جلی کرنے والے کو لائق یہ ہے کہ کھانے

الْعُلَبِيّ اَنْ لَّا يُقَلِّلَ الطَّعَامَ جِدًّا بَلْ يَكْفِيْهِ اَنْ يُّخْلِيَ رُبْعَ الْمَعْدَةِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّاْكُلَ شَيْئًا مِّنَ الدَّسَمِ لِئَلَّا يَتَشَوَّشَ دِمَاغُهُ۔

کو نہایت کم نہ کرے بلکہ اس کو کافی ہے کہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے اور مناسب ہے کہ کچھ چکنائی کھایا کرے تاکہ اس کا دماغ نہ پریشان ہو خشکی کے سبب سے۔

پاس انفاس

وَاِذَا اَرَدْتَ پَاسِ اَنْفَاسَ فَكُنْ مُسْتَيْقِظًا وَاقِفًا عَلٰى اَنْفَاسِكَ فَكُلَّمَا خَرَجَ النَّفَسُ فَقُلْ مَعَ خُرُوْجِهٖ لَا اِلٰهَ كَاَنَّكَ تُخْرِجُ مُحَبَّةَ كُلِّ شَيْئٍ سِوَى اللّٰهِ مِنْ بَاطِنِكَ وَاِذَا دَخَلَ النَّفَسُ فَقُلْ مَعَ دُخُوْلِهٖ اِلَّا اللّٰهُ كَاَنَّكَ تُدْخِلُ وَتُثْبِتُ مُحَبَّةَ اللّٰهِ فِيْ قَلْبِكَ۔

اور جبکہ تو اے سالک پاس انفاس کا ارادہ کرے تو بیدار اور اپنے دم پر واقف ہو جا، پھر جب دم باہر کو نکلے تو اس کے نکلنے کے ساتھ لَا اِلٰهَ کہہ گویا ہر چیز کی محبت تو سوائے خدا کے اپنے باطن سے نکالتا ہے اور جب دم اندر کی طرف آئے تو اس کے داخل ہونے کے ساتھ اِلَّا اللّٰهُ کہہ گویا تو داخل کرتا ہے اور محبت الٰہی کو ثابت کرتا ہے اپنے دل میں۔

شیخ کے ساتھ ربطِ قلب

قَالُوْا وَالرُّكْنُ الْاَعْظَمُ رَبْطُ الْقَلْبِ بِالشَّيْخِ عَلٰى وَصْفِ الْمُحَبَّةِ

مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ رکن اعظم دل کا لگانا ہے اور گانٹھنا ہے مرشد کے ساتھ محبت اور تعظیم کی صفت

وَالتَّعْظِيْمِ وَمُلَاحَظَةِ صُوْرَتِهٖ
قُلْتُ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَظَاهِرَ
كَثِيْرَةً فَمَا مِنْ عَابِدٍ غَبِيًّا كَانَ
اَوْ ذَكِيًّا اِلَّا وَقَدْ ظَهَرَ بِحَذَائِهٖ
مَا هُوَ مَعْبُوْدٌ لَّهٗ فِيْ مَرْتَبَتِهٖ
وَلِهٰذَا السِّرِّ نَزَلَ الشَّرْعُ
بِاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالْاِسْتِوَاءِ
عَلَى الْعَرْشِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى
اَحَدُكُمْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ
فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ
قِبْلَتِهٖ وَسَاَلَ جَارِيَةً سَوْدَآءَ
فَقَالَ اَيْنَ اللّٰهُ فَاَشَارَتْ اِلَى
السَّمَآءِ، فَسَاَلَهَا مَنْ اَنَا فَاَشَارَ
بِاُصْبَعِهَا تَعْنِيْ اللّٰهُ اَرْسَلَكَ
فَقَالَ هِيَ مُؤْمِنَةٌ فَلَا عَلَيْكَ
اَلَّا تَتَوَجَّهَ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ وَلَا
تَرْبُطَ قَلْبَكَ اِلَّا بِهٖ وَلَوْ بِالتَّوَجُّهِ
اِلَى الْعَرْشِ وَتَصَوُّرِ النُّوْرِ

پر اور اس کی صورت کا ملاحظہ کرنا، میں کہتا
ہوں حق تعالیٰ کے مظاہر کثیرہ ہیں سو نہیں
کوئی عابد غبی ہو یا ذکی مگر کہ اس کے
مقابل ظاہر ہو کر اس کا معبود ہو گیا ہے
بحسب مرتبہ اس کے کے اور اسی بھید
کے سبب سے رُو بقبلہ ہونا اور استواء
علی العرش کا شرع میں نازل ہوا ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو
اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس واسطے
کہ اللہ تعالے ہے اس کے درمیان اور
اس کے قبلہ کے درمیان میں، اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کالی لونڈی سے
پوچھا تو فرمایا اللہ کہاں ہے لونڈی نے
آسمان کی طرف اشارہ کیا، پھر حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں
تو اس نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا مراد اس
کی یہ کہ خدا نے تجھ کو بھیجا ہے، پس فرمایا
آپ نے کہ یہ ایمان دار ہے، تو اے سالک

اَلَّذِیْ وَضَعَہٗ عَلَیْہِ وَھُوَ اَنْ ھُوَ النُّوْرِ کَمِثْلِ نُوْرِ الْقَمَرِ اَوْ بِالتَّوَجُّہِ اِلَی الْقِبْلَۃِ کَمَا اَشَارَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَکُوْنُ کَالْمُرَاقَبَۃِ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ

تجھ پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کہ تو متوجہ نہ ہو مگر اللہ ہی کی طرف اور اپنا دل نہ لگاوے مگر اسی سے اگرچہ ہو عرش کی طرف متوجہ ہو کر اور اس کا نور تصور کر کے جس کو حق تعالے نے عرش پر رکھا ہے اور وہ نہایت روشن رنگ ہے چاند کے رنگ کے مانند یا قبلے کی طرف متوجہ ہو کر چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے تو اس حدیث[1] کا گویا مراقبہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

ف مصنف نے حاشیے میں فرمایا کہ حق تعالے کی عالم مثال میں تجلی ہے۔ تو ہر شخص اپنی استعداد کے موافق اس کو ادراک کرتا ہے۔ مترجم کہتا ہے تجلی اور عالم مثال کی حقیقت کتب صوفیہ میں مفصل مذکور ہے۔ یہ رسالہ مختصر لائق اس کی تفصیل کے نہیں۔

مراقبہ چشتیہ

فَاِذَا تَنَوَّرَ الطَّالِبُ بِنُوْرِ الذِّکْرِ اَمَرَہٗ بِالْمُرَاقَبَۃِ وَھِیَ مُشْتَقَّۃٌ مِنَ التَّرَقُّبِ سُمِّیَتْ بِھٰذَا الْاِسْمِ لِاَنَّ الطَّالِبَ یُرَاقِبُ قَلْبَہٗ

پھر جب طالب رنگین ہو جاوے ذکر کے نور سے تو مرشد اس کو مراقبہ کرنے کا امر کرے اور مراقبہ رقیب بمعنی محافظ اور نگہبان سے مشتق ہے اس کا نام مراقبہ اس واسطے رکھا گیا کہ سالک بعضی طرقبات

[1] مراد حدیث سے یہی حدیث ہے جو ابھی اوپر گزری اذا صلی احدکم فلا یبصق قبل وجھہ (الحدیث)

أَوْ يُرَاقِبُ اللّٰهَ كَمَا أَنَّ اللّٰهَ
يُرَاقِبُهٗ فَيَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ
أَوْ يَتَخَيَّلُ بِقَلْبِهٖ اَللّٰهُ حَاضِرِیْ
اَللّٰهُ نَاظِرِیْ اَللّٰهُ
شَاهِدِیْ اَللّٰهُ مَعِیَ
أَوْ أَلَا إِنَّهٗ بِكُلِّ
شَيْءٍ مُّحِيْطٌ أَوْ كَأَنَّهٗ
حَاضِرٌ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ
الْقِبْلَةِ تُشَاهِدُهٗ۔

میں اپنے دل کی محافظت اور نگہبانی کرتا ہے
یا بعضے مراقبات میں اللہ تعالیٰ کا مراقب
ہوتا ہے جیسا کہ اللہ اس کی حفاظت کرتا
ہے تو مراقبہ کرنے کے وقت زبان سے کہے یا اپنے
دل سے خیال کرے کہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ
شاہدی اللہ معی یا اسکا مراقبہ کرے اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ
شَيْءٍ مُّحِيْطٌ یعنی آگاہ ہو جا کہ اللہ ہر چیز کو گھیرے
ہے یا اسکا مراقبہ کرے کہ گویا اللہ حاضر ہے تیرے
درمیان اور تیرے قبلے کے درمیان اور تو اس کو
مشاہدہ کرتا ہے۔

. . . .

شرائط چلہ نشینی

قَالَ الْمَشَائِخُ مَنْ أَرَادَ
الدُّخُوْلَ فِي الْأَرْبَعِيْنِيَّةِ يَلْزِمُهٗ
مُرَاعَاتُ أُمُوْرٍ دَوَامُ الصِّيَامِ
وَدَوَامُ الْقِيَامِ وَتَقْلِيْلُ الْكَلَامِ
وَالطَّعَامِ وَالْمَنَامِ وَالصُّحْبَةِ مَعَ
الْأَنَامِ وَالْمُوَاظَبَةُ عَلَى الْوُضُوْءِ
فِيْ حَالَاتِ الْيَقْظَةِ وَعِنْدَ الْمَنَامِ
وَرَابِطُ الْقَلْبِ مَعَ الشَّيْخِ عَلٰى

مشائخ چشتیہ نے فرمایا جو چلے میں داخل
ہونے کا ارادہ کرے اس کو چند امور کی رعایت
کرنا لازم ہے ہمیشہ روزہ رکھنا اور سدا قیام
شب کرنا اور بولنے اور کھانے اور سونے
اور صحبت خلق کو کم کر دینا اور ہمیشہ باوضو
رہنا جاگنے اور سونے کے حالات میں اور
مرشد کے ساتھ ہمیشہ دل کو لگائے رکھنا اور
غفلت کو بالکل ترک کرنا یہاں تک کہ اس
کے نزدیک غفلت از قسم حرام کے ہو جائے

عَلَى الدَّوَامِ وَ تَرْكُ الْغَفْلَةِ مَرَّاسًا حَتّٰى تَكُوْنَ عِنْدَهٗ مِنَ الْعَوَامِ فَاِذَا اَدْخَلَ فِي الْحُجْرَةِ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى تَعَوَّذَ وَسَمّٰى وَقَرَأَ سُوْرَةَ النَّاسِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّاِذَا اَدْخَلَ الرِّجْلَ الْيُسْرٰى قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَلِيّ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ كُنْ لِّيْ كَمَا كُنْتَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنِيْ مُحَبَّتَكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَاشْغَلْنِيْ بِجَمَالِكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُخْلِصِيْنَ اَللّٰهُمَّ امْحُ نَفْسِيْ بِجَذَبَاتِ ذَاتِكَ يَا اَنِيْسَ مَنْ لَا اَنِيْسَ لَهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ ○

پھر جب حجرے میں داہنا پاؤں داخل کرے تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور قل اعوذ برب النّاس کو تین بار پڑھے اور جب بایاں پاؤں داخل کرے تو اللّٰھُمَّ سے آخر تک دُعا کرے یعنی خداوندا تو میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں میرا مددگار ہو جا جیسا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار وکارساز تھا اور مجھ کو اپنی حُب نصیب کر اور اپنے جمال کے ساتھ مشغول کر لے اور مجھ کو عباد مخلصین میں کر ڈال اپنی ذات کی کششوں سے اے اُنیس اس کے جس کا کوئی اُنیس نہیں اے رب مجھ کو نہ چھوڑیو تنہا اور تو بہتر وارثین سے ہے۔

فَيَقُوْمُ عَلَى الْمُصَلّٰى وَيَقُوْلُ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ

پھر مصلّٰی پر کھڑا ہو اور اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ

فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا
وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ
اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ مَرَّةً ثُمَّ
یَرْكَعُ رَكْعَتَیْنِ فِی الْاُوْلٰی اٰیَةُ
الْكُرْسِیِّ وَفِی الثَّانِیَةِ اٰمَنَ
الرَّسُوْلُ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَةً
طَوِیْلَةً وَّیَجْتَهِدُ فِی الدُّعَاءِ
ثُمَّ یَقُوْلُ یَا فَتَّاحُ خَمْسَ مِائَةِ
مَرَّةٍ ثُمَّ یَشْتَغِلُ بِالْاَذْكَارِ
الَّتِیْ ذَكَرْنَاهَا۔

وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ
کو اکیس بار پڑھے یعنی میں نے اپنا منہ
متوجہ کیا یکسو ہو کر اس کی طرف جس
نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور
میں مشرکین میں داخل نہیں، پھر دو
رکعت پڑھے پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی
پڑھے اور دوسری رکعت میں آمن الرسول
پھر لمبا سجدہ کرے اور دعا میں
خوب کوشش کرے پھر پانچ سو بار
یا فتاح کہے پھر ان اذکار میں مشغول
ہو جن کو ہم ذکر کر چکے۔ یعنی ذکر جلی اور
پاس انفاس اور مراقبات۔

. . . .

کشف قبور واستفاضہ بداں

وَقَالُوْا اِذَا دَخَلَ الْمَقْبَرَةَ
قَرَأَ سُوْرَةَ اِنَّا فَتَحْنَا فِیْ رَكْعَتَیْنِ
ثُمَّ یَجْلِسُ مُسْتَقْبِلًا اِلَی الْمَیِّتِ
مُسْتَدْبِرًا الْكَعْبَةَ فَیَقْرَءُ سُوْرَةَ
الْمُلْكِ وَیُكَبِّرُ وَیُهَلِّلُ وَیَقْرَءُ

اور مشائخ چشتیہ رحمہ نے فرمایا کہ جب
قبرستان میں داخل ہو تو اِنَّا فَتَحْنَا دو
رکعت میں پڑھے، پھر میت کی طرف
سامنے ہو کر کعبہ معظمہ کو پشت دے کر
بیٹھے پھر سورۂ ملک پڑھے اور اللہ اکبر
اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہے اور گیارہ بار سورۃ

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ اِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ يَقْرَبُ مِنَ الْمَيِّتِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ يَارَبِّ اِحْدٰى وَ عِشْرِيْنَ مَرَّةً ثُمَّ يَقُوْلُ يَارُوْحُ يَضْرِبُهٗ فِى السَّمَآءِ وَ يَارُوْحُ الرُّوْحِ يَضْرِبُهٗ فِى الْقَلْبِ حَتّٰى يَجِدَ اِنْشِرَاحًا وَّنُوْرًا ثُمَّ يَنْتَظِرُ لِمَا يُفِيْضُ مِنْ صَاحِبِ الْقَبْرِ عَلٰى قَلْبِهٖ ۔

فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو جاوے پھر کہے یارب یارب اکیس بار پھر کہے یا رُوح اور اس کو آسمان میں ضرب کرے اور یَا رُوْحُ الرُّوْح کی دل میں ضرب کرے یہاں تک کہ کشائش اور نور پاوے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحبِ قبر سے ہو سکے دل پر ۔

صلوٰۃ المعکوس

وَلِلْچِشْتِيَّةِ صَلٰوةٌ تُسَمّٰى صَلٰوةُ الْمَعْكُوْسِ لَمْ نَجِدْ مِنَ السُّنَّةِ وَ لَا اَقْوَالِ الْفُقَهَاءِ مَا نَشُدُّ هَا بِهٖ فَلِذَالِكَ حَذَفْنَاهَا وَ الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۔

اور چشتیوں کے یہاں ایک نماز ہے جس کو صلوٰۃ المعکوس کہتے ہیں ہم نے سنت مصطفویہ اور اقوال فقہاء سے ایسی اصل اس کی نہیں پائی جس سے ہم اس کی تقویت کریں اسی واسطے ہم نے اس کا ذکر نہ کیا اور علم اسکے جواز کا اور عدم جواز کا خدا کے نزدیک ہے ۔

صلوٰۃ کُن فیکون

وَ لَهُمْ صَلٰوةٌ تُسَمّٰى صَلٰوةُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔

اور چشتیہ کے یہاں ایک نماز ہے جس کو صلوٰۃ کُن فیکون کہتے ہیں ۔

ف : صلوٰۃ کن فیکون اس واسطے کہتے ہیں کہ مطلب بر آری میں اس کی تاثیر نہایت جلد اور قوی ہے۔

قَالُوا مَنِ اعْتَرَضَتْ لَهٗ حَاجَةٌ صَعْبَةٌ فَلْيُبَكِّرُ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنَ لَيَالِي الْاَرْبَعَاءِ وَالْخَمِيْسِ وَالْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِي الْاُوْلٰى الْفَاتِحَةَ مَرَّةً وَالْاِخْلَاصَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ الْفَاتِحَةَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَالْاِخْلَاصَ مَرَّةً وَيَقُوْلُ مِائَةَ مَرَّةٍ اَیْ آسان كننده دشوارها واى روشن كننده تاريكيها مِائَةَ مَرَّةٍ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَيَدْعُوا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ فَاِذَا كَانَتِ الثَّالِثَةُ فَعَلَ هٰذَا ثُمَّ حَسَرَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَاْسِهٖ وَجَعَلَ كُمَّهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَبَكٰى وَدَعَا اللّٰهَ اِلٰى

مشائخ چشتیہ نے صلوٰۃ کن فیکون کے بیان میں کہا ہے کہ جس کو سخت حاجت پیش آوے تو چاہیے کہ ہر رات کو لیالی ثلاثہ یعنی چہارشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کی راتوں میں دو رکعتیں ادا کرے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ سو بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ ایک بار، اور سو بار یوں کہے اے آسان کنندہ دشوارہا واے روشن کنندہ تاریکیہا سو بار اور استغفار کرے سو بار اور درود پڑھے سو بار اور حق تعالیٰ سے دعا کرے بحضورِ قلب پھر جب تیسری رات ہو تو بھی یہی کرے جو مذکور ہوا پھر پگڑی یا ٹوپی کو سر سے اتارے اور اپنی آستین کو اپنی گردن میں ڈالے

عَاجِنْهِ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً فَاِنَّہٗ لَا بُدَّ یُسْتَجَابُ لَہٗ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

اور روئے اور حق تعالیٰ سے دُعا کرے پچاس بار تو بالضرور انشاء اللہ تعالیٰ دُعا اس کی مستجاب ہوگی، واللہ اعلم۔

ف: مولانا نے فرمایا کہ بعضے نادانوں نے اعتراض کیا ہے آستین گردن میں ڈالنا کیونکر جائز ہوگا، حالانکہ ادعیہ ماثورہ میں یہ ثابت نہیں، ہم جواب دیتے ہیں کہ قلبِ رداء یعنی چادر کا الٹنا پلٹنا نماز استسقاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جاوے، تو اسی طرح آستین گردن میں ڈالنا امرِ مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے یا واسطے اشعار گردشِ حال کے حصولِ مقصد سے کیونکر جائز نہ ہوگا۔

چھٹی فصل

مشائخ نقشبندیہ کے اشغال کا بیان

فِی اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ النَّقْشْبَنْدِیَّۃِ وَھُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ خَوَاجَہ بَہَاءُ الدِّیْنِ نَقْشْبَنْد الْبُخَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

یہ فصل ہے مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں نقشبندیہ امام طریقت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ کے مرید ہیں اللہ راضی ہو ان سے اور ان کے سب مریدوں سے۔

قَالُوْا طُرُقُ الْوُصُوْلِ اِلَی

نقشبندیہ نے کہا کہ اللہ تک پہنچنے

اللهِ ثلثٌ اَحَدُهُ الذِّكرُ فَمِنهُ
النَّفيُ وَالاِثبَاتُ وَهُوَ المَأثُورُ
عَن مُتَقَدِّمِيهِم۔
وَصِفَتُهُ اَن يَّنتَهِزَ فُرصَةً
مِنَ التَّشوِيشَاتِ الخَارِجِيَّةِ
كَالاِستِمَاعِ اِلٰى اَحَادِيثِ النَّاسِ
وَالدَّاخِلِيَّةِ كَالجُوعِ المُفرِطِ
وَالغَضَبِ وَالاَلَمِ وَالشِّبعِ
المُفرِطِ ثُمَّ يَذكُرُ المَوتَ وَ
يَحضُرُهٗ بَينَ يَدَيهِ وَيَستَغفِرُ
اللهَ تَعَالٰى مِمَّا صَدَرَ مِنهُ مِنَ
المَعَاصِي ثُمَّ يَنضَمُّ شَفَتَيهِ وَ
يُغمِضُ عَينَيهِ وَيَحبِسُ نَفسَهٗ
فِي بَطنِهِ وَيَقُولُ بِالقَلبِ
لَا يُخرِجُهَا مِن سُرَّتِهٖ اِلَى
الاَيمَنِ وَيَمُدُّهَا حَتّٰى يَصِلَ
اِلٰى مَنكِبِهٖ ثُمَّ يَجُرُّ مِن مَنكِبِهٖ
اِلٰى رَأسِهٖ فَيَقُولُ اِلٰهَ ثُمَّ
يَضرِبُ فِي قَلبِهٖ بِالشِّدَّةِ

کی تین راہیں ہیں ایک تو ذکر ہے سو منجملہ
ذکر کے نفی اور اثبات ہے اور وہی منقول
ہے متقدمین نقشبندیہ سے ۔
اور طریقہ نفی اثبات کے ذکر
کا یہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جانے تشویشات
بیرونی سے چنانچہ لوگوں کی گفتگو سننا اور
تشویشات اندرونی سے چنانچہ گرسنگی زائد
اور غضب اور درد اور سیری بہت پھر موت
کو یاد کرے اور تصور میں اس کو اپنے
سامنے کرلے اور اللہ تعالے سے مغفرت
چاہے ان گناہوں کی جو اس سے
صادر ہوئے پھر دونوں لبوں اور
دونوں آنکھوں کو بند کرے اور دم
کو اپنے پیٹ میں حبس کرے اور
دل سے کہے لَآ اس کو اپنی ناف سے
داہنی طرف نکالے اور کھینچے یہاں
تک کہ اپنے مونڈھے تک پہنچے پھر مونڈھے
کو سر کی طرف جھکاوے اور ہلاوے
اور کہے اِلٰہَ پھر ضرب لگادے

اِلَّا اللّٰہُ ۔ اپنے دل میں سختی سے اِلَّا اللّٰہ کی ۔

ف : مصنف قدس سرہٗ کے بھائی حضرت شاہ اہل اللہ نے چار باب میں فرمایا کہ مبادیِ سلوک میں اسمِ ذات سے ہر روز بارہ ہزار بار اور نفی اور اثبات ہر ایک ایک ہزار بار مواظبت کرنا آثارِ عجیب اور غریب کا مثمر ہے ۔

قَالُوْا لِحَبْسِ النَّفَسِ خَاصِیَّۃٌ عَجِیْبَۃٌ فِیْ تَسْخِیْنِ الْبَاطِنِ وَجَمْعِ الْعَزِیْمَۃِ وَھَیْجَانِ الْعِشْقِ وَقَطْعِ اَحَادِیْثِ النَّفْسِ وَیَتَدَرَّجُ فِی الْحَبْسِ لِئَلَّا یَثْقُلَ عَلَیْہِ وَ الْمُرَادُ بِالْحَبْسِ غَیْرُ الْمُفْرَطِ فَبَیْنَہٗ وَ بَیْنَ مَا یَاْمُرُ بِہٖ الْجُوْکِیَّۃُ بَوْنٌ بَائِنٌ ۔

نقشبندیہ نے فرمایا حبسِ نفس یعنی دم روکنے کی عجیب خاصیت ہے، باطن کے گرم کردینے اور جمعیتِ عزیمت اور عشق کے ابھارنے اور وساوس کے قطع کرنے میں اور تدریج اندک اندک حبسِ دم کی مشق کرے تا اس پر گراں نہ ہوجائے اور خشکی کی بیماری نہ پیدا ہوجاوے اور حبسِ دم سے حبسِ غیر مفرط مراد ہے جس کی نوبت حصرِ نفس تک نہ پہنچے، تو نقشبندیہ کے حبسِ دم میں اور جس کو جوگی بتاتے ہیں فرق بعید ہے ۔

ف : مصنف قدس سرہٗ نے فرمایا :

رُباعی

حاشا کہ اکابر راہ جوگیہ روند
اثبات مقالات ریاہین بکنند
حبسِ نفس و حصرِ نفس دارد فرق
حبسِ نفس است آنچہ نشانش بدہند

وَكَذٰلِكَ لِعَدَدِ الْوِتْرِ خَاصِيَّةٌ عَجِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ اَوَّلًا هٰذِهِ الْكَلِمَةَ مَرَّةً فِيْ نَفَسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَقُوْلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فِيْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ وَّهٰكَذَا يَتَدَرَّجُ حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى اَحَدٍ وَّعِشْرِيْنَ مَعَ الْمُرَاعَاتِ عَلٰى عَدَدِ الْوِتْرِ۔

اور حبس دم کے مانند شمار طاق کی بھی عجیب خاصیت ہے، تو اوّل اسی کلمہ توحید کو ایک بار ایک دم میں کہے پھر تین بار ایک دم میں کہے اسی طرح درجہ بدرجہ چند روز کی مشق میں اکیس بار تک پہنچے، طاق عدد کی مراعات کے ساتھ (یعنی اول بار ایک بار اور دوسری بار تین بار اور تیسری بار پانچ بار اور چوتھی بار سات بار علیٰ ہٰذا القیاس)

وَالشَّرْطُ الْاَعْظَمُ مُلَاحَظَةُ نَفْيِ الْمَعْبُوْدِيَّةِ اَوِ الْمَقْصُوْدِيَّةِ اَوِ الْوُجُوْدِ مِنْ غَيْرِ اللهِ تَعَالٰى وَاِثْبَاتُهَا لَهٗ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِ التَّاكِيْدِ وَاجْتِمَاعِ الْخَاطِرِ لَا كَمَا يَدُوْرُ فِي النَّفْسِ مِنَ الْخَطَرَاتِ وَالْاَحَادِيْثِ۔

اور شرط اعظم نفی و اثبات کے ذکر میں ملاحظہ کرنا ہے نفی معبودیت یا نفی مقصودیت یا نفی وجود کا غیر اللہ تعالیٰ سے اور اثبات معبودیت وغیرہ کا حق تعالیٰ کے واسطے بروجہ تاکید اور اجتماع خاطر نہ اس طرح جیسے دل میں خطرات اور باتوں کے خیالات گھومتے پھرتے ہیں۔

وَمَنْ بَلَغَ اِلٰى اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً وَلَمْ يَنْفَتِحْ لَهٗ بَابٌ مِنَ الْجَذْبِ

اور جو شخص کہ اکیس بار تک پہنچا اور اس کے واسطے جذب یعنی کشش ربانی اور خدا کی طرف گردشِ باطن کا

وَانْحِرَافِ الْبَاطِنِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَجَبَ الْاِشْتِغَالُ بِاسْمِهٖ وَالنَّفْرَةُ عَنِ الْاَشْغَالِ الْاُخْرٰى فَلْيَعْرِفْ اَنَّ عَمَلَهٗ لَمْ يُقْبَلْ فَلْيَسْتَأْنِفْ بِهٰذِهِ الشُّرُوْطِ مِنَ الثَّلٰثَةِ اِلٰى اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ۔

دروازہ نہ کھُلا تو اس کو اس کے اسم کی مشغولی واجب ہوئی اور نفرت اشغالِ دیگر سے لازم آئی تو چاہیے کہ وہ معلوم کرے کہ اس کا عمل مقبول نہ ہُوا تو بشروطِ مذکورہ اس کو پھر از سرِ نو تین سے شروع کرنا چاہیے اکیس[۲۱] بار تک۔

طریقہ اثبات مجرّد

وَمِنْهُ الْاِثْبَاتُ الْمُجَرَّدُ كَاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَاِنَّمَا اسْتَخْرَجَهٗ خَوَاجَہ مُحَمَّد بَاقِیْ اَوْ مَنْ يَّقْرُبُ مِنْهُ الزَّمَانُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اور منجملہ ذکر کے اثبات مجرّد ہے یعنی فقط اللہ کا ذکر کرے بدون نفی اور اثبات وغیرہ کے اور گویا کہ یہ ذکر متقدمین نقشبندیہ کے نزدیک نہ تھا اس کو خواجہ محمد باقی نے یا ان کے کسی قریب العصر نے نکالا ہے، واللہ اعلم۔

ف: مولانا نے فرمایا کہ اثبات مجرد شریعت میں کہیں ثابت نہیں اس واسطے کہ ذات بحت کا تصور عوام کو ممکن نہیں بلکہ شرع میں اسم ذات بعض صفات یا بعض محامد کے ساتھ یا بعض ادعیہ کے ساتھ وارد ہوا ہے۔

سَمِعْتُ سَيِّدِیْ الْوَالِدَ يَقُوْلُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ اَفْيَدُ لِلسُّلُوْكِ فَالْاِثْبَاتُ

میں نے اپنے والد مرشد سے سُنا فرماتے تھے کہ نفی اور اثبات سلوک کے واسطے مفید تر ہے اور اثبات مجرد جذب

اَلْمُجَرَّدُ اَفْيَدُ لِلْجَذْبِ۔

وَصِفَتُهُ اَنْ يُخْرِجَ لَفْظَةَ اللّٰهِ مِنْ سُرَّتِهِ بِالشَّدِّ التَّامِ وَيَمُدُّهَا حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى اُمِّ دِمَاغِهٖ مَعَ الْحَبْسِ وَالتَّدْرِيْجِ فِى الزِّيَادَةِ حَتّٰى اَنَّ مِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُهَا فِىْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ اَلْفَ مَرَّةٍ وَّقَدْ رَاَيْتُ امْرَاَةً مِّنْ مُّخْلِصَاتِ سَيِّدِى الْوَالِدِ تَقُوْلُهَا اَلْفَ مَرَّةٍ فِىْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ وَّاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اَيْضًا۔

وَسَمِعْتُ سَيِّدِ الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّهٗ يَحْكِىْ عَنْ نَفْسِهٖ اِنَّهٗ كَانَ فِى الْبِدَايَةِ يَقُوْلُ النَّفْىَ وَالْاِثْبَاتَ فِىْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ مِائَتَىْ مَرَّةٍ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اور کشش کے واسطے زیادہ تر مفید ہے۔

اور طریقہ اثبات مجرد کا یہ ہے کہ اللہ کے لفظ کو اپنی ناف سے بشدت تمام نکالے اور اس کو کھینچے یہاں تک کہ اس کے دماغ کی جھلّی تک پہنچے حبسِ دم کے ساتھ اور اندک اندک زیادہ کرتا جاوے یہاں تک کہ بعضے نقش بندی ایک دم میں اس کو ہزار بار کہتے ہیں اور البتہ میں نے ایک عورت کو جو والد کے مریدوں میں سے تھی، دیکھا کہ اسمِ ذات کو ایک دم میں ہزار بار کہتی تھی اور اس سے اکثر بھی۔

اور میں نے اپنے والد مرشد سے سنا اپنا حال نقل فرماتے تھے کہ ابتدائے سلوک میں نفی اور اثبات کو ایک دم میں دو سَو بار کہتے تھے واللہ اعلم۔

...

وَثَانِيْهَا الْمُرَاقَبَةُ

اور دوسرا طریقہ وصول الی اللہ کا مراقبہ ہے

حقیقت مراقبہ بوجہ شمول

مصنف قدس سرہ نے حاشیۂ عہدیہ میں فرمایا کہ حقیقتِ مراقبہ بوجہیکہ شامل جمیع افراد آں باشند آنست کہ توجہ قوت دراکہ باقبال تمام بسوئے صفات حضرت حق نمودن یا بسوئے حالت انفکاک[1] روح از جسد تا مثل آں تا آنکہ عقل و وہم و خیال و جمیع حواس تابع آں توجہ گردد و آنچہ محسوس نیست بمنزلہ محسوس نصب العین گردد۔

طریقہ مراقبہ بسیط

وَ صِفَتُهَا اَنْ يَحْبِسَ النَّفَسَ تَحْتَ السُّرَّةِ حَبْسًا يَسِيْرًا ثُمَّ يَتَوَجَّهَ بِمَجَامِعِ اِدْرَاكِهِ اِلَى الْمَعْنَى الْمُجَرَّدِ الْبَسِيْطِ الَّذِىْ يَتَصَوَّرُهٗ كُلُّ اَحَدٍ عِنْدَ اِطْلَاقِ اسْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ قَلَّ مَنْ يُّجَرِّدُهٗ عَنِ التَّلَفُّظِ فَلْيَجْتَهِدْ هٰذَا الطَّالِبُ اَنْ يُّجَرِّدَ هٰذَا الْمَعْنٰى عَنِ الْاَلْفَاظِ وَيَتَوَجَّهَ اِلَيْهِ مِنْ غَيْرِ مُزَاحَمَةِ الْخَطَرَاتِ وَالتَّوَجُّهِ اِلَى الْغَيْرِ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا يُمْكِنُهٗ هٰذَا النَّحْوُ مِنَ الْاِدْرَاكِ فَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ يَّاْمُرُ مِثْلَ هٰذَا

اور طریقہ مراقبۂ بسیط کا یہ ہے کہ دم کو بند کرے ناف کے نیچے تھوڑا سا پھر اپنے جمیع حواس مدرکہ سے متوجہ ہو مجرد بسیط کی طرف جس کو ہر شخص اللہ کا نام بولنے کے وقت تصور کرتا ہے، ولیکن ایسے لوگ کمتر ہیں جو اس معنی بسیط کو لفظ سے خالی کر سکیں، تو طالب کوشش کرے اس معنی بسیط کو الفاظ سے جدا کرے اور اس کی طرف متوجہ ہو۔ بلا مزاحمت خطرات اور التفات ماسوائے اللہ کے اور بعضے لوگوں سے اس قسم کا ادراک نہیں ہو سکتا ہے۔ سو بعضے مشائخ تو ایسے شخص کو اسطرح

[1] انفکاک بمعنی جدا شدن۔

بِالدُّعَاءِ وَصِفَتُهٗ اَنْ لَّا يَزَالُ يَدْعُوا اللّٰهَ بِقَلْبِهٖ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ قَدْ تَبَرَّاْتُ اِلَيْكَ عَنْ كُلِّ مَا سِوَاكَ وَنَحْوُ ذٰلِكَ مِنَ الْمُنَاجَاتِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّاْمُرُهٗ بِتَخَيُّلِ الْخَلَاءِ الْمُجَرَّدِ اَوِ النُّوْرِ الْبَسِيْطِ فَيَتَدَرَّجُ الطَّالِبُ مِنْ هٰذَا التَّخَيُّلِ اِلَى التَّوَجُّهِ الْمَذْكُوْرِ۔

کی دعا بتاتے ہیں اور طریقہ اُس دُعا کا یہ ہے کہ ہمیشہ دل سے کیا کرے یوں کہے اے رب تو ہی میرا مقصود ہے میں بیزار ہو آیا تیری طرف تیرے ماسوا سے اور مانند اس کے کوئی اور مناجات کرے اور بعضے مشائخ شخص مذکور کو خلائے مجرد یا نور بسیط کے خیال کرنے کو فرماتے ہیں تو طالب اس تخیل سے توجہ مذکور کی طرف بتدریج پہنچ جاتا ہے۔

مترجم کہتا ہے خلائے مجرّد سے یہ مراد ہے کہ سارے عالم کے مکان کو جمیع اجسام سے خالی تصور کرے اور نورِ بسیط سادہ روشنی سے عبارت ہے۔

وَثَالِثُهَا الرَّابِطَةُ بِشَيْخِهٖ۔ اور تیسرا طریقہ وصول الی اللہ کا رابطہ اور اعتقاد کامل بہم پہنچاتا ہے اپنے مرشد کے ساتھ۔

ف: مولانا نے فرمایا حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ قریب تر ہے گلہ ہے مرید میں قابلیت نہیں ہوتی تو اس کی مزید محبت سے مرشد اس میں تصرف کرتا ہے، مشائخ طریقت نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ساتھ صحبت رکھو، سو اگر تم سے نہ ہو سکے تو ان کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں، عارف باللہ شیخ عبدالرحیم قدس سرہ نے فرمایا کہ مشائخ طریقت کے کلام کے معنی یہ ہیں کہ پہلے تو سامنا کرنا چاہیے کامل بیداری اور ہوشیاری سے جو ایک پرتو ہے تجلی

ذاتی کے اجلال سے تاکہ تعلق کونین سے مخلصی ہو جائے، سواگر یہ نہ ہو سکے تو ان لوگوں سے تعلق بہم پہنچانا چاہیے جو اس پرتو سے مشرف ہوئے ہیں جو اپنے نفوس اور علائق ماسوا سے نجات پا گئے ہیں، اور اس آیت قرآنی میں کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْن یعنی سچوں کے ساتھ رہو ایک طرح کا اس میں اشارہ ہے رابطہ مرشد کا، اگر مرشد کامل شہود ذاتی کا واصل ہو تو اس کی توجہ سے اندک زمانے میں وہ حاصل ہوتا ہے جو سالہا سال کی محنت میں حاصل نہیں ہوتا اور کیا خوب کہا ہے، شعر

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس دین

طعنہ زند بردہہ سخرہ کند بر چلہ

وَشُرُطُهَا اَنْ يَكُوْنَ الشَّيْخُ قَوِيَّ التَّوَجُّهِ دَائِمَ الْيَادْدَاشْت فَاِذَا صَحِبَهُ خَلّٰى نَفْسَهُ عَنْ كُلِّ شَيْئٍ اِلَّا مُحَبَّتَهُ وَيَنْتَظِرُ لِمَا يُفِيْضُ مِنْهُ وَيُغَمِّضُ عَيْنَيْهِ اَوْ يَفْتَحُهَا وَيَنْظُرُ عَيْنَيِ الشَّيْخِ فَاِذَا اَفَاضَ شَيْئٌ فَلْيَتَّبِعْهُ بِمَجَامِعِ قَلْبِهِ وَلْيُحَافِظْ عَلَيْهِ وَاِذَا غَابَ الشَّيْخُ عَنْهُ يُخَيِّلُ صُوْرَتَهُ

اور رابطہ مرشد کی شرط یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ ہو، یاددا شت کی مشق دائمی رکھتا ہو، پھر جب ایسے مرشد کی صحبت کرے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر ڈالے سوا اس کی محبت کے اور اس کا منتظر رہے جس کا اس کی طرف سے فیض آوے اور دونوں آنکھیں بند کرلے یا ان کو کھول دے اور مرشد کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ٹکٹکی لگا دے پھر جب کسی چیز کا فیض آوے تو اس کے پیچھے پڑ جاوے اپنے دل کی جمعیت سے

بَيْنَ عَيْنَيْهِ بِوَصْفِ الْمَحَبَّةِ وَالتَّعْظِيْمِ فَتُفِيْدُ صُوْرَتُهٗ مَا تُفِيْدُ صُحْبَتُهٗ۔

اور چاہیے کہ اس فیض کی محافظت کرے اور جب مرشد اسکے پاس نہ ہو تو اسکی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور تعظیم کے تو اسکی خیالی صورت وہ فائدہ دیگی جو اسکی صحبت فائدہ دیتی تھی۔

ف: مولانا نے فرمایا مرشد کی شرط یہ ہے کہ واصل بمقام مشاہدہ ہو اور نورانی یہ تجلیات ذاتیہ ہو جس کے دیکھنے سے ذکر کا فائدہ حاصل ہو بموجب اس حدیث صحیح کے هُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ یعنی اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد پڑے اور جن کی صحبت فوائد صحبت کے مفید ہو بموجب اس حدیث کے هُمْ جُلَسَآءُ اللّٰهِ کہ اولیاء اللہ جلیس ہیں خدا کے اور بمقتضائے اس حدیث معتمد کے هُمْ قَوْمٌ لَّا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ یعنی اولیاء اللہ ایسی قوم ہیں جن کا جلیس اور ہم صحبت بدبخت نہیں ہوتا۔

مترجم کہتا ہے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بموجب احادیث مذکورہ کے ولی کی علامت بتائی اس قول میں۔

رُباعی

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت	وز تو نرمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں میباش	ورنہ نہ کند روح عزیزاں بحلت

خلاصہ یہ ہے کہ جس کی صحبت سے دنیا سرد ہو اور ہر طرف سے دل ٹوٹے کہ حضرت حق سے متعلق ہو جائے تو اس کی صحبت اور محبت اکسیر اعظم ہے اور جب دنیا

دِل سے نہ منقطع ہوئی تو تقبیع اوقات ہے، اس کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے، پس واجب ہے کہ غلو عوام پر دھوکہ نہ کھاوے، ہر شیخ سے بیعت نہ کرلے بلکہ طریقت کی بیعت اس مرشد کامل مکمل اکمل سے کرے جس کی ولایت کی علامات ظاہر اور باہر ہوں، مولوی رُوم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے شعر؛

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نشاید داد دست

اعتقاد اور محبت مرشد کی عمدہ چیز ہے، لیکن افراط اور تفریط ہر امر میں معیوب ہے، ایسی افراط بھی بہتر نہیں جس میں صورت پرستی کی نوبت پہنچے اور شریعتِ محمدیہ کی مخالفت ہو جاوے، حق تعالٰے ہر امر میں صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین

سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ یَقُوْلُ یَجِبُ عَلَی السَّالِکِ اِذَا کَانَ عَلٰی ھَیْئَۃٍ وَحَصَلَ لَہٗ شَیْئٌ مِّنْ ھٰذَا الْمَعْنٰی اَنْ لَّا یُغَیِّرَ تِلْکَ الْھَیْئَۃَ فَاِنْ کَانَ قَائِمًا لَا یَقْعُدُ وَاِنْ کَانَ قَاعِدًا لَمْ یَقُمْ۔

اور والد مرشد سے میں نے سُنا فرماتے تھے سالک پر واجب ہے کہ جب کسی شکل اور ہیئت پر ہو اور اس کو اس بات سے کوئی حال حاصل ہو تو اس شکل کو نہ بدل ڈالے پس اگر کھڑا ہو تو نہ بیٹھے اور اگر بیٹھا ہو تو کھڑا نہ ہو جائے

وَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ یَّاْمُرُ بِتَخَیُّلِ الْقَلْبِ مَکْتُوْبًا عَلَیْہِ اِسْمُ اللّٰہِ بِالذَّھَبِ۔

اور بعضے وہ مشائخ ہیں جو سالک کو بتاتے ہیں دل میں اسم اللہ کو سونے سے لکھا ہوا خیال کرنے کا۔

سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدِ	اور والد مرشد سے میں نے سُنا
یَقُوْلُ اَمَرَنِیْ خُوَاجہ ھَاشِمُ	فرماتے تھے کہ مجھ کو خواجہ ہاشم بخاریؒ نے اسم
الْبُخَارِیُّ بِکِتَابَۃِ اِسْمِ الذَّاتِ	ذات کے لکھنے کو فرمایا اور میں دس برس کا
وَاَنَا ابْنُ عَشَرِسِنِیْنَ فَاَکْثَرْتُ	تھا میں نے اس کے لکھنے کی کثرت کی اور
مِنْھَا وَاَخَذْتُ بِجَامِعِ قَلْبِیْ	اس کی تحریر میں نے اپنے دل میں جما لی
حَتّٰی اِنِّیْ کُنْتُ مَشْغُوْلًا بِکِتَابَۃِ	یہاں تک کہ ایک کتاب کے لکھنے میں
کِتَابٍ فَکَتَبْتُ اِسْمَ الذَّاتِ	مشغول تھا تو اسم ذات کو میں بقدر چار
عَلٰی نَحْوٍمِّنْ اَرْبَعَۃِ اَوْرَاقٍ	ورقوں کے لکھ گیا اور مجھ کو کچھ خبر
وَمَا شَعَرْتُ۔	نہ ہوئی ۔

ف : مولاناؒ نے فرمایا کہ میں نے مصنف قدس سرہٗ سے سُنا کہ کتاب مذکور مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ کا حاشیہ تھا، شرح عقائد کے حاشیۂ خیالی پر ۔

وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ	اور والد مرشد سے میں نے سُنا
خُوَاجہ خُرْدُ یَکْتُبُ	فرماتے تھے کہ میں نے خواجہ خُرد یعنی
بِاِبْھَامِہٖ عَلٰی اَصَابِعِہٖ	خواجہ محمد باقیؒ کو دیکھا کہ اپنے انگوٹھے سے
شَیْئًا فِیْ مَجْلِسِہٖ وَکَلَامِہٖ	اپنی چاروں انگلیوں پر کچھ لکھتے تھے اپنی
وَشَانِہٖ کُلِّہٖ فَسَاَلْتُہٗ	نشست اور بات کرنے اور سب کاموں
فَقَالَ کَتَبْتُ اِسْمَ الذَّاتِ	میں، تو میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ میں
فِیْ بِدَایَۃِ اَمْرِیْ	نے اسم ذات ابتدائے سلوک میں لکھا تھا
وَصَارَتْ دَیْدَنًا	اور اب مجھ کو ایسی عادت ہوگئی ہے کہ

لَا اَسْتَطِيعُ الْاِنْقِلَاعَ عَنْهَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

میں اس کے چھوڑنے پر قادر نہیں ہوں، واللہ اعلم۔

کلمات نقشبندیہ

وَلِلنَّقْشَبَنْدِيَّةِ كَلِمَاتٌ عَلَيْهَا بِنَاءُ طَرِيْقَتِهِمْ بَعْضُهَا اِشَارَةٌ اِلٰى هٰذِهِ الْاَشْغَالِ وَبَعْضُهَا عَلٰى شُرُوْطِ تَاْثِيْرِهَا فَلْنَذْكُرْهَا۔

اور مشائخ نقشبندیہ کے چند اصلاحات ہیں جن پر ان کے طریقے کی بنا ہے، بعض اصطلاحوں میں تو ان ہی اشغال مذکورہ کی طرف اشارہ ہے اور بعض ان کی تاثیر کی شرطوں پر تو ہم کو ان کا ذکر کرنا چاہیے۔

هوش دردم، نظر بر قدم سَفَر دَر وَطن، خَلوت در انجمن یاد کَرد، بَازگشت، نِگهداشت یادداشت فَهٰذِهٖ هِيَ الْمَاْثُوْرَةُ عَنْ خواجه عَبْدِ الْخَالِقِ الْغجدوانِي وَبَعْدَهَا ثَلٰثَةٌ مَاْثُوْرَةٌ عَنِ الْخَوَاجه نَقْشبَنْد وُقُوْفٌ زَمَانِيٌّ وَوُقُوْفٌ قَلْبِيٌّ وُقُوْفٌ عَدَدِيٌّ۔

(۱) ہوش دردم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت تو یہ آٹھ کلمات خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے منقول ہیں اور ان کے بعد تین اصطلاحیں خواجہ نقشبند سے مروی ہیں (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف قلبی (۳) وقوف عددی۔

ہوش دردم

اَمَّا هوش دَردَم فَمَعْنَاهُ التَّيَقُّظُ

تو ہوش دردم کے معنی ہوشیاری اور بیداری ہے ہر دم کے ساتھ تو ہمیشہ

فِیْ کُلِّ نَفْسٍ فَلَا یَزَالُ مُتَیَقِّظًا	بیدار اور متجسس رہے اپنی ذات سے
مُتَفَحِّصًا عَنْ نَفْسِہٖ فِیْ کُلِّ	ہر سانس میں کہ وہ غافل ہے یا ذاکر، اور
نَفْسٍ ھَلْ ھُوَ غَافِلٌ اَوْ ذَاکِرٌ	یہ طریقہ ہے تدریج دوام حضور کے
ھٰذَا طَرِیْقُ التَّدْرِیْجِ اِلٰی	حاصل کرنے کا اور اس طرح کی ہوشیاری
دَوَامِ الْحُضُوْرِ وَھٰذَا لِلْمُبْتَدِیْ	مبتدی کے واسطے مخصوص ہے پھر جب
فَاِذَا تَوَسَّطَ فِی السُّلُوْکِ	آگے بڑھے اور سلوک کے درمیان میں
فَلْیَکُنْ مُتَفَحِّصًا عَنْ نَفْسِہٖ	آوے تو چاہیے کھوج کرتا رہے اپنی ذات
فِیْ کُلِّ طَائِفَۃٍ مِّنَ الزَّمَانِ	کا تھوڑی تھوڑی مدت میں اس طرح
مِثْلُ اَنْ یَّتَاَمَّلَ بَعْدَ کُلِّ سَاعَۃٍ	کہ تامل کرے ہر ساعت کے بعد کہ اس
ھَلْ دَخَلَتْ عَلَیْہِ فِیْھَا غَفْلَۃٌ	ساعت میں غفلت آئی یا نہیں، سو اگر
اَوْ لَا فَاِنْ دَخَلَتْ غَفْلَۃٌ اِسْتَغْفَرَ	آگئی ہو تو استغفار کرے اور آئندہ کو
وَعَزَمَ عَلٰی تَرْکِھَا فِی الْمُسْتَقْبِلِ	اس کے چھوڑنے کا ارادہ کرے اسی طرح
وَھٰکَذَا حَتّٰی یَصِلَ اِلَی الدَّوَامِ	مدام تفحص کرتا رہے یہاں تک کہ دوام
وَیُسَمّٰی ھٰذَا الْاَخِیْرُ بِوُقُوْفِ	حضور کو پہنچ جاوے اور یہ پچھلے طریق
زَمَانِیْ وَاسْتَخْرَجَہٗ خُوَاجَہ	کی ہوشیاری مسمّٰی بوقوف زمانی ہے
نقشبندؒ لِمَا رَاٰی اَنَّ التَّوَجُّہَ	اس کو خواجہ نقشبندؒ نے استخراج کیا
اِلٰی عِلْمِ الْعِلْمِ فِیْ کُلِّ نَفْسٍ	اس واسطے کہ انہوں نے معلوم کیا کہ متوجہ
یُشَوِّشُ حَالَ الْمُتَوَسِّطِ فَاِنَّمَا	ہونا علم العلم کی طرف یعنی دالنست کو دریافت
اللَّائِقُ بِہِ الْاِسْتِغْرَاقُ فِیْ	کرنا ہر دم میں سالک متوسط کے حال کو

اَلتَّوَجُّہِ اِلَی اللّٰہِ بِحَیْثُ لَا یُزَاحِمُہٗ عِلْمُہٗ ھٰذَا التَّوَجُّہُ ۔

پریشان کرتا ہے اس کے مناسب تو استغراق ہے توجّہ الی اللہ میں اس طرح پر کہ اسکو اپنے متوجہ ہونیکی دانست بھی مزاحم حال نہ ہو۔

ف مترجم کہتا ہے ہردم کا محاسبہ عبارت ہے ہوش در دَم سے ، یہ مبتدی کے مناسب ہے نہ متوسط کے اور قدرے مُدّت کا محاسبہ جس کا نام وقوفِ زمانی ہے لائق بمرتبہ متوسّط ہے ، مولانا نے فرمایا کہ وقوفِ زمانی کو صوفیہ محاسبہ[۱] کہتے ہیں ، حدیث میں وارد ہے کہ ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو دابا اور موت کے واسطے عمل کیا ، اور امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ نے خطبے میں فرمایا کہ اپنی جانوں کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جاوے اور ان کو وزن کرو قبل اس کے کہ وزن کیے جاویں اور مستعد ہو جاؤ عرضِ اکبر کے واسطے یعنی خدا کا سامنا جو قیامت میں ہوگا اس دن تم سامنے کیے جاؤ گے تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی ۔

نظر بر قدم اَمَّا نظر بر قدم فَمَعْنَاہُ اَنَّ السَّالِکَ یَجِبُ عَلَیْہِ اَنْ لَا یَنْظُرَ فِیْ حَالِ مَشْیِہٖ اِلَّا

اور نظر بر قدم سے تو یہ مراد ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ اپنے چلنے پھرنے کے وقت کسی چیز پر نظر نہ ڈالے سوائے پنے

---

[۱] اصل سند محاسبے کی یہ آیت کریمہ ہے سورہ حشر کی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ، اور یہ حدیث شریف بھی اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ ۔ ۱۲

إِلَى قَدَمَيْهِ وَلَا فِي حَالِ قُعُوْدِهٖ
إِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِنَّ النَّظَرَ إِلَى
النُّقُوْشِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْأَلْوَانِ
الْمُعْجِبَةِ يُفْسِدُ عَلَيْهِ حَالَهٗ
وَيَمْنَعُهٗ مِمَّا هُوَ بِسَبِيْلِهٖ
وَفِي حُكْمِهِ الْإِسْتِمَاعُ إِلَى
أَصْوَاتِ النَّاسِ وَأَحَادِيْثِهِمْ
سَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ يَقُوْلُ
هٰذَا بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْمُبْتَدِيْ
أَمَّا الْمُنْتَهِيْ فَيَجِبُ عَلَيْهِ
أَنْ يَّتَأَمَّلَ فِيْ حَالِهٖ عَلٰى
قَدَمِ أَيِّ نَبِيٍّ هُوَ إِذْ مِنَ
الْأَوْلِيَاءِ مَنْ يَّكُوْنُ عَلٰى قَدَمِ
مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
وَلَهُ الْجَامِعِيَّةُ التَّامَّةُ
وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ عَلٰى قَدَمِ
مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلٰى
هٰذَا الْقِيَاسِ فَإِذَا عَرَفَ مَتْبُوْعَهٗ
فَلْتَكُنْ أَحْوَالُهٗ وَوَاقِعَاتُهٗ

قدم کے اور نہ اپنے بیٹھنے کی حالت میں
دیکھے مگر اپنے آگے اسواسطے کہ نقوش مختلفہ
کا دیکھنا اور تعجب انگیز رنگوں کا نظر کرنا
سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا ہے اور
اس سے روکتا ہے جس کی وہ طلب میں
ہے اور حکم نظر میں ہے لوگوں کی آوازوں
اور ان کی باتوں کی طرف کان لگانا، اپنے
والد مرشد سے میں نے سُنا فرماتے تھے کہ
یہ یعنی نظر کو نیچے رکھنا بہ نسبت مبتدی
کے ہے اور منتہی پر تو واجب ہے کہ تأمل
کرے اپنے حال میں کہ وہ کس نبی کے قدم
پر ہے اس واسطے کہ بعضے اولیاء سیدُ
المرسلین محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم
پر ہوتے ہیں اور ان کو پوری جامعیت
کمالات کی حاصل ہوتی ہے۔ اور بعض
ولی موسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہوتا
ہے وعلیٰ ھذا القیاس پھر جب
منتہی اپنے پیشوا کو پہچان لے تو چاہیے
کہ اس کے حالات اور واقعات اپنے

مُنَاسِبَةً بِوَاقِعَاتِ مَتْبُوْعِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

پیشوا کے واقعات کے مناسب ہوں، واللہ اعلم۔

سفر در وطن اَمَّا سَفَرْ دَرْ وَطَنْ فَمَعْنَاهُ الْاِنْتِقَالُ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ الْخَسِيْسَةِ اِلَى الصِّفَاتِ الْمَلَكِيَّةِ الْفَاضِلَةِ فَيَجِبُ عَلَى السَّالِكِ اَنْ يَتَفَحَّصَ عَنْ نَفْسِهٖ هَلْ فِيْهِ بَقِيَّةٌ حُبِّ الْخَلْقِ فَاِذَا عَرَفَ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ اِسْتَاْنَفَ التَّوْبَةَ وَعَلِمَ اَنَّ ذٰلِكَ صَنَمُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَعْنِيْ نَفَيْتُ عَنْ قَلْبِي الشَّيْئَ الْفُلَانِيَّ وَاَثْبَتُّ حُبَّ اللّٰهِ مَكَانَهٗ وَذٰلِكَ لِاَنَّ عُرُوْقَ الْمَحَبَّةِ فِيْ دَاخِلِ الْقَلْبِ كَثِيْرَةٌ خَفِيَّةٌ لَا يُمْكِنُ اَنْ تُسْتَخْرَجَ اِلَّا بِالتَّفَحُّصِ الْبَالِغِ وَيَجِبُ

اور سفر در وطن کا تو مطلب نقل کرنا ہے صفاتِ بشریہ خسیسہ سے صفاتِ ملکیہ فاضلہ کی طرف تو سالک پر واجب ہے کہ اپنے نفس کا متفحص رہے کہ آیا اس میں کچھ حبِّ خلق باقی ہے، پھر جب اس کو جان جاوے تو از سرِ نو توبہ کرے اور جانے کہ یہ میرا بُت ہے اسواسطے کہ جو تجھ کو خدا سے باز رکھے وہ فی الواقع تیرا بُت ہے، پھر کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ سے ارادہ کرے کہ میں نے فلانی چیز کی محبت کو نفی کر دیا اور اِلَّا اللّٰہ سے قصد کرے کہ اللہ کی محبت میں نے اس کے مقام پر ثابت کر دی اور وجہ اس کی یہ ہے، کہ غیر خدا کی محبت کی رگیں دل کے اندر بہت چھپی ہوئی ہیں ان کا نکالنا ممکن نہیں مگر کمال تفحص

عَلَيْهِ اَنْ يَّتَفَحَّصَ هَلْ فِيْ قَلْبِهٖ حَسَدٌ لِاَحَدٍ اَوْ حِقْدٌ اَوِ اعْتِرَاضٌ فَلْيُكْسِرْهُ بِمُدَاوَمَةِ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ۔

اور تلاش سے اور سالک پر واجب ہے کہ تلاش کرے کہ آیا اسکے دل میں کسی کا حسد یا کسی کا کینہ یا اعتراض موجود ہے تو اسکو توڑا کرے اس کلمے کی مداومت سے۔

ف: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے اللہ کی محبت کا خالص مزہ چکھا تو اس نے اس کو طلب دنیا سے باز رکھا اور سب لوگوں سے اس کو وحشی کر دیا۔

خلوت در انجمن اَمَّا خَلْوَتْ دَرْ اَنْجُمَنْ فَمَعْنَاهُ اَنْ يَّشْتَغِلَ بِقَلْبِهٖ بِالْحَقِّ فِي الْاَحْوَالِ كُلِّهَا مِنَ الدَّرْسِ وَالْكَلَامِ وَالْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْمَشْيِ فَيَجِبُ اَنْ يُّحَصِّلَ السَّالِكُ مَلَكَةَ التَّوَجُّهِ اِلَى الْحَقِّ فِيْ وَقْتِ الْاِشْتِغَالِ بِهٰذِهِ الْاَشْغَالِ قَالَ خُوَاجَه نَقْشْبَنْد وَاِلَيْهِ الْاِشَارَةُ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ بَلِ الْحَقُّ اَنْ نَّتَوَسَّمَ بِزِيِّ الْفُقَرَاءِ

اور خلوت در انجمن کا یہ مطلب ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے. اپنے جمیع حالات میں پڑھنے میں اور کلام کرنے اور کھانے پینے اور چلنے میں، تو سالک کو واجب ہے کہ خدا کی طرف متوجہ رہنے کا ملکہ یعنی قوت راسخہ بہم پہنچاوے، ان اشغال مذکورہ کی مشغولی کے وقت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا کہ اسی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے قول میں کہ مرد وہ لوگ ہیں جن کو سوداگری اور خرید و فروخت ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی، مترجم کہتا ہے "دل بیار و دست بکار" گویا اسی آیت کا ترجمہ ہے بلکہ حق یہ ہے بلباس فقرا آشنا مند ہوتا

وَدَوَامِ التَّعَلُّقِ بِاللّٰهِ يَكُوْنُ غَالِبًا مَظَنَّةً لِلرِّيَاءِ وَ السُّمْعَةِ فَالْاَوْلٰى اَنْ يَكُوْنَ الزِّيُّ زِيَّ الْعِلْمِ وَالدِّيَانَةِ وَالْاِجْتِهَادِ اِلَى الطَّاعَاتِ وَ يَكُوْنُ الْقَلْبُ مَعَ الْحَقِّ دَائِمًا قَالَ الْخَوَاجَہ عَلِيُّ الرَّامِيْتَنِيُّ بِالْفَارِسِيَّةِ۔

اور ہمیشہ بذکر متعلق خدا رہنا اس طرح پر کہ لوگوں پر مخفی نہ رہے اس میں اکثر دکھانے اور سنانے کا مظنّہ ہے تو بہتر یہ ہے کہ وضع اور لباس تو علم اور دیانت اور اجتہاد فی الطاعات والوں کا سا ہو اور دل ہمیشہ حق جلّ شانہٗ کے ساتھ رہے چنانچہ خواجہ علی رامیتنیؒ نے یہی مضمون فارسی کی بیت میں ادا کیا۔

شعر

از دروں شو آشنا واز بروں بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

یعنی اندر سے آشنا رہ اور باہر سے بیگانے کے مانند ایسی پیاری چال کمتر ہے جہان میں۔

ف: مترجم کہتا ہے مصنف حقّانی نے حق فرمایا کہ اس زمانے میں دفع ریاکاری کے واسطے اس سے بہتر کوئی وضع نہیں یا خدا کے واسطے کہ علماء کی وضع اور لباس اختیار کرے اور باحق رہے، اکثر عوام کو اس کے ساتھ عقیدت نہ ہوگی، یہی گمان کریں گے کہ یہ ملّاں ہیں کتاب کے کیڑے، ان کو درویشی اور ولایت سے کیا نسبت! بخلاف لباس فقراء کے یا مطلق ترک لباس کے۔

حکایت: ایک شخص نے خواجہ نقشبندی سے پوچھا کہ کاروبار کی عین مشغولی میں توجہ

اِلیٰ اللہ رکھنا اور غافل نہ ہوتا کیونکہ متصور رہو اور اس پر کیا دلیل ہے خواجہ علیہ الرحمۃ نے
اس آیت سے استدلال کیا!

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ط

یادکرد وَ اَمَّا یادکرد فَمَعْنَاهُ ذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالیٰ اِمَّا بِالنَّفْیِ وَالْاِثْبَاتِ اَوْ بِالْاِثْبَاتِ الْمُجَرَّدِ کَمَا مَرَّ تَفْصِیْلُهٗ۔

اور یادکرد سے مراد ذکر اللہ ہے یا بہ نفی و اثبات یا باثبات مجرد چنانچہ اس کی تفصیل مذکور ہو چکی۔

یادکرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اس ذکر کو تکرار کرتا رہے جس کو مرشد سے سیکھا ہے یہاں تک کہ حق جل شانہٗ کی حضوری حاصل ہو جاوے، خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مقصود ذکر سے یہ ہے کہ دل ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے بوصف محبت اور تعظیم کے اسواسطے کہ ذکر یعنی یاد. دفع غفلت کا نام ہے ۔
کذا فی الحاشیۃ العزیزیہ ۔

بازگشت وَ اَمَّا بازگشت فَمَعْنَاهُ اَنْ یَّرْجِعَ بَعْدَ کُلِّ طَائِفَۃٍ مِنَ الذِّکْرِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَوْ خَمْسَ مَرَّاتٍ اِلَی الْمُنَاجَاۃِ فَیَدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِمَجَامِعِ هِمَّتِهٖ یَا رَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ تَرَکْتُ الدُّنْیَا

اور بازگشت یعنی رجوع کرنا اور پھرنا اس سے عبارت ہے کہ قدرے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے سو یوں دعا کرے۔ اللہ عزوجل سے بحضور دل کہ اے میرے رب تو ہی میرا مقصود ہے میں نے دنیا اور آخرت کو چھوڑا تیرے ہی واسطے

وَاَلاجْرَءَ لَكَ اَتْمِمْ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ	اپنی نعمت کو مجھ پر پورا کر اور پورا وصال
وَارْزُقْنِيْ وَصُوْلَكَ اَلتَّامَّ	اپنا مجھ کو نصیب فرما، والد قدس سرہٗ
سَمِعْتُ سَيِّدِ الْوَالِدَ قُدِّسَ	سے میں نے سُنا فرماتے تھے یہ شرط
سِرُّهٗ يَقُوْلُ هٰذَا شَرْطٌ عَظِيْمٌ	عظیم ہے، ذکر میں تو لائق نہیں
فِي الذِّكْرِ فَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّغْفَلَ	کہ سالک اس سے غافل ہو۔
السَّالِكُ عَنْهُ فَاِنَّا لَمْ نَجِدْ	اس واسطے کہ جو ہم نے پایا اسی کی
مَاوَجَدْنَا اِلَّا بِبَرَكَتِهٖ هٰذَا	برکت سے پایا۔

ف: مولانا نے فرمایا کہ ذاکر جب کلمہ طیبہ کو دل سے کہے تو اس کے بعد اسی طرح کہے الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے، اور تیری رضا میرا مطلوب ہے یعنی اس ذکر سے تو ہی مقصود ہے، اس واسطے کہ یہ کلمہ ہر خاطر نیک اور بد کا نافی ہے تو دم بدم اخلاص تازہ کر کے ذکر کو خالص کرنا چاہیے تاکہ باطن ماسوائے حق سے صاف ہو جاوے۔ اور اگر ذاکر ایسا اخلاص نہ پاوے تو دعائے مذکورہ کو بطریق تقلید مرشد کیا کرے تو مرشد کی برکت سے اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ اخلاص حاصل ہو جائے گا اور بازگشت اخلاص حاصل کرنا اس واسطے ذکر میں شرطِ عظیم ٹھہرا کہ ذاکر کے دل میں وسوسہ آتا ہے سرورِ خاطر سے تو اس پر مغرور ہو جاتا ہے اور اسی کو مقصودِ ذکر قرار دیتا ہے حالانکہ اس کے حق میں یہ زہر سے زیادہ مضر ہے۔

نگاہداشت

وَاَمَّا نِگَاهْدَاشْت فَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ	اور نگاہداشت تو عبارت ہے خطرات
	اور احادیثِ نفس کے ہانکنے اور دُور کرنے
تَلُوْدِ الْخَطَرَاتِ اَحَادِيْثِ النَّفْسِ	سے تو سالک کو لائق ہے کہ بیدار اور ہوشیار

يَكُوْنُ السَّالِكُ مُتَيَقِّظًا فَلَا يَدَعُ خَطَرَةً يَخْطُرُ فِي قَلْبِهِ قَالَ خُوَاجَهْ نَقْشْبَنْد يَنْبَغِيْ أَنْ يَصُدَّهَا السَّالِكُ فِي أَوَّلِ مَا يَظْهَرُ لِأَنَّهَا إِذَا ظَهَرَتْ مَالَتْ إِلَيْهَا النَّفْسُ وَأَثَّرَتْهَا فَيَعْسُرُ زَوَالُهَا فَهٰذَا طَرِيْقُ تَحْصِيْلِ مَلَكَةِ خُلُوِّ لَوْحِ الذِّهْنِ عَنْ خُطُوْرِ الْخَطَرَاتِ وَأَحَادِيْثِ النَّفْسِ۔

رہے، سو کسی خیال اور خطرے کو اپنے دل میں نہ چھوڑے کہ خطور کر سکے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرے کو اس کے ابتدائے ظہور میں روک دے اس واسطے کہ جب ظاہر ہو چکے گا تو نفس اس کی طرف مائل ہو جاوے گا اور وہ نفس میں اثر کرے گا، پھر اس کو دور کرنا مشکل ہو گا، تو یہ یعنی نگاہداشت طریقہ ہے حاصل کرنے ملکہ خلوِّ تختۂ ذہن کا خطرات اور وساوس کے خطور کرنے سے۔

ف: مولانا نے فرمایا کہ خطرے کو ساعت دو ساعت بھی دل میں نہ رکھنا چاہیے بزرگوں کے نزدیک یہ امر مہم ہے اور اولیائے کاملین کو یہ دولت تا زمان دراز حاصل رہتی ہے۔

یادداشت

وَأَمَّا يَادْدَاشْت فَعِبَارَةٌ عَنِ التَّوَجُّهِ الصِّرْفِ الْمُتَوَجِّهِ عَنِ الْأَلْفَاظِ وَالتَّخَيُّلَاتِ إِلٰى حَقِيْقَةِ وَاجِبِ الْوُجُوْدِ وَالْحَقُّ أَنَّهُ لَا يَسْتَقِيْمُ إِلَّا بَعْدَ الْفَنَاءِ

اور یادداشت تو عبارت ہے توجہ صرف سے جو خالی ہے الفاظ اور تخیلات سے واجب الوجود کی حقیقت کی طرف اور حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا باستقامت حاصل نہیں ہوتا، مگر فنائے تام اور بقائے کامل کے بعد

التَّامِ وَالْبَقَاءِ السَّابِعِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ   واللہ اعلم۔

خلاصہ یہ کہ یادداشت ذاتِ مقدس کے دھیان کا نام ہے جو بلا ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ بِرَحْمَتِهِ الْوَسِيْعَةِ۔ آمین

وقوفِ زمانی | وَاَمَّا وُقُوْفٌ زَمَانِيٌّ فَقَدْ ذَكَرْنَا تَفْسِيْرَهٗ

اور وقوفِ زمانی کی تفسیر کو تو ہم نے ہوش در دم کی تفسیر میں بیان کیا (یعنی بعد ہر ساعت کے تامّل کرنا کہ غفلت آئی یا نہیں، درصورت غفلت استغفار کرنا اور آئندہ کو اس کے ترک پر ہمت باندھنا)

وقوفِ عددی | وَاَمَّا وُقُوْفٌ عَدَدِيٌّ فَهُوَ الْمُحَافَظَةُ عَلٰى عَدَدِ الْوِتْرِ وَقَدْ مَرَّ بَيَانُهٗ

اور وقوف عددی تو عدد طاق کی محافظت کرنے کا نام ہے اور اس کا بیان ہو چکا۔ (یعنی ذکر کو طاق ذکر کرنا نا جفت)

وقوفِ قلبی | وَاَمَّا وُقُوْفٌ قَلْبِيٌّ فَمَعْنَاهُ التَّوَجُّهُ اِلَى الْقَلْبِ الَّذِيْ هُوَ مَوْدَعٌ اِلَى الْجَانِبِ الْاَيْسَرِ تَحْتَ الثَّدْيِ وَالْحِكْمَةُ فِيْ هٰذَا التَّوَجُّهِ كَالْحِكْمَةِ فِيْ مُرَاعَاتِ الضَّرَبَاتِ

اور وقوف قلبی عبارت ہے اس توجہ قلب کی طرف جو بائیں طرف چھاتی کے نیچے موضوع ہے اور حکمت اس توجہ کی ویسی ہے جیسے ضربات کی رعایت میں حکمت ہے مشائخ قادریہ کے نزدیک (یعنی تا اپنے غیر کے سوا توجہ نہ باقی رہے اور خطراتِ بیرونی کا دِل

عِنۡدَ الۡجِبِلاَّ نِیَّتِہٖ۔ دخل نہ ہونا تبدریج تا خدا ہی میں توجہ منحصر ہو جاوے۔

ف: مولانا نے فرمایا توجہ دِلی اس طرح پر ہو کہ اس پر واقف رہے اثنائے ذکر میں اور دِل کو ذکرِ حق سے مشغول کرلے اور اس کو ذکر اور اس کے مفہوم سے مہمل اور بیکار نہ چھوڑے خواجۂ نقشبندیہ نے حبس نفس اور رعایتِ عدد کو ذِکر میں لازم نہیں رکھا۔ اور وقوفِ قلبی تو ان کے نزدیک اثنائے ذکر میں لازم ہے، چنانچہ رابطہ مرشد اور مراقبات لازم ہیں بلکہ مقصودِ ذکر سے دفع غفلت ہے اور یہ حاصل نہیں ہوتا بدون وقوفِ قلبی کے اور کیا خوب کسی نے کہا ہے۔ شعر:

عَلٰی بَیۡضِ قَلۡبِکَ کُنۡ کَاَنَّکَ طَائِرٌ

فَمِنۡ ذَالِکَ الۡاَحۡوَالِ فِیۡکَ تَوَلَّدُ ای تتولد ۱۲

یعنی اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح ہو جا اس واسطے کہ اس لزوم سے تجھ میں حالاتِ عجیبہ پیدا ہوں گے،

تصرفاتِ نقشبندیہ

وللنقشبندیۃ

تَصَرُّفَاتٌ عَجِیۡبَۃٌ مِنۡ جَمۡعِ الۡھِمَّۃِ عَلٰی مُرَادٍ فَیَکُوۡنُ عَلٰی وَفۡقِ الۡھِمَّۃِ وَالتَّاثِیۡرِ فِی الطَّالِبِ وَدَفۡعِ الۡمَرَضِ عَنِ الۡمَرِیۡضِ وَاِفَاضَۃِ التَّوۡبَۃِ عَلَی الۡعَاصِیۡ

اور نقشبندیوں کے عجائب تصرفات ہیں، ہمت باندھنا کسی مراد پر، پس ہوتی ہے وہ مراد ہمت کے موافق اور طالب میں تاثیر کرنا اور بیماری کو مریض سے دفع کرنا اور عاصی پر توبہ کا افاضہ کرنا اور لوگوں کے دلوں میں تصرف کرنا تاکہ وہ محبوب اور معظم ہو جاویں یا ان

وَالتَّصَرُّفِ فِي قُلُوْبِ النَّاسِ
حَتّٰى يُحِبُّوْا وَيُعَظِّمُوْا وَفِي مَدَارِكِهِمْ
حَتّٰى تَتَمَثَّلَ فِيْهَا وَاقِعَاتٌ عَظِيْمَةٌ
وَالْاِطِّلَاعِ عَلٰى نِسْبَةِ اَهْلِ اللّٰهِ
مِنَ الْاَحْيَاءِ وَاَهْلِ الْقُبُوْرِ
وَالْاِشْرَافِ عَلٰى خَوَاطِرِ النَّاسِ
وَمَا يَخْتَلِجُ فِي الصُّدُوْرِ وَكَشْفِ
الْوَقَائِعِ الْمُسْتَقْبِلَةِ وَدَفْعِ الْبَلِيَّةِ
النَّازِلَةِ وَغَيْرِهَا وَنَحْنُ
نُنَبِّهُكَ عَلٰى نَمُوْذَجٍ مِّنْهَا.

خیالات میں تصرف کرنا تا ان میں واقعات
عظیمہ متمثل ہوں اور آگاہ ہو جانا اہل اللہ
کی نسبت پر زندہ ہوں یا اہل قبور اور
لوگوں کے خطرات قلبی پہ اور جو ان کے سینوں
میں خلجان کر رہا ہے اس پر مطلع ہونا اور
وقائع آئندہ کا مکشوف ہونا اور بلائے
نازل کو دفع کر دینا اور سوائے ان کے
اور بھی تصرفات ہیں اور ہم تجھ کو اے
کتاب کے دیکھنے والے ان میں سے بعض
تصرفات پر آگاہ کرتے ہیں بطریق نمونے کے۔

طریقہ تاثیر طالب یعنی توجہ دادن

اَمَّا هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتُ عِنْدَ
كُبَرَائِهِمْ اَصْحَابِ الْفَنَاءِ
فِي اللّٰهِ وَالْبَقَاءِ بِهٖ فَلَهَا شَانٌ
عَظِيْمٌ وَاَمَّا عِنْدَ سَائِرِهِمْ
فَالتَّاثِيْرُ فِي الطَّالِبِ اَنْ يَّتَوَجَّهَ
الشَّيْخُ اِلٰى نَفْسِهِ النَّاطِقَةِ
وَيُصَادِمُهَا بِالْهِمَّةِ التَّامَّةِ
الْقَوِيَّةِ ثُمَّ يَسْتَغْرِقُ فِي

اور اس قسم کے تصرفات کاملین
نقشبندیوں کے نزدیک جو فنا فی اللہ اور
بقا باللہ کے لوگ ہیں، تو ان کی تو اور ہی
شان عظیم ہے اور اکابر کے سوا باقی
متوسطین کے نزدیک طالب میں تاثیر کرنے
کا یہ طریقہ ہے کہ مرشد طالب کے نفس ناطقہ
کی طرف متوجہ ہو کر اپنی پوری قوی ہمت
سے ٹکرائے پھر ڈوب جائے اپنی نسبت
میں جمعیت خاطر سے اور یہ تصرف اس کے

نِسْبَتِهٖ بِالْجَمْعِيَّةِ وَهٰذَا بَعْدَ اَنْ تَكُوْنَ نَفْسُ الشَّيْخِ حَامِلَةً لِنِسْبَةٍ مِّنْ نِّسَبِ الْقَوْمِ وَكَانَتْ مَلَكَةً رَّاسِخَةً فِيْهَا تَتَنْتَقِلُ نِسْبَتَهٗ، اِلَى الطَّالِبِ عَلٰى حَسْبِ اسْتِعْدَادِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشُوْبُ بِهٰذَا التَّوَجُّهِ الذِّكْرَ وَالضَّرْبَ عَلٰى قَلْبِ الطَّالِبِ وَاِذَا غَابَ الطَّالِبُ فَاِنَّهُمْ يَتَخَيَّلُوْنَ صُوْرَتَهٗ وَيَتَوَجَّهُوْنَ اِلَيْهَا۔

بعد ہوگا کہ نفس مرشد کسی نسبت کا حامل ہو ان بزرگوں کی نسبتوں میں سے اور اس نسبت کا اس کو ملکۂ راسخہ ہو کہ ہر دم اس کے قابو میں ہو، پھر مرشد کی نسبت طالب کی طرف منتقل ہوگی، اس کی لیاقت اور استعداد کے موافق اور بعضے نقشبندی اس توجہ کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے دل پر ضرب لگانے کو بھی ملا دیتے ہیں اور جب طالب غائب ہو تو اس کی صورت کو خیال کرتے ہیں اور اُس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی غائب کو توجہ دیتے ہیں اس کی صورت کو خیال کرکے۔

حقیقت ہمّت | وَاَمَّا الْهِمَّةُ فَعِبَارَةٌ عَنْ اِجْتِمَاعِ الْخَاطِرِ وَتَاَكُّدِ الْعَزِيْمَةِ بِصُوْرَةِ التَّمَنِّيْ وَالطَّلَبِ بِحَيْثُ لَا يَخْطُرُ فِي الْقَلْبِ خَاطِرٌ سِوٰى هٰذَا الْمُرَادِ كَطَلَبِ الْمَآءِ لِلْعَطْشَانِ وَاَخْبَرَنِيْ

اور ہمّت تو عبارت ہے اجتماع خاطر اور قصد کے مضبوط ہو جانے سے بصورت آرزو اور طلب کے اس طرح پر کہ دل میں کوئی خطرہ نہ سمادے سوا اس مراد کے جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے۔ اور مجھ کو خبر دی اس نے جس پر

مَنْ اَثِقُ بِهٖ اَنَّ مِنَ الشُّيُوْخِ مَنْ يَّشْتَغِلُ بِالنَّفْيِ وَ الْاِثْبَاتِ وَيَعْنِيْ بِهٖ لَا رَادَّ بِهٰذِهِ الْاٰفَتِهٖ اَوْلَا رَازِقَ اَوْمَا يُنَاسِبُ هٰذَا اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّهٗ الْفَاعِلُ لِهٰذَا الْفِعْلِ۔

مجھ کو اعتماد ہے کہ بعضے شیوخ نفی اور اثبات میں مشغول ہوتے ہیں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے یہ ارادہ کرتے ہیں کہ کوئی اس آفت کا ٹالنے والا نہیں اور کوئی روزی دینے والا نہیں یا اس کے مناسب جو مُدّعا ہو سوائے اللہ کے۔

ف: مولانا نے فرمایا مخبر موثوق سے مراد آخون محمد دلیل ہیں اور بعضے مشائخ سے مجددی مشائخ مراد ہیں۔

سلب مرض

وَاَمَّا دَفْعُ الْمَرَضِ فَعِبَارَةٌ عَنْ اَنْ يَّتَخَيَّلَ نَفْسَهُ الْمَرِيْضَ وَاَنَّ بِهٖ هٰذَا الْمَرَضَ وَيَجْمَعُ الْهِمَّةَ بِحَيْثُ لَا يَخْطُرُ فِيْ قَلْبِهٖ خَطْرَةٌ دُوْنَ هٰذَا فَاِنَّ الْمَرَضَ يَنْتَقِلُ اِلَيْهِ وَهٰذَا مِنْ عَجَائِبِ صُنْعِ اللّٰهِ فِيْ خَلْقِهٖ۔

اور بیماری کا دور کرنا اس سے عبارت ہے کہ مرد صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے اور یہ جانے کہ یہ بیماری مجھ میں ہے اور اس پر ہمت کو جمع کرے اس طرح پر کہ اس کے دل میں کوئی خطرہ نہ آوے سوائے اس تصور کے تو مریض کی بیماری اس شخص کی طرف منتقل ہو جاوے گی اور یہ امر عجائبات قدرت اور صنعت ایزدی سے ہے اس کے خلق میں۔

ف: مولانا رحمہ نے فرمایا کہ سلب مرض کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جاوے یا کوئی گناہ میں مبتلا ہو تو صاحب نسبت وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور خدا کی طرف متوجہ بخشوع دل ہو اور زبان سے بھی کہے یا مَنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَکْشِفُ السُّوْءَ۔ اور اس مناجات اور تضرع کے درمیان میں کہے کہ شخص مذکور کی بیماری یا ابتلائے معصیت زائل ہو جاوے اور دوسرا طریقہ وہ ہے جو مصنف قدس سرہ نے ارشاد کیا۔

طریقہ توبہ بخشی وَاَمَّا اِفَاضَةُ التَّوْبَةِ فَصُوْرَتُهٗ اَنْ یَّتَخَیَّلَ نَفْسَهٗ ذٰلِكَ الْعَاصِیْ بَعْدَ اَنْ اَثَّرَ فِیْهِ نَوْعَ تَاْثِیْرٍ کَاَنَّ نَفْسَهٗ اَفَاضَتْ اِلٰی نَفْسِهٖ وَوَقَعَ بَیْنَ النَّفْسَیْنِ اِتِّصَالٌ مَّا ثُمَّ یَبْتَدِیُٔ فَیَنْدَمُ وَیَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فَاِنَّ ذٰلِكَ الْعَاصِیَ یَتُوْبُ عَنْ قَرِیْبٍ۔

اور افاضہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ صاحب نسبت اپنی ذات کو وہ عاصی خیال کرے بعد اس کے کہ کچھ اس میں تاثیر کرے اس طرح پر کہ گویا اس کی ذات اس کی ذات سے مل گئی اور دونوں ذاتوں میں اتصال ہو گیا پھر از سر نو شروع کرے سو اس معصیت سے نادم اور شرمندہ ہو۔ اور حق تعالے سے استغفار کرے تو وہ عاصی جلد توبہ کرے گا،

طریقہ تصرف قلوب وَالتَّصَرُّفُ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ حَتّٰی یُحِبُّوْا اَوْ فِیْ مَدَارِکِهِمْ حَتّٰی یَتَمَثَّلَ فِیْهَا

اور تصرف کرنا لوگوں کے دل میں تا ان میں محبت آجاوے یا ان کے محل ادراک میں تصرف کرنا، تا

اَلْوَاقِعَاتُ صُوْرَتَهُ اَنْ يُّصَادِمَ نَفْسَ الطَّالِبِ بِقُوَّةِ الْهِمَّةِ وَ يَجْعَلَهَا مُتَّصِلَةً بِنَفْسِهٖ ثُمَّ يَتَخَيَّلَ صُوْرَةَ الْمَحَبَّةِ اَوِ الْوَاقِعَةِ وَيَتَوَجَّهَ اِلَيْهَا بِمَجَامِعِ قَلْبِهٖ فَاِنَّ الْمُتَوَجَّهَ اِلَيْهِ يَتَاَثَّرُ وَيَظْهَرُ فِيْهِ الْحُبُّ وَتَتَمَثَّلُ لَهُ الْوَاقِعَةُ۔

ان میں واقعات متمثل ہوجاویں اس کا طریقہ یہ ہے کہ بقوت ہمت طالب کے نفس سے بھڑ جاوے اور اس کو اپنے نفس سے متصل کرلے پھر محبت یا واقعے کی صورت کو خیال کرے اور ان کی طرف متوجہ ہو اپنے دل کی جمعیت سے تو اس میں اثر ہوگا جس کی طرف ہو اور اس میں محبت ظاہر ہوجاوے گی اور واقعہ اسکے ذہن میں صورت پکڑ جاویگا۔

طریقہ اطلاع نسبت اہل اللہ

وَاَمَّا الْاِطِّلَاعُ عَلٰی نِسْبَةِ اَهْلِ اللّٰهِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يَّجْلِسَ بَيْنَ يَدَيْهِ اِنْ كَانَ حَيًّا اَوْعِنْدَ قَبْرِهٖ اِنْ كَانَ مَيِّتًا وَلْيُفَرِّغَ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ نِسْبَةٍ وَ يُفْضِيْ بِرُوْحِهٖ اِلٰی رُوْحِ هٰذَا الشَّخْصِ زَمَانًا حَتّٰی يَتَّصِلَ بِهَا وَيَخْتَلِطَ ثُمَّ يَرْجِعَ اِلٰی نَفْسِهٖ فَكُلُّ مَا وَجَدَ

اور اہل اللہ کی نسبت سے مطلع ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سامنے بیٹھے اگر وہ زندہ ہو یا اس کی قبر کے پاس بیٹھے اگر وہ مُردہ ہو اور اپنی ذات کو ہر نسبت سے خالی کر ڈالے اور اپنی روح کو اس کی روح تک پہنچاوے چند ساعت یہاں تک کہ اس کی روح سے متصل ہو اور مل جاوے پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے پھر جو کیفیت کہ اپنے نفس میں پاوے

مِنَ الْكَيْفِيَّةِ فَهُوَ نِسْبَتُهُ هٰذَا الشَّخْصِ لَا مُحَالَةَ۔	تو البتہ وہی اس شخص کی نسبت ہے۔
طریقہ اشراف خواطر وَاَمَّا الْاِشْرَافُ عَلَى الْخَوَاطِرِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ تُفَرِّغَ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ حَدِيْثٍ وَخَاطِرٍ وَيُفْضِيَ بِنَفْسِهٖ اِلٰى نَفْسِ هٰذَا الشَّخْصِ فَاِنِ اخْتَلَجَ فِيْ نَفْسِهٖ حَدِيْثٌ مِنْ قَبِيْلِ الْاِنْعِكَاسِ فَهُوَ خَاطِرُهٗ	اور اشراف خواطر یعنی دل کی باتوں کے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور ہر خطرے سے خالی کرے اور اپنے نفس تک پہنچا دے پھر اگر اس کے دل میں کچھ کھٹکے اور کوئی بات معلوم ہو بطریق پرتو پڑنے کے تو وہی بات اس کے دل کی ہے۔
طریقہ کشف وقائع آئندہ وَاَمَّا كَشْفُ الْوَقَائِعِ الْمُسْتَقْبِلَةِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يُّفَرِّغَ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا انْتِظَارَ مَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْوَاقِعَةِ فَاِذَا انْقَطَعَ عَنْهُ كُلُّ حَدِيْثٍ وَكَانَ الْاِنْتِظَارُ كَطَلَبِ الْمَاءِ لِلْعَطْشَانِ جَعَلَ يَرْنُوْا بِنَفْسِهٖ رَنَمَا نَامَ بَعْدَ زَمَانٍ اِلَى الْمَلَاءِ	اور وقائع آئندہ کے کشف کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو خالی کرے ہر چیز سے سوائے اس واقعے کے دریافت کے انتظار کے پھر جب اسکے دل سے ہر خطرہ منقطع ہو جاوے اور انتظار اس مرتبہ پر ہو جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اپنی روح کو ساعت بساعت ملاء اعلیٰ یا اسفل کی طرف بلند کرنا شروع کرے بقدر اپنی استعداد کے اور ان ہی کی طرف یک سو

الْأَعْلٰى أَوِ السَّافِلِ بِقَدْرِ اسْتِعْدَادِ وَيَتَجَوَّدُ إِلَيْهِمْ فَإِنَّهُ عَنْ قَرِيْبٍ يَنْكَشِفُ عَلَيْهِ الْأَمْرُ بِهَتْفِ هَاتِفٍ أَوْ رُؤْيَةِ وَاقِعَةٍ فِي الْيَقْظَةِ أَوْ رُؤْيَا فِي الْمَنَامِ۔

ہو جاوے تو جلد اس پہ حال کھل جاوے خواہ ہاتف کی آواز سے یا جاگتے ہیں اس واقعہ کو دیکھ کر یا خواب میں۔

ف: ملاء اعلیٰ ملائکہ کروبین کو کہتے ہیں جو مقربین بارگاہ صمدیت ہیں، اور محل اسرار قضا وقدر ہیں اور ملاء سافل وہ فرشتے ہیں جو مراتب میں ان سے نیچے ہیں۔

طریقہ دفع بلا | وَأَمَّا دَفْعُ الْبَلِيَّةِ النَّازِلَةِ فَطَرِيْقُهُ أَنْ يَتَخَيَّلَ تِلْكَ الْبَلِيَّةَ بِصُوْرَتِهَا الْمِثَالِيَّةِ وَيَتَخَيَّلَ مُصَادَمَتَهَا وَدَفْعَهَا بِقُوَّةٍ ثُمَّ يَجْمَعَ هِمَّتَهُ عَلٰى ذٰلِكَ وَيَبُوْءُ بِنَفْسِهِ زَمَانًا بَعْدَ زَمَانٍ إِلٰى حَيِّزِ الْمَلَاءِ الْأَعْلٰى أَوِ السَّافِلِ وَيَتَجَرَّدُ إِلَيْهِمْ فَإِنَّهَا عَنْ قَرِيْبٍ تَنْدَفِعُ۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

اور بلائے نازلہ کے دفع کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس بلا کو اس کی صورت مثالی کے ساتھ خیال کرے اور اس کی مصادمت اور دفع کرنے کو بقوت تمام خیال کرے پھر اپنی ہمت کو اس پہ مجتمع کرے اور اپنی روح کو ساعت بساعت ملاءِ اعلیٰ یا ملاءِ سافل کے مکان کی طرف بلند کرے اور ان ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو عنقریب وہ دفع ہو جاوے گی۔

واللہ اعلم

وَشَرْطُ هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتِ وَمَا يَجْرِيْ مَجْرَاهَا اِتِّصَالُ نَفْسِ الْمُؤَثِّرِ..... بِنَفْسِ الْمُؤَثَّرِ فِيْهِ وَالْاِلْمَامُ بِهَا وَالْاِفْضَاءُ اِلَيْهَا وَالْاَصْحَابُ التَّجْرِيْدِ مِنْ غَوَاشِي الْبَدْنِ يَعْرِفُوْنَ هٰذَا الْاِتِّصَالَ وَيَقْدِرُوْنَ عَلٰى تَحْصِيْلِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَ هٰذَا الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ مِنَ الْاَشْغَالِ هُوَ الَّذِيْ كَانَ يَخْتَارُ سَيِّدِي الْوَالِدُ قُدِّسَ سِرُّهٗ

اور ایسے تصرفات کی شرط اور جو ان کے قائم مقام ہیں متصل کرنا ہے اثر دینے والے کے نفس کو اس کے نفس سے جس میں تاثیر کرنا منظور ہے اور ملا دینا اس کے ساتھ اور اس تک پہنچا دینا اور جو لوگ کہ بدن کے حجابوں سے پاک ہو گئے ہیں وہ اس اتصال کو پہچانتے ہیں اور اس کے واصل کرنے پر قادر ہیں واللہ اعلم اور یہ جو اشغال ہم نے مذکور کیے وہ ہیں جن کو ہمارے والد مرشد پسند کرتے تھے۔

اشغال طریقہ مجددیہ

وَلِلشَّيْخِ اَحْمَدَ السَّرْهِنْدِيِّ اَشْغَالٌ اُخْرٰى فَلْنَذْكُرْهَا بِالْاِجْمَالِ لِ اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ فِي الْاِنْسَانِ سِتَّ لَطَائِفَ هِيَ حَقَائِقُ مُفْرَدَةٌ[1] بِحِيَالِهَا كَمَا هُوَ ظَاهِرُ كَلَامِ الشَّيْخِ وَاَتْبَاعِهٖ اَوْ جِهَاتٌ وَاِعْتِبَارَاتٌ

اور شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ کے طریقے میں اور اشغال ہیں تو چاہیے کہ ہم ان کو مجمل ذکر کریں، معلوم کر کہ حق تعالیٰ نے انسان میں چھ لطیفے پیدا کیے ہیں جن کے حقائق جدا جدا ہیں بذات خود، چنانچہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ موصوف کے اور ان کے تابعینؒ کے کلام سے یا لطائف ستہ جہات اور اعتبارات ہیں

[1] مُنْفَرِدَةٌ

لِنَفْسِ النَّاطِقَةِ فَهِيَ تُسَمّٰى بِاِعْتِبَارٍ قَلْبًا وَ بِاِعْتِبَارٍ اٰخَرَ رُوْحًا اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَهُوَ الَّذِيْ اخْتَارَهُ سَيِّدِ الْوَالِدُ وَصَوَّرَ لِيْ صُوَرَهَا فَرَسَمَ دَائِرَةً وَ قَالَ هِيَ الْقَلْبُ ثُمَّ دَائِرَةً اُخْرٰى فِيْ هٰذِهِ الدَّائِرَةِ فَقَالَ هِيَ الرُّوْحُ اِلٰى اَنْ رَسَمَ الدَّائِرَةَ السَّادِسَةَ وَ قَالَ هِيَ اَنَا وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعْضُهَا فِي الْبَعْضِ وَ يَسْتَدِلُّ عَلٰى ذٰلِكَ بِالْحَدِيْثِ الدَّائِرِ عَلٰى اَلْسِنَةِ الصُّوْفِيَّةِ اِنَّ فِيْ جَسَدِ بَنِيْ اٰدَمَ قَلْبًا وَ فِي الْقَلْبِ رُوْحًا اِلٰى اٰخِرِهٖ وَ لَمْ اَحْفَظْ لَفْظَهٗ ـ

نفس ناطقہ کے تو وہی نفس ناطقہ ایک اعتبار سے مسمّٰی بقلب ہے اور دوسرے اعتبار سے اس کا روح نام ہے وعلیٰ ہٰذا القیاس باقی لطائف اور یہی قول ہمارے والد مرشد کا مختار ہے اور مجھ کو ان لطائف کی صورت بتادی تو اول ایک دائرہ یعنی کنڈل بنایا اور کہا کہ یہ دل ہے پھر اس دائرے کے اندر دوسرا دائرہ بنایا اور کہا کہ یہ روح ہے یہاں تک کہ چھٹا دائرہ لکھا اور کہا کہ یہ میں ہوں یعنی حقیقتِ انسانی جس کو آدمی عربی میں اَنَا سے تعبیر کرتا ہے اور فارسی میں مَنْ اور ہندی میں مَیں بولتا ہے اور میں نے اپنے والد سے سُنا فرماتے تھے کہ بعض لطائف بعض کے اندر ہیں اور اس مُدعا پر اس حدیث سے استدلال کرتے تھے جو صوفیوں کی زبان پر دائر اور مشہور ہے کہ مقرر ابن آدم کے جسم میں دل ہے اور دل میں روح ہے تا آخر لطائفِ ستّہ اور مجھ کو اس حدیث کے الفاظ محفوظ

ف: مولاناؒ نے فرمایا کہ حدیث مذکور کی اہل حدیث کے نزدیک کچھ اصل ثابت نہیں۔

وَبِالْجُمْلَةِ فَغَرَضُ الشَّيْخِ أَحْمَدَ السَّرْهِنْدِيِّ أَنَّ كُلَّ لَطِيْفَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّطَائِفِ لَهُ ارْتِبَاطٌ بِعُضْوٍ مِنَ الْجَسَدِ فَالْقَلْبُ تَحْتَ الثَّدْيِ الْأَيْسَرِ بِإِصْبَعَيْنِ وَالرُّوْحُ تَحْتَ الثَّدْيِ الْأَيْمَنِ بِحِذَاءِ الْقَلْبِ وَالسِّرُّ فَوْقَ الثَّدْيِ الْأَيْمَنِ مَائِلًا إِلَى وَسَطِ الصَّدْرِ وَالْخَفِيُّ فَوْقَ الثَّدْيِ الْأَيْسَرِ مَائِلًا إِلَى الْوَسَطِ وَالْأَخْفَى فَوْقَ الْخَفِيِّ وَالسِّرُّ فِي الْوَسَطِ وَالنَّفْسُ فِي الْبَطْنِ الْأَوَّلِ مِنَ الدِّمَاغِ وَفِي كُلٍّ مِّنْ هٰذِهِ الْأَعْضَاءِ حَرَكَةٌ نَبْضِيَّةٌ

اور خلاصہ یہ کہ شیخ احمد سرہندیؒ کی غرض یہ ہے کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفے کو تعلق اور ارتباط ہے بدن کے بعض اعضاء سے تو قلب کا تعلق بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر ہے اور روح کا ارتباط داہنی چھاتی کے نیچے بمقابلہ دل ہے اور سر کا تعلق داہنی چھاتی کے اوپر وسط کی طرف جھکتے ہوئے اور خفی بائیں چھاتی کے اوپر وسط کی طرف مائل ہے اور اخفیٰ کا مقام خفی کے اوپر ہے اور سر وسط میں ہے اور نفس کا مقام دماغ کے بطن اول میں ہے اور ہر ایک عضو میں اعضائے مذکورہ سے نبض کے مانند حرکت ہے تو شیخ ممدوح اس حرکت کی محافظت کا اور اس . . . .

فَالشَّيْخُ يَأمُرُ بِمُحَافِظَةِ قَلْبِكَ الْحَرَكَةَ وَتَخْيِيْلِهَا ذِكْرَ اسْمِ الذَّاتِ ثُمَّ يَأمُرُ بِالنَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ مَادًّا بِلَفْظَةِ لَا عَلَى اللَّطَائِفِ كُلِّهَا وَضَارِبًا بِلَفْظَةِ إِلَّا اللّٰهُ عَلَى الْقَلْبِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

حرکت کو اسم ذاتِ خیال کرنے کا فرماتے ہیں پھر نفی اور اثبات کا ارادہ کرتے ہیں لا کے لفظ پھیلاتے ہوئے جمیع لطائف مذکورہ پر اور الّا اللہ کے لفظ کو دل پہ ضرب لگا کر کرو۔ واللہ اعلم۔

ف : مولانا نے فرمایا کہ شیخ مجددؒ کے تابعین کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ ہر لطیفے کا نور جدا اور رنگ علیحدہ ہے تو قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے اور خفی کا نور سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ہے اور سر کا مقام قلب اور اخفی کے مابین ہے اور اخفی سب لطائف میں الطف اور احسن ہے اور روح الطف ہے قلب سے مشائخ مجددیہ میں معمول ہے کہ ہمت اور توجہ سے اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفے میں لطائف مذکورہ سے القا کرتے ہیں اور توجہ لینے والا حرکت کو محسوس پاتا ہے اور اسکے ساتھ اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفے میں درجہ بدرجہ ارشاد فرماتے ہیں اور ہر لطیفے کے ذکر قوی ہونے کے بعد نفی اور اثبات کو تعلیم کرتے ہیں کہ خیال کی زبان سے زیر ناف سے کلمۂ لا کو دماغ تک پہنچاوے اور کلمۂ اِلٰہَ کو داہنے مونڈھے پہ پستان راست پہ پہنچاوے اور کلمۂ اِلَّا اللّٰہُ کو لطائفِ خمسہ پہ پھیرتا ہوا دل پر ضرب کرے۔

ساتویں فصل

حقیقت نسبت اور اس کی تحصیل کا بیان

مَرْجَعُ الطُّرُقِ كُلِّهَا إِلَى تَحْصِيلِ هَيْئَاةٍ نَفْسَانِيَّةٍ تُسَمّٰى عِنْدَهُمْ بِالنِّسْبَةِ لِأَنَّهَا اِنْتِسَابٌ وَ اِرْتِبَاطٌ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ بِالسَّكِيْنَةِ وَ بِالنُّوْرِ۔

مرجع مشائخ کے طریقوں کا نفسیانی کی تحصیل ہے جس کو صوفی نسبت کہتے ہیں اس واسطے کہ نسبت اللہ عزوجل کی انتساب اور ارتباط سے عبارت ہے اور ان کے نزدیک یہ مسمّٰی بسکینہ اور نور ہے

وَحَقِيقَتُهَا كَيْفِيَّةٌ حَالَّةٌ فِي النَّفْسِ النَّاطِقَةِ مِنْ بَابِ التَّشْبِيهِ بِالْمَلَائِكَةِ أَوِ التَّطَلُّعِ إِلَى الْجَبَرُوتِ۔

اور نسبت کی حقیقت اور ماہیت وہ کیفیت ہے جو نفس ناطقہ میں حلول کر گئی ہے از قسم تشبیہ بفرشتگان یا اطلاع طرف عالم جبروت کے

وَتَفْصِيلُهُ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا دَاوَمَ عَلَى الطَّاعَاتِ وَالطَّهَارَاتِ وَالْأَذْكَارِ حَصَلَ لَهُ صِفَةٌ قَائِمَةٌ بِالنَّفْسِ النَّاطِقَةِ وَمَلَكَةٌ رَاسِخَةٌ تَطْلُبُ التَّوَجُّهَ فَهٰذَانِ جِنْسَانِ

اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بندے نے جب طاعات اور طہارت اور اذکار پر مداومت کی تو اس کو ایک صفت حاصل ہو جاتی ہے جس کا قیام نفس ناطقہ میں ہے اور اس توجہ کا ملکۂ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے صفت قائمہ سے تشبیہ

لِلنِّسْبَةِ تَحْتَ كُلٍّ مِنْهَا أَنْوَاعٌ كَثِيْرَةٌ۔

ملکوت مراد ہے اور ملکۂ توجہ سے تطلع جبروت مقصود ہے تو نسبت کی یہ دونوں جنسیں ہیں ہر جنس کے نیچے انواعِ کثیرہ داخل ہیں۔

فَمِنْهَا نِسْبَةُ الْمَحَبَّةِ وَالْعِشْقِ فَتَكُوْنُ الْمَحَبَّةُ صِفَةً رَّاسِخَةً فِي الْقَلْبِ۔

سو منجملہ انواع مذکورہ کے محبت اور عشق کی نسبت ہے تو اس میں محبت کی صفت محکم ہو جاتی ہے قلب کے اندر

وَمِنْهَا نِسْبَةُ كَسْرِ النَّفْسِ وَالتَّبَرِّيْ عَنْ حُظُوْظِهَا وَكَانَ سَيِّدِ الْوَالِدُ يُسَمِّيْهَا نِسْبَةَ أَهْلِ الْبَيْتِ۔

اور منجملہ انواع مذکورہ نفس شکنی اور بیزاری لذّات کی نسبت ہے اور والدِ مرشد اس کو نسبت اہلِ بیت کہتے تھے۔

وَمِنْهَا نِسْبَةُ الْمُشَاهَدَةِ وَهِيَ مَلَكَةُ التَّوَجُّهِ إِلَى الْمُجَرَّدِ الْبَسِيْطِ وَبِالْجُمْلَةِ فَلِلْحُضُوْرِ مَعَ اللّٰهِ أَلْوَانٌ بِحَسْبِ اقْتِرَانِ مَعْنًى مِنَ الْمَحَبَّةِ أَوْ كَسْرِ النَّفْسِ أَوْ غَيْرِهِمَا بِالْيَادْ دَاشْتْ وَالنَّفْسُ تَتَقَوَّمُ بِهَا مَلَكَةٌ رَاسِخَةٌ مِنْ هٰذَا اللَّوْنِ وَتُسَمّٰى تِلْكَ

اور منجملہ اُن کے مشاہدے کی نسبت ہے وہ عبارت ہے ملکہ توجہ سے مجرّد بسیط کی طرف یعنی ذات مقدس کی طرف متوجہ رہنا اسی کا نام نسبت مشاہدہ ہے حاصل کلام بالاجمال یہ ہے کہ حضور مع اللہ رنگ برنگ ہے بحسب اتصالِ معنی محبت یا نفس شکنی یا ان کے غیر یاد داشت کے ساتھ اور نفس انسانی میں اس رنگ

اَلْمَلَكَةُ نِسْبَةٌ وَالنِّسَبُ	مخصوص کا ملکہ راسخہ یعنی کیفیت تو یہ
كَثِيْرَةٌ جِدًّا وَصَاحِبُ السِّرِّ	قائم ہو جاتی ہے اور یہی ملکہ اور
يُدْرِكُ كُلَّ نِسْبَةٍ عَلٰحِدَتِهَا	کیفیت مسمّٰی بہ نسبت ہے اور نسبتیں نہایت
وَالْغَرَضُ مِنَ	بکثرت ہیں اور صاحب اسرار ہر نسبت کو علیحدہ
الْاَشْغَالِ تَحْصِيْلُ	علیحدہ دریافت کرتا ہے اور اشغالِ قادریہ اور
نِسْبَةٍ وَالْمُوَاظَبَةُ	چشتیہ اور نقش بندیہ وغیرہا سے غرض
عَلَيْهَا وَالْاِسْتِغْرَاقُ	اس نسبت کی تحصیل ہے اور اس پر دوام
فِيْهَا حَتّٰى مَكْتَسِبُ	اور مواظبت کرنا اور اس میں ڈوبے رہنا تا
النَّفْسُ مِنْهَا مَلَكَةً	کہ نفس اس مواظبت اور مشق دائمی سے
رَّاسِخَةً۔	ملکہ راسخہ پیدا کرلے۔

ف: حاشیہ منہیہ میں ارشاد ہوا کہ مصنف نے اول طرق کا مآلِ کار بیان کیا کہ نسبت ہے پھر اس کو دو قسم پر تقسیم کیا، پھر تطلع الی الجبروت کے چند اصناف شمار کیے پھر ان اصناف کا قاعدہ کلیہ بتایا سو اس کو تامل کرنا تاکہ تو راہ یاب ہو۔

وَلَا تَظُنَّنَّ اَنَّ النِّسْبَةَ	اور یہ گمان نہ کیجیو کہ نسبت مذکورہ نہیں
لَا تَحْصُلُ اِلَّا بِهٰذِهِ الْاَشْغَالِ	حاصل ہوتی مگر ان ہی اشغال سے بلکہ حق
بَلْ هٰذِهٖ طُرُقٌ لِتَحْصِيْلِهَا	یہ ہے کہ یہ اشغال بھی اس کی تحصیل کا ایک
مِنْ غَيْرِ حَصْرٍ فِيْهَا وَغَالِبُ	طریق ہے، ان ہی میں کچھ انحصار نہیں،
الرَّاْيِ عِنْدِيْ اَنَّ الصَّحَابَةَ	اور میرے نزدیک ظنِ غالب یہ ہے کہ حضرات
وَالتَّابِعِيْنَ كَانُوْا يُحَصِّلُوْنَ	صحابہؓ اور تابعینؒ سکینہ یعنی نسبت کو اور

السَّكِينَةَ بِطُرُقٍ اُخْرٰى فَمِنْهَا
الْمُوَاظَبَةُ عَلَى الصَّلٰوةِ
وَالتَّسْبِيْحَاتِ فِي الْخَلْوَةِ
وَالْمُحَافَظَةِ عَلٰى شَرْطِهَا
الْخُشُوْعِ وَالْحُضُوْرِ وَمِنْهَا
مُوَاظَبَتُهُ عَلَى الطَّهَارَةِ
وَذِكْرُهَا ذِمِّ اللَّذَّاتِ وَمَا
عَدَّهُ اللّٰهُ لِلْمُطِيْعِيْنَ
مِنَ الثَّوَابِ وَلِلْعَاصِيْنَ
لَهُ مِنَ الْعَذَابِ فَيَحْصُلُ
اِنْفِكَاكُهُ عَنِ اللَّذَّاتِ الْحِسِّيَّةِ
وَالْقِلَاعُ عَنْهَا وَمِنْهَا
الْمُوَاظَبَةُ عَلٰى تِلَاوَةِ
الْكِتَابِ وَالتَّدَبُّرِ فِيْهِ وَ
اِسْتِمَاعِ كَلَامِ الْوَاعِظِ وَمَا
فِي الْحَدِيْثِ مِنَ الرِّقَاقِ
وَبِالْجُمْلَةِ فَكَانُوْا يُوَاظِبُوْنَ
عَلٰى هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ مُدَّةً
كَثِيْرَةً فَتَحْصُلُ مَلَكَةً رَاسِخَةً

ہی طریقوں سے حاصل کرتے تھے ، سو
منجملہ ان کے طریق تفصیل کے مواظبت
ہے صلوات اور تسبیحات پر خلوت
میں شرط خشوع اور خضوع کی محافظت
کے ساتھ اور منجملہ اس کے طہارت پر
اور موت کی یاد پر جو لذات کی کاٹنے
والی ہے ، محافظت کرنا اور جو حق تعالےٰ
نے مطیعوں کے واسطے ثواب مہیا کیا
ہے اور جو گنہگاروں کے واسطے عذاب
معین فرمایا اس کو ہمیشہ یاد رکھنا ہے ۔
تو اس مواظبت اور یاد کے سبب
لذات حسیہ سے انفکاک اور انقطاع حاصل
ہو جاتا تھا اور منجملہ اسکے مواظبت ہے قرآن
مجید کی تلاوت پر اور اسکے معانی غور کرنے
پر اور نصیحت کرنیوالے کی بات سننے
پر اور ان احادیث کے تامل کرنے پر جن
سے دل نرم ہو جاتا ہے ، خلاصہ یہ کہ حضرات
صحابہ اور تابعینؒ اشیائے مذکورہ پر مدت
کثیرہ مواظبت اور دوام کرتے تھے ۔

وَهَيْئَاتٌ نَفْسَانِيَّةٌ فِيْهَا فَظُوْنَ عَلَيْهَا بَقِيَّةَ الْعُمْرِ وَهٰذَا الْمَعْنٰى هُوَ الْمُتَوَارِثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ طَرِيْقِ مَشَائِخِهَا لَا شَكَّ فِيْ ذَالِكَ وَاِنْ تَخْتَلِفَ الْاَلْوَانُ وَاخْتَلَفَتْ طُرُقُ تَحْصِيْلِهَا

تو ان کو تقرب الی اللہ کا ملکہ راسخہ اور ہیئاتِ نفسانیہ حاصل ہو جاتی تھی اور اسی پر محافظت کیا کرتے تھے بقیہ عمر میں اور یہی مقصود متوارث ہے شارع سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوراثت چلا آیا ہمارے مرشدوں کے طریق میں اس میں کچھ شک نہیں اگرچہ الوان مختلف ہیں اور تحصیلِ نسبت کے طریقے رنگ برنگ ہیں۔

ف:۔ مولانا نے فرمایا کہ میں نے مصنف قدس سرہٗ سے سُنا کہ قولِ فیصل اس بات میں یہ ہے کہ نسبت صحابہؓ اور تابعینؒ کی نسبت احسانیہ ہے اور وہ نسبت طہارت اور نسبت سکینہ سے مرکب ہے۔

برکاتِ عدالت اور تقوی اور سماحت[1] کے اختلاط کے ساتھ تو ان کے کلام کا محل اصلی اور ان کے خاص اور عام کا مطمح اولیٰ یہی ہے تو تجھ کو لائق ہے کہ ان

---

[1] :۔ سماحت یعنی جوانمردی ۱۲۔

حضرات کے احوال و اقوال کو اسی پر جو ہم نے بتایا، محمول کیجئو، چنانچہ ان کے قصص اور حکایات اسی کے شاہد ہیں۔ اور میں نے سُنا مصنّف رح سے فرماتے تھے کہ ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم کی ارواح کو میں نے مشاہدہ کیا کہ ایک دوسرے کے دامن میں چنگل مارے ہے اور ان کا سلسلہ عالم ارواح میں حظیرۃ القدس کیساتھ بنہج عجیب و رسوخ غریب متصل ہے اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ ان کا قول عالم ارواح کے باطن در باطن میں زیادہ تر ہے خارج کی نسبت واللہ اعلم۔ (مترجم)

مترجم کہتا ہے حضرت مصنّف محقق نے کلام دل پذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑ دیا، بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ اور تابعین رح کے زمانے میں نہ تھے، تو بدعت سیّئہ ہوئے، خلاصۂ جواب یہ ہے کہ جس امر کے واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ عنہم نے یہ اشغال مقرر کیے ہیں وہ امر زمانِ رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے گو طرق اس کی تحصیل کے مختلف ہیں، تو فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے۔ مجتہدین شریعت نے استنباط احکام ظاہر شریعت کے اصول ٹھہرائے اور اولیائے طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کی جس کو طریقت کہتے ہیں، قواعد مقرر فرمائے، تو یہاں بدعت سیّئہ کا گمان سراسر غلط ہے، ہاں یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہ رض کو بسبب صفائے طبیعت اقلا

حضور خورشید[1] رسالت کی تحصیل نسبت میں اشتغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے کہ ان کو بسبب بعد زمانِ رسالت کے البتہ اشغالِ مذکورہ کی حاجت ہوئی، جیسے صحابہ کرام کو قرآن اور حدیث کے فہم میں قواعد صرف اور نحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہلِ عجم اور بالفعل عرب اس کے محتاج ہیں۔ واللہ اعلم۔

سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَذْکُرُ وَاقِعَۃً لَّہٗ طَوِیْلَۃً رَأٰی فِیْھَا الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَعَلِیًّا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ فَقَالَ سَأَلْتُ عَلِیًّا کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ عَنْ نِسْبَتِیْ ھَلْ ھِیَ الَّتِیْ کَانَتْ عِنْدَکُمْ فِیْ زَمَنِ

والد مرشد قدس سرہٗ سے میں نے سنا کہ اپنے طویل خواب کو ذکر کرتے تھے جس میں حسنینؓ اور سید الاولیاء علی مرتضیٰ علیہم السلام کو دیکھا، تو فرمایا کہ میں نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے پوچھا اپنی نسبت سے کہ آیا یہ وہی نسبت ہے جو تم کو زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاصل تھی، تو مجھ کو امر کیا نسبت

---

[1] مثال اس کی ایسی ہے کہ جب تک آفتاب نکلا ہوا ہے ہر چیز پڑھ لے سکتا ہے آدمی اور جب آفتاب غروب ہو گیا تو حاجت روشنی کی بڑی پڑھنے کے لیے۔ پس صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں آفتاب رسالت طلوع کیے ہوئے تھا، کچھ حاجت اشتغال کی حضور مع اللہ کے لیے نہ تھی، فقط ایک نظر ڈالنے سے جمال باکمال پر وہ کچھ حاصل ہوتا تھا، کہ اب چلّوں میں وہ نہیں حاصل ہوتا اور اب چونکہ وہ آفتاب عالمتاب غروب ہوا حاجت پڑی ان کے اشتغال کی اس ملکۂ حضور کے حاصل کرنے کے لیے ۱۲ ق۔

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَنِیْ بِالْاِسْتِغْرَاقِ فِیْھَا وَتَاَمَّلَ جِدًّا ثُمَّ قَالَ ھِیَ بِلَا فَرْقٍ۔

میں استغراق کرنے کا اور خوب تامل کیا پھر فرمایا یہ نسبت وہی ہے بلا فرق۔

. . . . . .

ثُمَّ لِصَاحِبِ الْمُدَاوَمَۃِ عَلَی السَّکِیْنَۃِ اَحْوَالٌ رَفِیْعَۃٌ تَنُوْبُہٗ مَرَّۃً تُلْیَغْتَنِمُھَا السَّالِکُ وَیَعْلَمُ اَنَّھَا عَلَامَاتُ قَبُوْلِ الطَّاعَاتِ وَتَاثِیْرِھَا فِیْ صَمِیْمِ النَّفْسِ وَسُوَیْدَاءِ الْقَلْبِ۔

پھر معلوم کرنا چاہیے کہ نسبت پر مداومت کرنے والے کے حالات رفیع الشان نوبت بنوبت ہوتے ہیں گاہے کوئی اور کبھی کوئی سالک اُن حالات رفیعہ کو غنیمت جانے اور معلوم کرے کہ حالات مذکورہ طاعات قبول ہونے اور باطن نفس اور دل کے اندر اثر کرنے کی علامات ہیں۔

وَمِنْھَا اِیْثَارُ طَاعَۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی جَمِیْعِ مَاسِوَاہُ وَالْغَیْرَۃُ عَلَیْہِ فَقَدْ اَخْرَجَ مَالِکٌ فِی الْمُوْطَّا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍؓ اَنَّ اَبَا طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیَّ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ حَائِطٍ لَّہٗ فَطَارَ دُبْسِیٌّ فَطَفِقَ یَتَرَدَّدُ وَیَلْتَمِسُ مَخْرَجًا فَاَعْجَبَہٗ ذَالِکَ فَجَعَلَ یَتْبَعُہٗ بَصَرَہٗ سَاعَۃً

منجملہ احوال رفیعہ کے مقدم رکھنا ہے طاعات الٰہی کا اس کے جمیع ماسوا پر اور اس پر غیرت کرنا سو البتہ امام مالکؒ نے مؤطا میں عبد اللہ بن ابی بکرؓ سے روایت کی کہ ابو طلحہؓ انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھتے تھے تو ایک چڑیا خوش رنگ اڑی سو اِدھر اُدھر جھانکتی پھرتی تھی اور نکل جانے کی راہ تلاش کرتی تھی یعنی درخت ایسے پیچاں اور زمین پر جھکے تھے کہ اُسکا

ثُمَّ رَجَعَ إِلَى صَلٰوتِهٖ فَإِذَا هُوَ لَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى فَقَالَ قَدْ اَصَابَتْنِي فِي مَالِي هٰذَا فِتْنَةٌ فَجَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ الَّذِي اَصَابَهٗ فِي حَائِطِهٖ مِنَ الْفِتْنَةِ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ فَضَعْهُ حَيْثُ شِئْتَ وَقِصَّةُ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمُشَارُ اِلَيْهَا فِي قَوْلِهٖ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مَشْهُوْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ

نکلنا دشوار ہوا تو ابو طلحہؓ کو یہ امر خوش معلوم ہوا تو ایک ساعت اپنی نظر کو اسکے ساتھ دوڑایا کیے پھر اپنی نماز کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ معلوم نہ رہا کہ کتنی پڑھی تھی تو کہا کہ یہ میرا مال یعنی باغ میرے حق میں فتنہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ یہ باغ خیرات ہے اللہ کی راہ میں اسکو رکھیے اور دیجیے جہاں کہیں چاہیے اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ جس کا اس آیت میں اشارہ ہے فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مشہور اور معلوم ہے۔

مترجم کہتا ہے قصہ مذکورہ مجملاً یوں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک بار گھوڑوں کے دیکھنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ آفتاب ڈوب گیا، نماز عصر قضا ہو گئی تو فرمایا کہ گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹی جاویں[1]، خلاصہ یہ کہ اہل کمال کے نزدیک طاعت حق ہر امر پر مقدم ہوتا ہے، اگر احیاناً کسی چیز کی مشغولی نے طاعت حق میں خلل ڈالا تو غیرت اہل کمال اس چیز کے دفع کرنے کو مقتضی ہوتی ہے، چنانچہ ابو طلحہؓ

---

[1] یہ اسرائیلیات ناقابل قبول علماء کے ہیں، تفسیر کبیر میں صحت یوں کی گئی ہے کہ گھوڑ دوڑ ملاحظہ کر کے حضرت سلیمان نے ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرا تھا، مصحح۔

نے عمدہ باغ خیرات کر دیا اور حضرت سلیمان نے گھوڑوں کو مروا ڈالا۔

وَمِنْهَا غَلَبَةُ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِحَيْثُ يَظْهَرُ عَلٰى ظَاهِرِ الْبَدَنِ وَالْجَوَارِحِ لَهٗ اَثَرٌ اَخْرَجَ الْحُفَّاظُ فِي الْاُصُوْلِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ اِلٰى اَنْ قَالَ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا۔ فَفَاضَتْ

اور منجملہ حالات رفیعہ مذکورہ کے اللہ تعالےٰ کا خوف ہے اس طرح پر کہ اس کا اثر بدن اور جوارح پر ظاہر ہو جاتا ہے، حفاظِ حدیث نے اصول میں یہ حدیث روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخصوں کو حق تعالےٰ اپنے سایہ رحمت میں رکھے گا، یہاں تک کہ پانچواں[1] شخص فرمایا وہ مرد

[1] اس کے آگے یہ ہے اس دن کہ نہیں سایہ ہوگا مگر سایہ اس کا، ایک تو امام عادل اور نوجوان کہ نشو ونما پایا اس نے اللہ کی عبادت میں اور وہ شخص کہ دل اس کا مسجد ہی میں لگا رہتا ہے جب نکلتا ہے مسجد سے یہاں تک کہ پھر آوے مسجد میں، اور وہ شخص کہ محبت رکھتے ہیں آپس میں اور جمع بھی ہوتے ہیں محبت پر اور جدا بھی ہوتے ہیں محبت پر یعنی حاضر و غائب محبت یکساں رکھتے ہیں، اور وہ شخص کہ یاد کیا اللہ کو تنہائی میں پس جاری ہوئیں آنکھیں ان کی آنسوؤں سے اور وہ شخص کہ بلایا اس کو ایک عورت حسب وجمال والی نے پس کہا اس نے کہ میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور وہ شخص کہ دیا کچھ صدقہ پس پوشیدہ دیا اسکو یہاں تک کہ نہ جانا بائیں ہاتھ اس کے نے اس چیز کو کہ خرچ کیا داہنے ہاتھ اس کے نے یعنی اس طرح کچھ دیا کہ داہنے ہاتھ والے کو دیا تو بائیں ہاتھ والے کو خبر نہ ہوئی، اس کی یہ حدیث بخاری و مسلم نے روایت کی۔
۱۲ مشکوٰۃ

عَیْنَاہُ وَ فِی الْحَدِیْثِ اَنَّ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَامَ عَلٰی قَبْرٍ فَبَکٰی حَتّٰی ابْتَلَّتْ لِحْیَتُہٗ وَ کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی بِاللَّیْلِ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ۔	ہے جس نے اللہ کو خالی مکان میں یاد کیا پھر اسکی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں اور حدیث میں وارد ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر کھڑے ہوئے تو اتنا رد ئے کہ ڈاڑھی تر ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب تہجد کی نماز پڑھتے تھے تو سینہ مبارک سے جوش کی آواز آتی تھی دیگ کے جوش کرنے کی طرح ، یعنی رونے کی

ایسی آواز آتی تھی سینہ مبارک سے جیسے ہانڈی سن سن بولتی ہے۔

ف: مولانا نے فرمایا حدیث وارد ہے کہ دوزخ میں نہ داخل ہوگا وہ مرد جو رویا اللہ کے خوف سے یہاں تک کہ دودھ تھن میں پھر جاوے[1] اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرد کثیر البکا تھے، آنکھیں نہ تھمتی تھیں آنسوؤں سے جب کہ وہ قرآن پڑھتے تھے، اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں نے یہ آیت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنی: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْئٍ اَمْ ھُمُ الْخَالِقُوْنَ، تو گویا میرا قلب اڑ گیا خوف سے۔

وَمِنْھَا الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ	اور منجملہ حالاتِ رفیعہ سچا خواب ہے

---

[1] اس کو تعلیق بالمحال کہتے ہیں یعنی جیسے دودھ کا تھنوں میں پھر جانا محال ہے ایسے ہی اس کا دوزخ میں جانا محال ہے۔

فَقَدْ اَخْرَجَ الْحُفَّاظُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْیَا الْحَسَنَۃُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّ اَرْبَعِیْنَ جُزْءٍ مِّنَ النُّبُوَّۃِ وَاَنَّہٗ قَالَ لَنْ یَّبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ فَقَالُوْا وَ مَا الْمُبَشِّرَاتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ یَرٰہَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوْ تُرٰی لَہٗ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّ اَرْبَعِیْنَ جُزْءٍ مِّنَ النُّبُوَّۃِ وَبِہٖ تَفْسِیْرُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی لَہُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔

حافظانِ حدیث نے روایت نقل کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب نیک مرد سے نبوت کے چھیالیسؐ حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ باقی رہے گا میرے بعد نبوّت سے مگر مبشرات صحابہؓ نے کہا اور مبشرات کیا ہیں یا رسول اللہؐ فرمایا نیک خواب جس کو نیک مرد دیکھے یا اسکے واسطے دوسرا نیک مرد سچا خواب دیکھے وہ نبوت کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ ان کے واسطے بشارت ہے زندگانی دنیا میں تفسیر کیا گیا ہے برویائے صالحہ، یعنی اس آیت کی تفسیر یہ بھی ہے کہ بشارت دنیاوی سے سچا خواب مراد ہے۔

ف: مولاناؒ نے فرمایا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سالکوں کے خواب کی تعبیر فرمایا کرتے تھے، تا اینکہ بعد نماز صبح کے جلوس فرماتے اور ارشاد کرتے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے، تو اگر کوئی خواب بیان کرتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر فرماتے تھے۔

وَالْمُرَادُ بِالرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ رُؤْيَتُهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ اَوْ رُؤْيَتُهُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ اَوْ رُؤْيَتُهُ الصَّالِحِيْنَ وَالْاَنْبِيَاءِ ثُمَّ رُؤْيَتُهُ الْمَشَاهِدِ الْمُتَبَرِّكَةِ كَبَيْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ رُؤْيَتُهُ الْوَقَائِعِ الْاٰتِيَةِ الْمُسْتَقْبِلَةِ نَتَقَعُ كَمَا رَاٰى اَوِ الْمَاضِيَةِ عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ اَوْ رُؤْيَتُهُ الْاَنْوَارِ الطَّيِّبَاتِ كَشُرْبِ اللَّبَنِ اَوِ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ كَمَا هُوَ مَذْكُوْرٌ فِي كِتَابِ الرُّؤْيَا مِنَ الْاُصُوْلِ وَرُؤْيَةُ الْمَلٰئِكَةِ فَفِي الْحَدِيْثِ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ ذَاتَ لَيْلَةٍ نَظَهَرَتْ ظُلَّةٌ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ اِلٰى آخِرِ الْقِصَّةِ ۔

اور رویائے صالحہ سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت ہے خواب میں، یا دیکھنا جنت اور نار کا یا دیکھنا صالحین اور انبیاء علیہم السلام کا اس کے بعد مکانات متبرکہ کا خواب میں دیکھنا جیسے بیت اللہ محترم یا مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھنا یا بیت المقدس کا، اس کے بعد رتبہ ہے وقائع آئندہ کے دیکھنے کا کہ مطابق رؤیت کے واقع ہوں یا وقائع گذشتہ دیکھنا ٹھیک ٹھیک یا انوار اور طیبات کو دیکھنا جیسے دودھ اور شہد اور گھی کا پینا، چنانچہ کتب احادیث کی کتاب الرؤیا میں مذکور ہے اور اسی طرح فرشتوں کا دیکھنا جاگنے کی حالت میں حدیث میں وارد ہے کہ ایک مرد قرآن پڑھتا تھا ایک رات تو ایک سائبان ظاہر ہوا جس میں چراغ سے تھے تا آخر قصہ ۔

ف:۔ قصہ مذکور مجملاً صحیحین کی روایت سے یوں ہے کہ اُسید بن حضیرؓ تہجد کے وقت سورہ بقرہ پڑھتے تھے تو ایک سائبان آسمان کی طرف سے جس میں چراغوں کی مانند روشنی تھی اتنا قریب آگیا کہ ان کا گھوڑا بھڑکنے لگا انہوں نے یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، فرمایا، کہ تجھ کو معلوم ہے کہ وہ کیا تھا انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا وہ فرشتے تھے تیرے قرآن کی آواز سُن کر قریب ہوگئے تھے اگر تو پڑھے جاتا تو صبح کے وقت ان کو لوگ دیکھ لیتے وہ مخفی نہ ہوتے۔

مترجم کہتا ہے رؤیت نبویؐ جمیع مقامات سے اس واسطے مقدم ہوئی کہ صحیحین میں ابی ہریرہؓ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ کو فی الواقع دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا۔ مولاناؒ نے فرمایا، دُودھ اور شہد کی مانند سفید کپڑوں کا بھی خواب ہے۔ احمدؒ اور ترمذیؒ نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ کسی نے ورقہ بن نوفل کا حال رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا تو خدیجۃ الکبریٰؓ نے کہا کہ اس نے تو آپؐ کی تصدیق نبوت کی تھی ولیکن وہ مرگیا قبل آپؐ کے ظہور کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کو خواب میں دیکھا اس پر سفید پوشاک تھی اور اگر وہ دوزخی ہوتا تو اس پر لباس سفید نہ ہوتا۔

فراست صادقہ | وَمِنْهَا الْفِرَاسَةُ الصَّادِقَةُ وَالْخَاطِرُ الْمُطَابِقُ الْوَاقِعِ فَقَدْ جَاءَ فِي الْخَبَرِ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔

اور منجملہ حالات رفیعہ فراست صادقہ ہے اور وُہ خاطر جو مطابق ہے واقع کے سو البتہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ بواسطہ نور الٰہی کے نظر کرتا ہے۔

مترجم کہتا ہے فراست صادقہ سے ٹھیک اٹکل مراد ہے۔

وَمِنْهَا إِجَابَةُ الدُّعَاءِ وَظُهُوْرُ مَا يَطْلُبُهُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِجُهْدِ هِمَّتِهِ وَإِلَيْهِ الْإِشَارَةُ فِي الْحَدِيْثِ رُبَّ أَغْبَرَ وَأَشْعَثَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُعْبَأُ بِهِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذِهِ الْوَقَائِعُ وَأَمْثَالُهَا دَالَّةٌ عَلٰى صِحَّةِ إِيْمَانِ الرَّجُلِ وَقُبُوْلِ طَاعَاتِهِ وَسَرِيَّتِهِ

اور منجملہ حالات رفیعہ کے دُعا کا قبول ہونا اور ظاہر ہونا اس کا جس کا اللہ سے طالب ہے اپنی ہمت کی کوشش سے اور اسی طرف اشارہ حدیث میں ہے کہ بعض شخص غبار آلود پریشان مو پھٹے کپڑوں والا جس کو کوئی خیال میں نہیں لاتا، اگر وہ قسم کھا بیٹھے اللہ کے بھروسے پر تو حق تعالیٰ اسکی قسم کو سچا کر دے یعنی خدا کے نزدیک اس کی ایسی وجاہت ہے کہ جیسا اس نے کہا ویسا ہی کر دے، خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ایسے حالات رفیعہ جو مذکور ہوئے اور مانند ان کے اور حالات بلند دلالت کرتے ہیں

النُّوْرِ فِیْ صَمِیْمِ قَلْبِہٖ فَلْیَغْتَنِمْھَا۔

مرد کی صحت ایمان پر اور اسکی طاعات کے قبول ہونے پر اور نور سرایت کر جاتے پر اسکے قلب کے باطن میں تو سالک ان کو غنیمت جانے۔

ثُمَّ بَعْدَ حُصُوْلِ النِّسْبَۃِ عُرُوْجٌ اٰخَرُ وَھُوَ الْفَنَاءُ فِی اللّٰہِ وَالْبَقَاءُ بِہٖ وَ الْحَقُّ عِنْدِیْ اَنَّہٗ لَیْسَ مُتَوَارِثًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَۃِ الْمَشَائِخِ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ بَلْ ھُوَ مَوْھِبَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی یَھَبُہٗ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِہٖ مِنْ غَیْرِ تَوَارُثٍ وَّمِمَّا یَشْھَدُ لِھٰذَ الْمَعْنٰی مَا رُوِیَ اَنَّ خُوَاجَہْ نَقْشَبَنْد سُئِلَ عَنْ سِلْسِلَۃِ شُیُوْخِہٖ فَقَالَ لَمْ یَصِلْ اَحَدٌ

پھر بعد حاصل ہونے نسبت کے دوسرا عروج اور ترقی ہے اور وہ عبارت ہے فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے اور نزدیک واقعی یہ امر ہے کہ مرتبہ فنا اور بقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بواسطہ مشائخ سند متصل سے متوارث نہیں بلکہ یہ تو خدا کی دین ہے جس کو اپنے بندوں میں سے چاہے عنایت کرے بدوں توارث کے اور اس مُدّعا کا شاہد وہ امر ہے جو خواجہ نقشبند سے منقول ہے کہ کسی نے اُن کے پیروںؒ کا سلسلہ پوچھا تو فرمایا کوئی شخص اللہ تک اپنے سلسلے کے واسطے سے نہیں پہنچا بلکہ مجھ کو تو کشش ربانی پہنچ گئی، سو اس نے مجھ کو اللہ تک پہنچا دیا، یہ کلام مطابق ہے اس حدیث مروی

اِلَى اللّٰہِ بِالسِّلْسِلَۃِ	کے کہ ربانی کششوں میں ایک
بَلْ وَ صَلَتْ اِلَیَّ جَذْبَۃٌ	کشش جن اور انسان کے عمل
وَصَلَتِی اِلَی اللّٰہِ تَفْصِیْلِیَّۃٌ لِمَا	کے مقابل ہے اس کو یاد رکھنا
وَرَادَجَذْبَۃٌ مِنْ جَذَبَاتِ	بایں ہمہ خواجہ نقشبند رح کے
اللّٰہِ تُوَادِیْ عَمَلَ	مرشدوں کا سلسلہ معروف اور مشہور ہے
الثَّقَلَیْنِ ھٰذَا مَعَ اَنَّ	سو اس امر کی جو زیادہ تحقیق چاہے یعنی
سِلْسِلَۃَ شُیُوْخِہٖ مَحْتُوْمَۃٌ	فنا اور بقا کے وہبی ہونے کی نہ کسبی
وَمَعْرُوْفَۃٌ فَمَنْ شَاءَ	ہونے کی تو ہماری اور کتابوں کی طرف
ھٰذَا الْخُرُوْجَ فَلْیَرْجِعْ اِلٰی	رجوع کرے اور اللہ جل شانہٗ راہنما
سَائِرِ کُتُبِنَا وَاللّٰہُ الْھَادِیْ ۔	ہے ۔

ف : مصنف قدس سرہ نے حاشیہ منہیہ میں فرمایا کہ اس مقدمے کو ہم نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں بہ تفصیل بیان کیا ہے جس کو شوق ہو وہ اس کتاب کو دیکھے ۔

آٹھویں فصل

خاندانِ ولی اللّٰہی کے اعمالِ مجرّبہ کا بیان

فِیْ شَیْئٍ مِنْ فَوَائِدِ سَیِّدِی الْوَالِدِ قُدِّسَ سِرُّہٗ۔

اس فصل میں والد مرشد قدس سرہٗ کے بعضے فائدے مذکور ہیں یعنی حضرتؒ کے خاندانی اعمال مجربہ کا اس میں ذکر ہے۔

برائے کشائش ظاہری و باطنی

اَوْصَانِیْ سَیِّدِی الْوَالِدُ قُدِّسَ سِرُّہٗ بِمُوَاظَبَۃِ یَا مُغْنِیْ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃً وَّ اَلْفَ مَرَّۃً وَسُوْرَۃُ الْمُزَّمِّلِ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِحْدٰی عَشَرَ مَرَّۃً وَقَالَ ھٰذَانِ مُجَرَّبَانِ لِلْغِنَی الْقَلْبِیِّ وَالظَّاہِرِیِّ کِلَیْھِمَا۔

والد مرشد قدس سرہٗ نے مجھ کو وصیت کی یا مغنی کی مواظبت کی ہر دن گیارہ سو بار اور سورہ مزمّل پڑھنے کی چالیس بار سو اگر نہ ہو سکے تو گیارہ بار۔ اور فرمایا کہ یہ دونوں عمل غنائے دلی اور ظاہری دونوں کے واسطے مجرّب ہیں[1]۔

---

[1] اور بعض مشائخ سے پڑھنا سورۂ مزمّل کا اکتالیس بار بھی منقول ہے اور بعض سے نماز میں پڑھنا اس کا اس طرح کہ عشاء کے بعد دو رکعتوں میں اکتالیس بار پڑھے اس طرح کہ اکیس بار پہلی رکعت میں اور بیس بار دوسری رکعت میں، اور مولوی فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں مجرب اس کا ایک طریق یہ ہے کہ بعد سنت فجر کے ایک بار اور ہر نماز کے پنجگانہ میں دو دو بار کہ شب و روز (باقی اگلے صفحہ پر)

وَاَوْصَانِیْ بِمُوَاظَبَةِ الصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلَّ یَوْمٍ وَّقَالَ بِهَا وَجَدْنَا مَا وَجَدْنَا۔

اور مجھ کو وصیت کی درود کی ہمیشگی پر ہر روز اور فرمایا کہ اسی کے سبب سے ہم نے پایا جو پایا[1]

برائے دردِ دنداں و دردِ سر و درد ریاح

وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اِذَا جَآءَكَ مَنْ یَّتَاَلَّمُ ضِرْسُهٗ اَوْ رَاْسُهٗ اَوْ تُوَجِّعُهُ الرِّیَاحُ فَخُذْ لَوْحًا طَاهِرًا وَضَعْ عَلَیْهِ رَمْلًا طَاهِرًا وَّاكْتُبْ بِمِسْمَارٍ اَبْجَدُ هُوَّزْ حُطِّیْ وَشَدِّدِ الْمِسْمَارَ عَلَی الْاَلِفِ وَاقْرَاِ الْفَاتِحَةَ

اور سنا میں نے والد مرشد سے فرماتے تھے کہ جب کوئی تیرے پاس اپنے دانت کے درد یا سر کے درد سے نالاں آوے یا اس کو ریاح ستاتے ہو تو ایک تختی یا پٹری پاک لے اور اس پر پاک ریت ڈال اور ایک کیل یا کھونٹی سے اس پر اَبْجَدُ ہوز حُطی لکھ اور کیل کو الف پر زور سے داب اور ایک بار سورہ فاتحہ پڑھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں گیارہ بار ہو جاوے اور اس فقیر کو ان سب طُرق سے اجازت ہے جو چاہے پڑھے اس کو بھی میری طرف سے اجازت ہے جَرَّبْتُ هٰذَا الْعَمَلَ فَوَجَدْتُّهٗ كَذَالِكَ ۱۲ ف

[1] ظفر جلیل میں کچھ فائدے درود شریف کے اور الفاظ ان کے میں نے لکھے ہیں جو چاہے اس میں سے دیکھ لے اور صَلَاةً تُنَجِّیْنَا کا ستر بار ہر روز پڑھنا قضائے حوائج کے لیے ایک بزرگ سے مجھ کو پہنچا ہے، اس کی بھی اجازت ہے جو چاہے سو پڑھے ۱۲

مَرَّةً وَصَاحِبُ الْأَلَمِ وَاضِعٌ
إِصْبَعَهُ عَلٰى مَوْضِعِ الْأَلَمِ
بِقُوَّةٍ ثُمَّ سَلْهُ هَلْ شُفِيْتَ
فَإِنْ شُفِيَ فِيْهَا وَإِلَّا نَقَلْتَ
الْمِسْمَارَ إِلَى الْبَاءِ وَقَرَأْتَ
الْفَاتِحَةَ مَرَّتَيْنِ وَ
سَأَلْتَهُ كَالْأُوْلٰى فَإِنْ
شُفِيَ فِيْهَا وَإِلَّا نَقَلْتَ
الْمِسْمَارَ إِلَى الْجِيْمِ وَ
قَرَأْتَ الْفَاتِحَةَ
ثَلٰثًا وَهٰكَذَا فَلَا
تَصِلُ إِلٰى آخِرِ
الْحُرُوْفِ إِلَّا وَقَدْ
شَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

اور درد والا آدمی اپنی انگلی کو درد کے
مقام پر زور سے رکھے رہے، پھر اس سے
پوچھ کہ تجھ کو آرام ہوگیا اگر درد جاتا
رہا تو خوب ہے اور نہیں تو کیل
کو دوسرے حرف یعنی بے کی طرف
نقل کرے اور دو بار سورۃ فاتحہ
پڑھے اور پوچھے پہلی بار کی طرح
کہ صحت ہوئی یا نہیں اگر صحت ہوگئی
تو فہو المراد اور نہیں تو جیم کی طرف
کیل کو نقل کرے اور تین بار الحمد
پڑھے اور اسی طرح ہر حرف پر کیل سے
دابتا جاوے اور سورۃ فاتحہ کو ہر بار پڑھتا
جاوے تو آخر حرف تک نہ پہنچے گا مگر
یہ کہ خدا اس کے اندر ہی شفا عنایت
کرے گا۔

برائے دفع حاجت وردِّ غائب وشفائے مریض

وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ إِذَا عَنَّتْ
لَكَ حَاجَةٌ أَوْ كَانَ

اور میں نے والد مرشد سے سنا
فرماتے تھے کہ جب تجھ کو کوئی حاجت
پیش آوے یا کوئی شخص تیرا غائب ہو
اور تو چاہے کہ حق تعالیٰ اس کو

لَكَ غَائِبٌ فَاَرَدْتَ اَنْ يَّرْجِعَهُ اللّٰهُ سَالِمًا غَانِمًا اَوْكَانَ لَكَ مَرِيْضٌ فَاَرَدْتَ اَنْ يَّشْفِيَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاقْرَأْ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ اِحْدٰى وَاَرْبَعِيْنَ مَرَّةً بَيْنَ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَفَرْضِهٖ۔

سالم اور غانم پھیر لا دے یا کوئی تیرا بیمار ہو سو تو چاہے کہ اللہ تعالےٰ اس کو صحت بخشے تو سورہ فاتحہ کو اکتالیس[۱] بار فجر کی سنت اور فرض کے درمیان میں پڑھ۔

ف: مولانا نے حاشیے میں فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو فاتحۃ الکتاب کو چالیس بار پانی کے پیالے پر پڑھے اور محموم یعنی تپ والے کے منہ پر چھینٹا مارے تو حق تعالےٰ اس کو فائدہ بخشے۔

برائے گزیدن سگِ دیوانہ

وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ عَضَّهُ الْكَلْبُ الْمَجْنُوْنُ وَخِيْفَ عَلَيْهِ الْجُنُوْنُ مَا كُتِبَ لَهٗ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلٰى اَرْبَعِيْنَ كِسْرَةً مِّنَ الْخُبْزِ

اور میں نے سنا ان ہی حضرت سے فرماتے تھے کہ جس کو باؤلا کتا کاٹے اور اس کے دیوانہ ہو جانے کا خوف ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ

---

[۱] اور اس فقیر کو ایک بزرگ سے پہنچا ہے کہ جس لڑکے کو مسان کی بیماری ہو تو اس پر الحمد اکتالیس بار ساتھ وصل میم بسم اللہ کے الحمد کے ساتھ پڑھ کر چالیس روز تک دم کیا کرے انشاءاللہ تعالیٰ وہ مرض اس کا جاتا رہے گا اور اگر فرصت نہ ہو تو تین بار کا پڑھنا بھی کفایت کرتا ہے۔

إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَّأَكِيدُ	كَيْدًا لفظ رُوَيْدًا
كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ أَمْهِلْهُمْ	تک اور اس کو کہہ دے
رُوَيْدًا وَمُرْهُ أَنْ يَأْكُلَ كُلَّ	کہ ہر دن ایک ٹکڑا کھایا
يَوْمٍ كِسْرَةً۔	کرے [1]
برائے دفع فاقہ وَسَمِعْتُهٗ	اور میں نے ان حضرت سے
يَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ	سُنا فرماتے تھے جو شخص سورہ
الْوَاقِعَةِ كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ	واقعہ کو ہر رات پڑھے اس
تُصِبْهُ فَاقَةٌ۔	کو فاقہ نہیں ہوتا۔

مترجم: کہتا ہے یہ عمل حدیث شریف کے موافق ہے، واللہ اعلم [2]

بیدار شدن از شب وَسَمِعْتُهٗ	اور میں نے ان حضرت سے سُنا
يَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ عِنْدَ	فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے سونے
نَوْمِهٖ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	کے وقت إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ إِلٰى اٰخِرِ	الصّٰلِحٰتِ سورۂ کہف کے آخر تک

[1] سُنا اس فقیر نے اپنے استاد مولانا اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے جس کو باؤلا کتا کاٹے تو ایک ٹکڑا یا نان کا تھوڑے گڑ میں لپیٹ کر کھلاوے تو انشاء اللہ تعالیٰ لے زہر اس کا کہیں اثر نہ کرے گا۔ ۱۲

[2] اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حزب البحر کی شرح میں حدیث سے یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے لکھا ہے کہ جو کوئی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ سو بار ہر روز پڑھ لیا کرے تو اس کو فاقہ نہیں پہنچے گا۔

سُوْرَۃِ الْکَھْفِ وَ سَأَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُّوْقِظَہٗ فِیْ اَیِّ سَاعَۃٍ اَرَادَ اَیْقَظَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْھَا۔

پڑھے اور اللہ تعالےٰ سے یہ دُعا کرے کہ اس کو جگاوے جس وقت کا کہ ارادہ کرے تو حق تعالےٰ اس کو جگاوے گا اسی وقت۔

مترجم کہتا ہے سورہ کہف کی آیاتِ مذکورہ یہ ہیں:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا، خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۝ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا ۝

یہ عمل حدیث شریف کے موافق ہے، چنانچہ دارمی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ کذا فی الحاشیۃ العزیزیہ۔

عمل حفظ اطفال

وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اُکْتُبْ ھٰذِہِ الْعُوْذَۃَ وَعَلِّقْھَا فِیْ عُنُقِ الطِّفْلِ یَحْفَظُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اور سُنا میں نے حضرت والد صاحبؒ سے فرماتے تھے کہ اس تعویذ کو لکھ لڑکے کی گردن میں لٹکا، حق تعالیٰ اسکو محفوظ رکھے گا، بسم اللہ سے آخر تک تعویذ مذکور ہے ترجمہ اس کا یہ ہے کہ

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ وَّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ؕ	بواسطہ کلماتِ الٰہیہ کے جو اپنی تاثیر میں پورے ہیں میں پناہ مانگتا ہوں ہر شیطان اور کاٹنے والے کیڑے اور نظر لگانے والی کی آنکھ کے شر سے میں نے پناہ پکڑی دس لاکھ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے قلعے میں لہ

برائے امان از ہر آفت

وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ هٰذَا الدُّعَاءُ اَمَانٌ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ يَقْرَءُ صَبَاحًا وَّمَسَاءً بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ	اور سنا میں نے ان سے فرماتے تھے کہ یہ دعا یعنی بسم اللہ سے آخر تک امان اور پناہ ہے ہر آفت سے پڑھا کرے اس کو صبح اور شام ترجمہ اس کا یہ ہے کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے خداوندا تو میرا رب ہے

لہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنین کے لیے یوں تعویذ کرتے تھے اُعِیْذُکُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم ؑ تعویذ کرتے تھے ساتھ اس دعا کے اسماعیل ؑ اور اسحاق ؑ کو روایت کی یہ مسلم نے اور معمول مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فقط اس دعا کے لکھنے کا تھا اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ کُلِّ شَرِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ ۱۲ ق

الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ
الْعَظِيْمِ، مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ
وَمَا لَمْ يَشَآءْ لَمْ يَكُنْ
اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّ اَنَّ
اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عِلْمًا وَّ اَحْصٰى
كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ
اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ
اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ
رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ وَ اَنْتَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ
اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ
نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَ
هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ

کوئی معبود برحق نہیں سوائے تیرے تجھ ہی
پر میں نے بھروسہ کیا اور تو ہی مالک ہے
عرش عظیم کا اور نہ بچاؤ ہے گناہ سے
اور نہ قوت ہے بندگی پر مگر اللہ کی توفیق
سے جو بلند اور بزرگ جو اللہ نے چاہا ہوا
جو نہ چاہا نہ ہوا میں گواہی دیتا ہوں اسکی
کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور مقرر اللہ نے
اپنے علم سے ہر چیز کو گھیر لیا ہے اور
ہر چیز کو شمار میں کر لیا ہے گن کر، خداوندا
میں پناہ مانگتا ہوں اپنی ذات کی
بُرائی سے اور ہر چلنے والے جان دار
کی بُرائی سے جس کی چوٹی کو تو تھامے
ہے یعنی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے
مقرر میرا رب صراطِ مستقیم پر ہے اور
تو ہر چیز کا نگہبان ہے البتہ میرے
کام بنانے والا اللہ ہے، جس نے قرآن
اتارا اور وہ نیکو کاروں کو دوست
رکھتا ہے سو اگر وہ نہ مانیں اور گردن
کشی کریں تو کہہ مجھ کو اللہ کافی ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

کوئی معبود برحق نہیں سوائے اس کے اسی پر میں نے اعتماد کیا اور بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔

برائے خوف حاکم

وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ خَافَ ذَا سُلْطَانٍ فَلْيَقُلْ كٓهٰيٰعٓصٓ كُفِيْتُ حٰمٓعٓسٓقٓ حُمِيْتُ وَيَقْبِضُ كُلَّ اِصْبَعٍ مِّنَ الْيَدِ الْيُمْنٰى عِنْدَ كُلِّ حَرْفٍ مِنَ اللَّفْظِ الْاَوَّلِ وَمِنَ الْيُسْرٰى عِنْدَ كُلِّ حَرْفٍ مِنَ الثَّانِىْ ثُمَّ لِيَفْتَحْهُمَا جَمِيْعًا فِىْ وَجْهِ مَنْ يَّخَافُ عَنْهُ۔

اور میں نے حضرت والدؒ سے سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص کسی صاحب حکومت سے ڈرے اس کو چاہیے یوں کہے۔

اور چاہیے کہ داہنے ہاتھ کی ہر انگلی کو بند کرے لفظ اول کے ہر حرف کے تلفظ کے ساتھ، اور بائیں ہاتھ کی ہر انگلی کو قبض کرے لفظ ثانی کے ہر حرف کے نزدیک، پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند کیے چلا جاوے پھر دونوں کو کھول دے اس کے سامنے جس سے ڈرتا ہے۔

مترجم کہتا ہے لفظ اول سے کٓھٰیٰعٓصٓ اور لفظ ثانی سے حٰمٓعٓسٓقٓ مراد ہے یعنی جب کاف کہے تو داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بند کرے پھر جب ہا کہے یعنی دوسرا حرف بولے تو دوسری انگلی بند کرلے اور یائے تحتانیہ کے بعد تیسری انگلی اور عین کے بعد چوتھی اور صاد کے بعد پانچویں بند کرلے اور علیٰ ہذا

القیاس لفظ ثانی کے ہر حرف کے ساتھ ایک ایک انگلی بائیں ہاتھ کی بند کرے۔

آیاتِ شفا برائے مریض

وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ سِتُّ اٰيَاتٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ تُسَمّٰى بِاٰيَاتِ الشِّفَآءِ يَكْتُبُهَا لِلْمَرِيْضِ فِيْ اِنَاءٍ فَيَمْحُوْهَا بِالْمَآءِ وَلْيَشْرَبْ، وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ، يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ، وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ، وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ، قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ۔

اور میں نے سُنا حضرت والد ماجدؒ سے فرماتے تھے کہ چھ آیتیں ہیں قرآن کی جن کا آیاتِ شفا نام ہے بیمار کے واسطے ان کو ایک برتن میں لکھے اور پانی سے دھو کر پلادے۔ آیاتِ مذکورہ وَیَشْفِ سے آخر تک ہیں ان آیاتِ شفا کا ترجمہ یہ ہے (۱) اور اللہ مومنوں کے سینوں کو شفا بخشے گا (۲) اور امراض سینہ کے لیے شفا ہیں (۳) ان کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہیں اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ (۴) قرآن سے جو کچھ ہم نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے (۵) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا بخشتا ہے (۶) آپ فرما دیجیے کہ وہ مومنوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے۔

سی و سہ آیات برائے دفع از سحر و محافظت از دزدان و درندگان

وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ

اور میں نے حضرت والد سے سُنا فرماتے

آیۃً تنفع من السحر وتکون حرزًا من الشیطان و اللصوص والسباع اربع آیات من اول البقرۃ و آیۃ الکرسی و آیتان بعدھا الی خالدون و ثلث من آخر البقرۃ و ثلث من الاعراف ان ربکم اللہ الی المحسنین و آخر بنی اسرآئیل قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن وعشر آیات من اول الصافات الی لازب و آیتان من سورۃ الرحمٰن یا معشر الجن الی تنتصران و آخر الحشر لو انزلنا ھذا القرآن و آیتان من قل اوحی و انہ تعالیٰ جد ربنا الی شططا، فھذہ ھی الآیات المسماۃ

تھے تینتیس ۳۳ آیتیں ہیں کہ جادو کے اثر کو دفع کرتی ہیں اور شیطان اور چوروں اور درندے جانوروں سے پناہ ہوجاتی ہے چار آیتیں سورہ بقر کے اوّل سے، اور آیۃ الکرسی اور دو آیتیں اس کے بعد کی، خالدون تک اور تین آیتیں آخر سورہ بقرہ کی یعنی للہ ما فی السمٰوٰت سے آخر تک اور تین آیتیں سورہ اعراف کی ان ربکم سے محسنین تک اور سورہ بنی اسرائیل کی پچھلی آیت یعنی قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن سے آخر تک اور دس آیتیں صافات کے اوّل سے لازب تک، اور دو آیتیں سورہ رحمٰن کی یا معشر الجن سے تنتصران تک اور آخر سورہ حشر کی لو انزلنا سے آخر تک اور دو آیتیں سورہ جن کی یعنی قل اوحی کی و انہ تعالیٰ جد ربنا سے

بِثَلٰثٍ وَّ ثَلٰثِیْنَ اٰیَۃً وَکَانَ سَیِّدِیْ الْوَالِدُ یَزِیْدُ عَلَیْھَا الْفَاتِحَۃَ وَ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ وَ یَاْخُذُ مِنْ اَوَّلِ السُّوْرَۃِ قُلْ اُوْحِیَ اِلٰی شَطَطًا۔

شَطَطًا تک تو یہی آیات مذکورہ تینتیس آیات سے مسمّٰی ہیں اور ہمارے والد مرشد آیاتِ مذکورہ پر سورۂ فاتحہ اور قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ زیادہ کہتے تھے اور سورۂ جن سے اوّل آیت یعنی قُلْ اُوْحِیَ سے شَطَطًا تک لیتے تھے۔

مترجم کہتا ہے حضرت مصنف قدس سرہٗ نے آیاتِ مذکورہ کا پتہ بتایا بطور اختصار کے کہ واقف سمجھ لے گا، تو ناواقفوں کے واسطے مناسب معلوم ہوا کہ آیاتِ ممدوحہ کو یہاں پورا ذکر کر دیا جائے۔ تاکہ تلاش نہ کرنی پڑے۔

الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ج ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ج مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ج یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ إِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ

بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ

لَا انْفِصَامَ لَهَا ۚ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى

النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا أَوْلِيٰٓـؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ

النُّوْرِ إِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ أَنْفُسِكُمْ

أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۗ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ

يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۚ

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ

أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۚ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا

وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا

كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِنْ نَّسِيْنَآ

أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ

عَنَّا وقف وَاغْفِرْ لَنَا وقف وَارْحَمْنَا وقف أَنْتَ مَوْلٰىنَا وقف فَانْصُرْنَا

عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۝

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا ۝ وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ

أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّنْ طِينٍ لَّازِبٍ ۝

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ۝

لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۚ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝ وَأَنَّهُ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝

برائے حفظ چیچک

وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ إِذَا ظَهَرَ مَرَضُ الْحَصْبَةِ فَخُذْ خَيْطًا أَزْرَقَ

اور میں نے حضرت والد سے سنا فرماتے تھے کہ جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور اس پر

وَاقْرَأْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ وَ كُلَّمَا مَرَرْتَ عَلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ فَاعْقِدْ عُقْدَةً وَّانْفِثْ فِيْهَا وَعَلِّقِ الْخَيْطَ فِيْ عُنُقِ الصَّبِيِّ يُعَافِهِ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ۔	سورہ رحمٰن پڑھ اور جب بار کہہ تو فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پر پہنچے تو ایک گرہ دے اور اس پر پھونک ڈال اور دھاگے کو لڑکے کی گردن میں باندھ دے، حق تعالیٰ اس کو اس بیماری سے آرام دے گا۔

نامھائے اصحاب کھف، برائے امان از غرق و آتش زرگی و غارت گری و دزدی۔

وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَسْمَاءُ اَصْحٰبِ الْكَهْفِ اَمَانٌ مِّنَ الْغَرَقِ وَالْحَرْقِ وَالنَّهَبِ وَ السَّرَقِ۔	اور سُنا میں نے حضرت والدؒ سے فرماتے تھے کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے، الٰہی سے آخر تک دُعا کرے۔

اِلٰهِيْ بِحُرْمَةِ يَمْلِيْخَا مَكْسَلْمِيْنَا كَشْفُوْطَطْ اَذَرْفَطْيُوْنُسْ كَشَافَطْيُوْنُسْ، تَبْيُوْنُسْ يُوَانِسْ بُوْنُسْ وَكَلْبُهُمْ قِطْمِيْرُ وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ۔

برائے حاجت روائی

وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِذَا اعْتَرَضَتْ لَكَ حَاجَةٌ	اور سُنا میں نے حضرت والدؒ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرماتے

فَاقْرَأْ يَا بَدِيْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ اَلْفًا وَّمِائَتَيْ مَرَّةٍ اِثْنَا عَشَرَ يَوْمًا فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْضِيْ حَاجَتَكَ هٰذِهٖ عَنْ اَبِيْ اَجَازَنِيْ سَيِّدِي الْوَالِدُ بِهَا فِيْ جُمْلَةِ مَا اَجَازَنِيْ ۔

تجھے کہ جب تجھ کو کوئی حاجت درپیش آوے تو یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ کو بارہ سو بار پڑھ بارہ دن تک کہ حق تعالٰے تیری حاجت برلاویگا اور ان اعمال مذکورہ کی اوّل فصل سے یہاں تک مجھ کو میرے والد مرشد نے اجازت دی ہے منجملہ اور اعمال کے کہ جن میں مجھ کو اجازت فرمائی ہے۔

نماز برائے قضائے حاجات

لِقَضَاءِ حَاجَاتِ الْمُهِمَّةِ يَرْكَعُ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي الْاُوْلٰى بَعْدَ الْفَاتِحَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ط وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مِائَةَ مَرَّةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ

حاجاتِ مشکلہ کے برآنے کے واسطے چار رکعتیں پڑھے، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ کو سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ سو بار پڑھے اور تیسری رکعت میں

---

[1] صلوٰۃ الحاجۃ جو حدیث شریف میں آئی ہے وہ ظفر جلیل وغیرہ کتب حدیث میں مذکور ہے پڑھنا اس کا افضل سب سے ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ۱۲۔

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَ فِی الثَّالِثَةِ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ مِائَةَ مَرَّةٍ وَفِی الرَّابِعَةِ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ مِائَةَ مَرَّةٍ ثُمَّ یُسَلِّمُ وَ یَقُوْلُ رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ مِائَةَ مَرَّةٍ۔

بعد فاتحہ کے وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ سو بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ سو بار پڑھے پھر سلام پھیر کے رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ سو بار

ف: مولانا[1] نے فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ چاروں آیتیں اسم اعظم ہیں کہ جن کے وسیلے سے جو سوال کرے پاوے اور جو دُعا کرے قبول ہو، اور مجھ کو تعجب آتا ہے اس شخص سے بواسطہ ان کے دُعا کرے اور قبول نہ ہو، فائدہ جلیلہ حضرت شاہ اہل اللہ قدس سرہ نے چار باب میں فرمایا کہ جو عمل کہ حصول ہر مطلب میں جلالی ہو یا جمالی حکم میں کبریت احمر کے ہے اور اس کو

[1] جناب مولانا عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ نے بیچ تفسیر سورۂ نٓ کے جب یہ آیت لَوْ لَا اَنْ تَدَارَکَهٗ نِعْمَةٌ الآیۃ کے لکھا ہے کہ مشائخ معتبرین سے واسطے دفع ہر غم و اندوہ کے آیت لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ الآیۃ کا پڑھنا تریاق مجرب ہے اور طریق اس کے پڑھنے کے دو ہیں ایک تو یہ کہ سوا لاکھ بار بہئیت اجتماعی ایک مجلس میں پڑھے دوسرے یہ کہ ایک شخص تن تنہا اس آیت کو تین سو بار بعد نماز عشا کے تاریک مکان میں بیٹھ کر ساتھ شرائط طہارت اور استقبالِ قبلہ کے پڑھے اور پیالہ پانی کا بھر کر اپنے پاس رکھ لیوے اور لمحہ لمحہ اس پانی میں ہاتھ اپنا ر(باقی اگلے صفحہ پر)

اسمِ اعظم شمار کیا گیا ہے، وہ آیت یہ ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دُعا ذوالنون علیہ السلام کی ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں فرمائی، جو مسلمان جس مطلب کے واسطے اس آیت سے دُعا کرے گا قبول ہوگی اور حق یہ ہے کہ یہ دُعا نہایت مجرب التاثیر اور سریع الاثر ہے جس امر میں چاہے اس آیت سے دُعا کرے اور مشائخ اس کی سرعتِ تاثیر اور عدمِ تخلف پر اجماع اور اتفاق رکھتے ہیں اور طریقہ دُعا کا انہوں نے باقسامِ متعددہ ذکر کیا ہے، آسان تر دو طریقے ہیں ایک یہ کہ بارہ دن تک بہ نیت حصولِ مطلب بارہ ہزار بار پڑھے اور اگر نہ ہو سکے تو بارہ سو بار پڑھے اول اور آخر چند بار درود پڑھ کے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک لاکھ پچیس ہزار بار پڑھے،

خلاصہ یہ کہ اس کی قوتِ تاثیر میں کچھ شک نہیں اس واسطے کہ ایسا کوئی عمل نہیں کہ جس کی صحت قرآن مجید سے بھی ہو اور صحیح حدیث سے بھی اور مشائخ کے اقوال سے بھی، سوائے اس کے قرآن میں اس کی شان میں وارد ہے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ڈال کر اپنے بدن اور منہ پر پھیرتا رہے، تین روز یا سات روز یا چالیس روز اسی ترتیب سے پڑھے انتہیٰ۔ اور ظفر جلیل میں در ضمن دُعاؤں دفع غم کے قول حضرت امام جعفر صادقؒ کا بیچ فضائل ان چاروں آیتوں کے خوب لکھا ہے جو چاہے سو دیکھ لے ۱۲

وَلِمَنْ خَبَطَهُ الشَّيْطَانُ يَقْرَأُ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ۔
وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۝

اور جس کو شیطان باؤلا کر ڈالے یعنی جس پر آسیب کا خلل ہو تو اس کے بائیں کان میں یہ آیت سات بار پڑھے
وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۝

وَأَيْضًا يُؤَذِّنُ فِي أُذُنِهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَيَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالطَّارِقِ وَآخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَسُوْرَةِ الصَّافَّاتِ كُلِّهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْتَرِقُ۔

اور دفع آسیب کا یہ بھی عمل ہے۔ کہ اس کے کان میں سات بار اذان دے اور سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور آیۃ الکرسی اور سورہ طارق یعنی والسماء والطارق اور سورۂ حشر کی آیتیں یعنی ھو اللہ الذی سے آخر تک، اور سورہ صافات ساری پڑھے آسیب جل جاوے۔

وَأَيْضًا يَقْرَأُ فِي أُذُنِهِ أَفَحَسِبْتُمْ إِلٰى آخِرِ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔
أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ

اور آسیب زدہ کے واسطے یہ بھی عمل ہے کہ اس کے کان میں آخر سورہ مومنون کی یہ آیتیں پڑھے۔
کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں

عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

بے کار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہ لوٹائے جاؤ گے، اللہ بادشاہ برحق بلند ہے (شرک وغیرہ سے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہ) عرش کریم کا رب ہے، اور جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو پکارے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہو گا۔ کہ وہ کافروں کو فلاح یاب نہیں کرتا آپ کہہ دیجیے کہ اے میرے رب مغفرت اور رحم فرما کہ تو ارحم الراحمین ہے۔

...

وَاَيْضًا يَقْرَأُ عَلٰى مَاءٍ طَاهِرٍ اَلْفَاتِحَةَ وَاٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَخَمْسَ اٰيَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْجِنِّ وَيَرُشُّ بِهٖ وَجْهَهٗ فَاِنَّهٗ يُفِيْقُ وَاِذَا اَحَسَّ بِالْجِنِّ فِيْ مَكَانٍ نَرُشُّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَآءِ

اور دفع آسیب کا یہ بھی عمل ہے کہ پاک پانی پر سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں اول سورہ جن کی پڑھے اور اس پانی کا اس کے منہ پر چھینٹا مارے کہ ہوش میں آجاوے گا۔ اور جب کسی مکان میں جن معلوم ہوتا ہو تو اسی پانی سے

فِیْ نَوَاحِیِ الْمَکَانِ کَانَّہٗ لَا یَعُوْدُ اِلَیْہِ۔

اس مکان کی نواحی[ا] میں چھینٹے مارے تو وہاں پھر نہ آوے گا۔

مترجم کہتا ہے سورہ جن کی آیات مذکورہ یہ ہیں؛

عمل آسیب زدہ برائے دفع جنّ از خانہ

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّھْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا ۙ وَّ اَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّ لَا وَلَدًا ۙ وَّ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ سَفِیْھُنَا عَلَی اللّٰہِ شَطَطًا ۙ وَّ اَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ۙ

وَلِاِنْمَامِ الشَّیْطَانِ بِالْبَیْتِ وَرَمْیِھِمْ بِالْحِجَارَۃِ یَقْرَأُ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا اِلٰی رُوَیْدًا

اور واسطے قریب ہونے شیطان کے گھر سے اور ان کے پتھر پھینکنے کے لیے یہ آیت پڑھے اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا ۚ فَمَھِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا۔

عَلٰی اَرْبَعَۃِ مَسَامِیْرَ عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ مَرَّۃً ثُمَّ یَدْفِنُھَا فِیْ اَرْبَعَۃِ اَطْرَافِ ذٰلِكَ الْبَیْتِ۔

چار لوہے کی کیلوں پر ہر کیل پر پچیس پچیس بار، پھر ان کو گھر کے چاروں کونوں میں ٹھونک دے۔

[ا] نواحی بمعنی اطراف ۱۲

برائے دفع جن از خانہ | وَ اَیْضًا
یُکْتَبُ اَسْمَآءَ اَصْحَابِ الْکَھْفِ
فِیْ جُدْرَانِ الْبَیْتِ ۔

بانجھ پن دُور کرنے کے لیے

وَلِلْعَقِیْمَۃِ یُکْتَبُ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ
فِیْ رَقِّ الْغَزَالِ بِالزَّعْفَرَانِ
وَمَاءِ الْوَرْدِ ثُمَّ تُعَلِّقُ فِیْ عُنُقِھَا
وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِہِ
الْجِبَالُ اِلٰی جَمِیْعًا، وَ اَیْضًا
یَقْرَءُ عَلٰی اَرْبَعِیْنَ قَرَنْفُلًا عَلٰی کُلِّ
وَاحِدٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَوْ کَظُلُمٰتٍ
اِلٰی نُوْرٍ ہٗ تَاکُلُ کُلَّ یَوْمٍ وَاحِدًا
وَّ ابْتَدَأَتْ مِنْ وَّقْتِ فَرَاغِتِھَا
مِنْ غُسْلِ الْمَحِیْضِ وَیُوَاقِعُھَا
زَوْجُھَا فِیْ تِلْکَ الْاَیَّامِ ۔
پوری آیت یہ ہے اَوْ کَظُلُمٰتٍ
فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰاہُ مَوْجٌ مِّنْ
فَوْقِہٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُھَا
فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰاھَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ

اور یہ بھی دفع جن کا عمل ہے کہ
اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں
میں لکھے ۔

اور عقیمہ یعنی بانجھ عورت کے واسطے
ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے
یہ آیت لکھے، وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ
بِہِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِہِ الْاَرْضُ
اَوْ کُلِّمَ بِہِ الْمَوْتٰی بَلْ لِّلّٰہِ
الْاَمْرُ جَمِیْعًا ۰ پھر اس
تعویذ کو اس کی گردن میں
باندھے، اور یہ بھی عقیمہ کے
واسطے ہے کہ چالیس لونگوں پر
سات بار اس آیت کو پڑھے
اور ایک لونگ کو ہر دن کھلاوے
اور شروع کرے حیض کے
غسل کے ہونے سے اور اُن
دنوں میں اس کا زوج اس
سے صحبت کرتا رہے ۔

لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

ف: مولاناؒ نے فرمایا اور شرط اس عمل کی یہ بھی ہے کہ لونگ رات کو کھائے اور اس پر پانی نہ پیئے۔

برائے اسقاطِ جنین وَالَّتِیْ تُسْلِصُ جَنِیْنَهَا یَاْخُذُ خَیْطًا مُعَصْفَرًا عَلٰی مِقْدَارِ طُوْلِهَا وَ یَعْقِدُ عَلَیْهِ تِسْعَ عُقَدٍ یَّنْفُثُ فِیْ كُلٍّ مِّنْهَا وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلٰی مُحْسِنُوْنَ ۝ وَقُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اِلٰی اٰخِرِهَا۔

اور جو عورت بچہ اسقاط کر دیتی ہو تو ایک تاگا کسم کا رنگا اس کے قد کے برابر لے اور اس پر نو گرہیں لگا دے اور ہر گرہ پر وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھے اور پھونکے۔

برائے دردِ زہ وَالَّتِیْ ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ یَكْتُبُ فِیْ رُقْعَةٍ وَّ اَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ، اِهْیًا اَشْرَاهِیًا وَیَلُفُّ الرُّقْعَةَ

اور جس عورت کو دردِ زہ یعنی لڑکا پیدا ہونے کا درد تکلیف دے تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھے، وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ، اِهْیًا اَشْرَاهِیًا اور اس پرچے کو پاک کپڑے میں لپیٹ

فِیْ ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَّيُعَلِّقُهَا فِیْ فَخْذِهَا الْيُسْرٰى فَاِنَّهَا تَلِدُ سَرِيْعًا، قُلْتُ حَفِظْتُ مِنْ كِتَابِ الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ عَنِ الْاَعْمَشِ اَنَّ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ دُعَاءُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعْنَاهُ يَا حَيُّ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّيَا حَيُّ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ۔

اور اس کی بائیں ران پر باندھے تو وہ جلد جنے گی، میں کہتا ہوں مجھ کو یاد ہے جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب دُرِّ منثور سے بروایت اعمشؒ کہ یہ کلمہ اھیًا اشَرَ اھیًا جناب موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے، معنی اس کے یہ ہیں کہ اے زندہ قبل ہر چیز کے اور اے زندہ بعد ہر چیز کے۔

ف: مترجم کہتا ہے اِھیًا بکسر ہمزہ و اَشَرَ اھیًا بفتح ہمزہ و شین لفظ یونانی ہے، یعنی وہ ازلی کہ کبھی اس کو زوال نہیں اور شَرَ اھیا کہنا بدون ہمزہ کے خطا ہے، بزعم علمائے یہود کے، کذا فی القاموس،

مولاناؒ نے فرمایا اگر اوّل سورۃ سے حُقِّقَتْ تک شیرینی پر پڑھے اور حاملہ کو کھلاوے تو بھی جلد جنے۔

برائے زنے کہ فرزند نر بینہ نزاید

وَالَّتِیْ لَا تَلِدُ اِلَّا اُنْثٰى يُكْتَبُ قَبْلَ اَنْ تَمْضِیَ عَلَى الْحَمْلِ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ عَلٰى رِقِّ الْغَزَالِ بِالزَّعْفَرَانِ وَمَاءِ الْوَرْدِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَللّٰهُ يَعْلَمُ

اور جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکھے:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ

مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَ مَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَ کُلُّ شَیْئٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالُ ۝ وَهٰذِهِ الْاٰیَةَ یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ الْاٰیَةَ

ثُمَّ یَکْتُبُ بِحَقِّ مَرْیَمَ وَ عِیْسٰی اِبْنًا طَوِیْلَ الْعُمْرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ۔

برائے زنیکہ فرزندش نزید

وَ اَخْبَرَنِیْ مَنْ اَثِقُ بِهٖ لِلْمُقْلَاةِ لَا یَعِیْشُ لَهَا وَلَدٌ یَاْخُذُ نَانْخُوَاہُ وَ الْفُلْفُلِ الْاَسْوَدِ وَیَقْرَأُ عَلَیْهِمَا عِنْدَ ظَهِیْرَةِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ اَرْبَعِیْنَ مَرَّةً سُوْرَةَ الشَّمْسِ یَبْدَاُ کُلَّ مَرَّةٍ بِالصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

وَمَا تَزْدَادُ وَ کُلُّ شَیْئٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالُ ۝

اور اس آیت کو لکھے:

یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ﹰاسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۝ پھر یہ لکھے:

بِحَقِّ مَرْیَمَ وَعِیْسٰی اِبْنًا صَالِحًا طَوِیْلَ الْعُمْرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ۔

پھر اس تعویذ کو حاملہ باندھے رہے۔

اور اس شخص نے جس پر مجھ کو اعتماد ہے خبر دی کہ جس عورت کا لڑکا نہ زندہ رہتا ہو تو اجوائن اور کالی مرچ لے دونوں چیزوں پر دوشنبے کے دن دوپہر کو چالیس بار سورۃ والشمس پڑھے، ہر بار درود شریف پڑھ کر شروع کرے اور اسی پر ختم کرے اس کو ہر روز عورت کھایا کرے، حمل

لہ مقلاۃ بالکسر زنے کہ فرزندش نہ زید ۱۲ س

وَيَخْتِمُ بِهَا تَأْكُلُهَا الْمَرْأَةُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ حَمْلِهَا إِلَى فِطَامِ الْوَلَدِ۔

کے دن سے لڑکے کے دودھ چھڑاتے تک۔

ایضاً برائے فرزند نرینہ

وَ اَخْبَرَنِي اَيْضًا لِلَّتِي لَا تَلِدُ اِلَّا اُنْثٰى اَنْ تَخُطَّ خَطًّا مُسْتَدِيْرًا عَلٰى بَطْنِهَا سَبْعِيْنَ مَرَّةً فِي كُلِّ مَرَّةٍ يَقُوْلُ مَعَ اِدَارَةِ الْاِصْبَعِ يَا مَتِيْنُ۔

اور یہ بھی اسی شخص معتمد نے مجھ کو خبر دی کہ جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو اس کے پیٹ پر گول لکیر کھینچے ستر بار ہر بار انگلی کے پھیرتے کے ساتھ یَا مَتِیْنُ کہے۔

اعمال برائے چشم زخم ساحرہ کہ در ہندی ڈائن و ٹنھیا گویند

ثُمَّ نَعُوْدُ اِلَى الْكَلَامِ الْاَوَّلِ فَنَقُوْلُ مِنْ تِلْكَ الْعَزَائِمِ لِلصَّبِيِّ الَّذِيْ اَصَابَهُ عَيْنُ عَائِنَةٍ يَخُطُّ خَطًّا مُسْتَدِيْرًا بِالسِّكِّيْنِ وَهُوَ يَقْرَاُ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَهٰذِهِ الْاٰيَاتُ وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ه وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ، لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ

پھر ہم رجوع کرتے ہیں پہلے کلام کی طرف تو کہتے ہیں ان ہی عزیمتوں سے یعنی جن کی والد ماجد سے اجازت ہے یہ عمل ہے اس لڑکے کے واسطے جس کو نظر لگانے والی عورت کی نظر لگ گئی اس عورت کو ڈائن اور ٹنھیا بھی کہتے ہیں۔ ایک گول لکیر[1] چھری سے کھینچیے آیۃ الکرسی اور ان آیتوں کو پڑھتے ہوئے وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ

---

[1] گول لکیر یعنی دائرہ ۱۲

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ
وَيَمْحُو اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ
الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ه ثُمَّ يَقُوْلُ
اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ
التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ
شَيْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ وَّعَيْنٍ
لَامَّةٍ يَا حَفِيْظُ يَا رَقِيْبُ
يَا وَكِيْلُ يَا كَفِيْلُ ،
فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ج
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ه
ثُمَّ يَرْكُزُ السِّكِّيْنَ
فِيْ وَسْطِ الدَّائِرَةِ وَيَقُوْلُ
رَكَزْتُهَا فِيْ قَلْبِ الْعَائِنَةِ
ثُمَّ يَسْتُرُهَا
تَحْتَ صَحْفَةٍ اَوْ
قَعْبٍ۔

برائے چشم زخم | وَاَيْضًا اِذَا
تَحَقَّقَ الْعَيْنُ وَالْعَائِنُ

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ه
وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ
بِكَلِمَاتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ
الْكَافِرِيْنَ ه لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ
يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُجْرِمُوْنَ ه وَيَمْحُو اللّٰهُ الْبَاطِلَ
وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ اِنَّهٗ
عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ه
پھر یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ
التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّ
هَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَامَّةٍ يَا حَفِيْظُ
يَا رَقِيْبُ يَا وَكِيْلُ يَا كَفِيْلُ
فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
پھر چھری کو کنڈل کے اندر گاڑے اور کہے کہ
یا فلانے اور اس کا نام لے کر پکارے نظر
لگانے کے وقت یا اس وقت جب خود
اس کا ذکر کرے تو اس کا اثر باطل ہو جاویگا۔

اور یہ بھی ہے کہ جب نظر لگانا اور
نظر کا لگانے والا ثابت ہو جاوے تو

وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ اِزَارِهٖ فِیْ اِنَاءٍ ثُمَّ صَبَّ ذٰلِكَ الْمَاءَ عَلَی الْمَعِيْنِ بَرَأَ مِنْ سَاعَتِهٖ قُلْتُ اَخْرَجَ مَالِكٌ فِی الْمُوَطَّا اَمْرَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِعَائِنٍ قَرِيْبًا مِّنْ هٰذِهِ الْكَيْفِيَّةِ۔

اس کے منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اس کی شرمگاہ کے دھونے کو کہے ایک برتن میں اور اس پانی کو اس پر چھڑکے جس کو نظر لگی تو اسی دم اچھا ہو جاوے، میں کہتا ہوں امام مالک نے مؤطا میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگانے والے کو اسی طرح کے مانند حکم کیا یعنی شرمگاہ وغیرہ دھونے کا

ف: مولاناؒ نے فرمایا کہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی، اور جب کوئی تم سے دُھلا دے تو دھو دو، یعنی اگر دفع نظر کے واسطے کوئی تم سے درخواست کرے کہ منہ وغیرہ دھو دیجیے تو دھو دینا چاہیے، کہ شاید تمہاری نظر لگ گئی ہو، اس کا بُرا ماننا عبث ہے، اور روایت ہے کہ عثمانؓ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا تو فرمایا اس کی ٹھوڑی میں کالا ٹیکا لگا دو کہ اس کو نظر نہ لگے۔

مترجم کہتا ہے کہ یہ جو لڑکے کے کالا ٹیکا لگا دیتے ہیں معلوم ہوا کہ بے اصل بات نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] کالا ٹیکا لڑکوں کے واسطے دفع نظر کے اثر سے ترمذی میں ثابت ہے ۱۲

وَ اَیضًا اِذْرَاعُ مِنْ خَیطٍ طَاهِرٍ ثَلٰثَةَ اَذْرُعٍ وَاتْرُکْهُ عِنْدَ مَنْ یَحْفَظُهٗ ثُمَّ اقْرَأْ هٰذِهِ الْعَزِیْمَةَ عَلَی الْمَعْیُوْنِ ثُمَّ اذْرَعْ ثَانِیًا فَاِنْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَهُوَ مَعْیُوْنٌ فَکَرِّرِ الْعَمَلَ ثَلٰثًا یَذْهَبْ اَثَرُ الْعَیْنِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَ تَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ عَزَمْتُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةٍ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةٍ بِعِزِّ عِزِّ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَرٰی بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، عَزَمْتُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِحَقِّ اَشْرَاهِیَا بَرَاهِیَا اَدُوْنِیَا اَصْبَاَوْتُ اٰلِ شَدَّای عَزَمْتُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ شَهْتُ بَهْتُ اُنْتَهَتْ بِاَقْتِطَاعِ النَّجَا بِالَّذِیْ لَا یَقْوٰی عَلَیْهِ اَرْضٌ وَلَا سَمَاءٌ اِخْرُجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ کَمَا اُخْرِجَ یُوْسُفُ مِنَ الْمَضِیْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰی فِی الْبَحْرِ طَرِیْقٌ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِیْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی، وَاللّٰهُ تَعَالٰی بَرِیْءٌ مِّنْكِ اُخْرُجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِاَلْفِ اَلْفِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ، اُخْرُجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْءِ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، وَنُنَزِّلُ مِنَ

الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰهِ ؕ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ۔

ایضاً برائے چشم زخم اور یہ بھی چشم زخم کا عمل ہے کہ ایک پاک دھاگا تین ہاتھ ناپ کا لیوے اور اس کے پاس رکھ جو نظر زدہ ہے پھر یہ عزیمت یعنی عَزَمْتُ عَلَیْكَ سے آخر تک پڑھے جس پر نظر لگی ہے پھر اس تاگے کو دوسری بار ناپ سو اگر تین ہاتھ سے بڑھ جائے یا کم ہو جائے تو معلوم کر کہ اس کو نظر لگی ہے۔ تو اس عمل کو تین بار مکرر کر، نظر کا اثر دور کرے گا طریقہ عزیمت کا یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ کو تین بار پڑھے اور سورہ فاتحہ کو تین بار پڑھ کر عزیمت مذکورہ شروع کرے اور بجائے فلاں بن فلانہ کے اس کا اور اس کی ماں کا نام لے۔

برائے مسحور و مریض مایوس العلاج

وَلِلْمَسْحُوْرِ وَالْمَرِیْضِ الَّذِیْ اَعْیَا الْاَطِبَّآءَ مَرَضُهٗ یَکْتُبُ فِیْ اِنَآءٍ صِیْنِیٍّ اَبْیَضَ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِهٖ وَبَقَآئِهٖ

اور جس پر جادو کا اثر ہو اور اس بیمار کے واسطے جس کی بیماری نے طبیبوں کو عاجز کر دیا ہو چینی کے سفید برتن میں یہ اسم لکھے یَا حَیُّ[1] حِیْنَ لَا حَیَّ

[1] یعنی اے زندہ اس وقت کہ نہیں تھا کوئی زندہ قائم ہے تو بیچ بادشاہت ہمیشہ اپنی کے اور بقا اپنی کے اے زندہ اچھا کر دے اس بیمار کو ۱۲

يَا حَيُّ فَيَمْحُوْهُ بِالْمَاءِ وَيَشْرَبُ اِلٰى اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا۔ قُلْتُ وَرَاَيْتُ سَيِّدِى الْوَالِدَ يَزِيْدُ عَلَيْهِ الْفَاتِحَةَ۔

فِىْ دَيْمُوْمَتِهٖ مُلْكِهٖ وَبَقَائِهٖ يَا حَيُّ پھر اس کو پانی سے دھو کر چالیس دن پیئے،

میں کہتا ہوں میں نے حضرت والدؒ کو دیکھا کر اس اسم پر سورۂ فاتحہ زیادہ کرتے تھے۔

برائے گم شدہ

وَمَنْ ضَاعَ لَهٗ شَيْءٌ فَقَالَ يَا حَفِيْظُ مِائَةَ مَرَّةٍ وَتِسْعَ عَشَرَ مَرَّةٍ مِّنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَّنُقْصَانٍ ثُمَّ قَرَأَ يَا بُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اِلٰى يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ، مِائَةَ مَرَّةٍ وَتِسْعَ عَشَرَةَ مَرَّةً رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ ضَالَّتَهٗ۔

اور جس کی کوئی چیز کھوئی جاوے پھر کہے یَا حَفِيْظُ ایک سو انیس بار بدون زیادتی اور کمی کے پھر یہ آیت یَا بُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِىْ صَخْرَةٍ اَوْ فِى السَّمٰوٰتِ اَوْ فِى الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ایک سو انیس بار پڑھے تو حق تعالےٰ اس کی گم ہوئی چیز کو اسکے پاس پھیر لاوے گا۔

برائے شناختن دزد

وَلِمَعْرِفَةِ السَّارِقِ يَتَقَابَلُ اثْنَانِ وَيُمْسِكَانِ الْاِبْرِيْقَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِمَا السَّبَّابَتَيْنِ

اور چور کے پہچاننے کے واسطے دو شخص آمنے سامنے بیٹھیں اور بدھنی کو اپنے درمیان تھامے رہیں اور اس کو کلمے کی دو انگلیوں سے اٹھائے رہیں اور جس پہ چوری کی تہمت ہو اس

وَ يَكْتُبُ اِسْمَ الْمُتَّهَمِ فِي الْاِبْرِيْقِ وَيَقْرَءُ سُوْرَةَ يٰسٓ اِلٰى مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۞ فَاِنْ كَانَ هُوَ الَّذِيْ سَرَقَ دَارَ الْاِبْرِيْقُ فَاِنْ لَّمْ يَدُرْ فَلْيَمْحُ اِسْمَهٗ وَلْيَكْتُبْ اِسْمَ غَيْرِهٖ وَهٰكَذَا حَتّٰى يَدُوْرَ قُلْتُ وَ يَجِبُ عَلٰى مَنِ اطَّلَعَ عَلَى السَّارِقِ بِاَمْثَالِ هٰذِهٖ اَنْ لَّا يَجْزِمَ بِسَرِقَتِهٖ وَلَا يُشِيْعَ فَاحِشَتَهٗ بَلْ يَتَّبِعُ الْقَرَائِنَ فَاِنَّمَا هِيَ طَرِيْقُ اِتِّبَاعِ الْقَرَائِنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ الخ	کا نام بدھنی میں لکھے اور سورہ یٰسٓ کو مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ تک پڑھے سو اگر وہی شخص چور ہوگا تو بدھنی گھوم جاوے گی، پھر اگر نہ گھومے تو اس کا نام مٹا کر دوسرے شخص کا نام لکھے، اور وہیں تک پڑھے، اور اسی طرح ہر شخص متہم کا نام لکھتا جاوے یہاں تک کہ گھومے۔ مَیں کہتا ہوں کہ جو شخص بہ عمل یا ایسا کوئی اور عمل کرکے چور پر مطلع ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کے چرانے پر یقین نہ کرے اور اس کو بدنام نہ کرے بلکہ قرائن کی پیروی کرے کہ یہ عمل بھی اتباع قرائن کا ایک طریقہ ہے، حق تعالےٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا اور نہ پیچھے پڑ اس چیز کے جس کا تجھ کو یقین نہیں، مقرر کان اور آنکھ اور دل ہر ایک کا سوال کیا جاوے گا۔

برائے بردہ گریختہ

وَاِذَا اَبَقَ لَكَ اٰبِقٌ فَاكْتُبْ فِيْ قِرْطَاسٍ وَّاجْعَلْهُ فِيْ غِطَاءٍ وَاتْرُكْهُ فِيْ بَيْتٍ مُّظْلِمٍ وَضَعْهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ وَهِيَ الْفَاتِحَةُ وَاٰيَةُ الْكُرْسِيِّ ثُمَّ اكْتُبْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَنْ فِيْهِنَّ فَاجْعَلْ اَللّٰهُمَّ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَمَا فِيْهِمَا عَلٰى عَبْدِكَ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ اَضْيَقَ مِنْ خَلْقِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ثُمَّ اكْتُبْ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ اِلٰى فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ، وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ط وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ

اور اگر تیرا غلام بھاگ گیا ہو تو ایک کاغذ میں لکھ اور اس کو کسی چیز میں لپیٹ کر اندھیری کوٹھڑی میں دو پتھروں کے بیچ میں رکھ دے یعنی سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی کو لکھ کر پھر اَللّٰهُمَّ سے يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ تک لکھ پھر یہ آیت لکھ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ط وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝

فَتُمَاتُ مَجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاٰیَاتِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّكَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَرُدَّ الْعَبْدَ اِلٰی مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ سے آخر تک[1]

ترجمہ: الٰہی میں تجھ سے ان آیات کے وسیلہ سے تیرے نبی محمدؐ اور ان کی آل واصحاب پر نزول رحمت وسلامتی کی درخواست کرتا ہوں کہ اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے اس فرار شدہ غلام کو اسکے آقا کے پاس پہنچا دے۔

برائے انجاح حاجت

وَاِذَا اَرَدْتَ اَنْ یُّنَجِّحَ اللّٰهُ حَاجَتَكَ فَاقْرَأْ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ بِاَنْ تُوْصِلَ مِیْمَ الْبَسْمَلَةِ بِلَامِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَبْدَءُ مِنْ یَّوْمِ الْاَحَدِ بَیْنَ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَفَرْضِهٖ سَبْعِیْنَ مَرَّةً وَّالْیَوْمَ الثَّانِیْ سِتِّیْنَ وَهٰكَذَا تَنْقُصُ

اور جب تو چاہے کہ حق تعالیٰ تیری مراد برلاوے تو سورہ فاتحہ کو پڑھ اس طرح کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی میم کو الحمد للہ کے لام سے ملاوے یکشنبہ کے دن سے فجر کی سنت اور فرض کے درمیان میں شروع کرے ستر بار اور دوسرے دن اسی وقت ساٹھ بار اور تیسرے دن پچاس

---

[1] معمول مولانا اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تھا کہ گم ہوئی چیز کے لیے یا کسی لڑکے وغیرہ کے گم ہونے کے لیے یہ درود شریف لکھ کر دیتے تھے کہ کسی اونچی جگہ یعنی درخت یا کھونٹی وغیرہ پر لٹکا دے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ وَّاَلْفَ اَلْفِ ذَرَّةٍ ۱۲ ق

كُلَّ يَوْمٍ عَشَرَةً حَتّٰى يَكُوْنَ يَوْمَ السَّبْتِ عَشَرَ مَرَّةً ۔

طریقہ استخارہ

كرِاِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَرٰى فِيْ مَنَامِكَ مَا فِيْهِ مَخْرَجٌ مِمَّا اَنْتَ فِيْهِ مِنَ الضِّيْقِ تَتَوَضَّأُ وَاَلْبِسْ ثِيَابًا طَاهِرَةً وَنُمْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ عَلٰى يَمِيْنِكَ وَاقْرَأْ وَالشَّمْسِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَاللَّيْلِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ بَدَلَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سُوْرَةُ التِّيْنِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ كَذَا وَكَذَا وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَمَخْرَجًا وَّاَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰى اِجَابَةِ دَعْوَتِيْ فَاِنْ رَاَيْتَ مَا يَسُرُّكَ وَاِلَّا فَافْعَلْ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي اللَّيْلَةِ

بار اسی طرح ہر روز دس دس بار کم کرتا جاوے یہاں تک کہ ہفتے کے دن دس بار پڑھے

اور جب تو چاہے کہ اپنے خواب میں وُہ حال دیکھے جس میں تیری خلاصی ہے۔ اس تنگی سے جس میں تو مبتلا ہے تو وضو کر اور پاک کپڑے پہن اور قبلہ رُو داہنی کروٹ پر لیٹ اور سورۃ والشمس کو سات بار اور سورۃ واللیل کو سات بار اور قل ہو اللہ کو سات بار پڑھ، اور دوسری روایت میں قل ہو اللہ کے عوض سورہ والتین کا سات بار پڑھنا آیا ہے پھر یوں کہے خداوندا مجھ کو میرے خواب میں ایسا دکھلا دے اور میرے اس حال میں کشادگی اور خلاصی کر دے اور میرے خواب میں وہ چیز دکھا دے جس سے میں اپنی دُعا کے قبول ہو جانے کو دریافت کر جاؤں، تو اگر تُو اسی رات وہ چیز خواب میں دیکھے جس کو تو چاہتا ہے تو خوب ہوا، اور نہیں تو اسی طرح دوسری رات

فَاِنْ رَاَيْتَ وَاِلَّا فِي الثَّالِثَةِ	کر، سو اگر مطلب حاصل ہو فھوالمراد،
اِلَى السَّابِعَةِ لَا يَعُدُّوْهَا الْاَمْرُ	اور نہیں تو تیسری رات بھی اسی طرح کر
اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى جَرَّبَهَا جَمَاعَةٌ	ساتویں رات تک انشاءاللہ تعالیٰ ساتویں
مِّنْ اَصْحَابِنَا۔	کے آگے نہ بڑھے گا کہ حال کھل جائے گا،

اس عمل کا ہمارے صحبت والوں نے تجربہ کیا ہے۔

رُقْيَةُ الْمَحْمُوْمِ اَنْ يُّكْتَبَ وَيُعَلَّقَ عَلٰى عَضُدِهٖ يَبْرَأُ سَرِيْعًا بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اِلٰى اُمِّ مِلْدَمٍ نِ الَّتِيْ تَاْكُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَهْشِمُ الْعَظْمَ، اَمَّا بَعْدُ يَا اُمَّ مِلْدَمٍ اِنْ كُنْتِ مُؤْمِنَةً فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كُنْتِ يَهُوْدِيَّةً فَبِحَقِّ مُوْسَى الْكَلِيْمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنْ كُنْتِ نَصْرَانِيَّةً فَبِحَقِّ الْمَسِيْحِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَنْ لَّا اَكَلْتِ بِفُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ لَحْمًا وَّلَا شَرِبْتِ لَهٗ دَمًا وَّلَا هَشَمْتِ لَهٗ عَظْمًا وَّتَحَوَّلِيْ عَنْهُ اِلٰى مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِيْءٌ مِّنْكِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

افسونِ نہالئے تپ | جس کو تپ آتی ہو اس کا افسون یہ ہے کہ ایک کاغذ میں

لکھے اور اس کے بازو میں باندھے جلد اچھا ہو جاوے گا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے بسم اللہ سے آخر تک لکھے۔

ف: اُمِّ مِلْدَم عرب کی زبان میں تپ کی کنیت ہے اور بجائے فلاں بن فلانۃ کے مریض کا اور اس کی ماں کا نام لکھے[1]۔

وَلِمَنْ بِهِ الْخَنَازِيْرُ يَعْقِدُ عَلٰى سَيْرٍ مِّنَ الْاَدِيْمِ عَلٰى مِقْدَارِ طُوْلِ الْمَرِيْضِ اِحْدٰى وَ اَرْبَعِيْنَ عُقْدَةً يَنْفُثُ فِيْ كُلِّ عُقْدَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِنُوْرِ اللّٰهِ وَ قُدْرَةِ اللّٰهِ وَ قُوَّةِ اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَ بُرْهَانِ اللّٰهِ وَسُلْطَانِ اللّٰهِ وَ كَنَفِ اللّٰهِ وَجِوَارِ اللّٰهِ وَ اَمَانِ اللّٰهِ وَحِرْزِ اللّٰهِ وَصُنْعِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَاءِ اللّٰهِ وَ نَظَرِ اللّٰهِ وَ بَهَاءِ اللّٰهِ وَجَلَالِ اللّٰهِ وَكَمَالِ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ۔

برائے خنازیر اور جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو تو چمڑے کے تسمے پر جو مریض کے قد کے برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دُعا پھونکے، یعنی بسم اللہ سے

---

[1] معمول مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ اور مولانا اسحاق رحمۃ اللہ کا تپ کے دفع کے لیے یہ تھا کہ گلے میں باندھنے کے لیے یہ لکھ دیتے تھے۔
قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ اور سینے کے لیے بیماری دفع ہونے کے لیے سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۱۲

آخر تک ۔

وَلِمَنْ ظَهَرَتْ عَلٰى بَدَنِهِ الْحُمْرَةُ يَرْقِيْهِ بِهٰذَا الدُّعَاءِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّيُشِيْرُ بِالسِّكِّيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الْحَكِيْمِ الْكَرِيْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ اَيَّتُهَا الْحُمْرَةُ جَآءَتْكِ جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ اَيَّتُهَا الرِّيْحُ اَجِيْبِيْ دَاعِيَ اللّٰهِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَمَا لَهٗ مِنْ مَّلْجَاءٍ وَّمَا لَهٗ مِنْ ظَهِيْرٍ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِالثَّنَاءِ الطَّيِّبِ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ اٰفَةٍ تَعْتَرِيْكَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

برائے سُرخ بادہ اور جس کے بدن پر سُرخ بادہ ظاہر ہو وہ افسوں کرے اس دُعا سے سات بار اور اشارہ کرتا جاوے پڑھتے کے وقت چھری سے وُہ دُعا بسم اللہ سے آخر تک ہے ۔

وَلِمَنْ يَّشْكُوْ بَصَرَهٗ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ "فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝" بَعْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ ۔

برائے ضعف بصر اور جو ضعف بصارت سے نالاں ہو وہ یہ آیت پڑھا کرے

بعد ہر فرض نماز کے کَمْ کَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۵

برائے صرع

وَلِمَنِ ابْتُلِيَ بِالصَّرْعِ يَأْخُذُ لَوْحًا مِّنَ النُّحَاسِ فَيَنْقُشُ فِيْهِ أَوَّلَ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْأَحَدِ فِيْ طَرَفٍ مِّنْهُ يَا قَهَّارُ أَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ انْتِقَامُهُ يَا قَهَّارُ وَفِي الطَّرَفِ الْآخِرِ يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزِ سُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ۔

اور جو مرگی میں مبتلا ہو تو تانبے کی ایک تختی لے سوا اس میں یکشنبہ کی پہلی ساعت میں اس تختی کے ایک طرف یہ کھدوا دے یَا قَهَّارُ أَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ انْتِقَامُهُ يَا قَهَّارُ اور دوسری طرف یہ کھدوا دے۔ يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزِ سُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ اور اللہ توفیق دینے والا ہے اور مددگار ہے یعنی اعمال کا اثر توفیق اور اعانت ربّانی پر منحصر ہے۔

نویں فصل

آداب وشرائط عالمِ ربّانی کا بیان

مصنف قدس سرہٗ نے عالم ربانی یعنی عالمِ حقانی جو علمِ ظاہر اور علمِ باطن دونوں سے کامل ہے اس کے آداب اس فصل میں ارشاد کیے گئے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ ٥

حق تعالیٰ نے فرمایا سو کیوں نہیں نکلتے ہر قوم سے چند لوگ تا وہ دین کا فہم حاصل کریں اور تا اپنی قوم کو خدا کی نافرمانی سے ڈراویں جب ان کی طرف پلٹ جاویں شاید وہ پرہیز کریں نافرمانی سے۔

ف: مولاناؒ نے فرمایا یعنی طالبانِ علوم دین کو چاہیے کہ اپنی نہایت سعی اور عمدہ غرض فقاہت سے رہنمائی قوم کی اور ڈرانا اُن کا ٹھہراویں اور ڈرانے کو اس واسطے خاص کر ذکر فرمایا نہ مژدہ رسانی کو، ڈرانا اہم ہے راہنمائی سے اور اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ تفقّہ اور تذکیر فرض کفایہ ہے، یعنی ہر قوم اور ہر شہر اور گاؤں میں چند لوگوں پر علمِ دین سیکھنا اور مسائلِ فقہ کا دریافت کرنا اور باقی لوگوں کو سکھانا ضرور ہے اور اگر بعض اہلِ شہر علم دینی نہ سیکھیں گے تو سب گنہگار

ہوں گے، اور معلوم ہوا اس آیت سے کہ علم دین سیکھنے سے یہ غرض ہے کہ خود دین پہ قائم ہو اور باقی لوگوں کو دین پہ لاوے اور یہ نہیں کہ اپنے علم کے گھمنڈ سے لوگوں کو ذلیل جانے اور خلق اللہ کو اپنی طرف جھکاوے دنیا حاصل کرنے کو۔

مترجم کہتا ہے حکیم سنائی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا:

نظم

علم کز تو ترا نہ بستاند — جہل ازاں علم بہ بود صد بار

نہ بداں لعنت است بر ابلیس — کہ ندانذ ہمیں ہمین دلیار

بل بداں لعنت است کاندر دین — علم داند بعلم نہ کند کار

اَلْعَالِمُ الرَّبَّانِیُّ الَّذِیْ یَکُوْنُ وَارِثَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ هُوَ مَنْ یُّحَافِظُ عَلٰی اُمُوْرٍ۔

عالم ربانی اور فقیہ حقانی جو انبیاء اور مرسلین کا وارث ہے، وہ ہے جو محافظت کرے چند امور پہ

ازاں جملہ مصنف خفانی نے پانچ امر یہاں بیان فرمائے۔

مِنْهَا اَنْ یُّدَرِّسَ الْعِلْمَ مِنَ التَّفْسِیْرِ وَالْحَدِیْثِ وَالْفِقْهِ وَالسُّلُوْكِ وَالْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ لَیْسَ لَهٗ اَنْ یَّشْغَلَ بِالْکَلَامِ وَالْاُصُوْلِ وَالْمَنْطِقِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا

منجملہ اُن امور کے جن کی محافظت عالم ربانی پر ضرور ہے یہ ہے کہ پڑھاوے علم کو از قسم تفسیر اور حدیث اور فقہ اور سلوک اور عقائد اور نحو اور صرف کے اور اس کو لازم نہیں کہ علم کلام اور اصول اور منطق میں مشغول رہے، حق تعالیٰ نے سورۂ جمعہ میں فرمایا کہ اللہ وہ ہے جس نے بن پڑھوں

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ ہیں رسول بھیجا اُن ہی میں سے یعنی وہ بھی اُمی ہے خواندہ نہیں تلاوت کرتا ہے ان پر آیات خدا کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب یعنی قرآن مجید اور حکمت یعنی حدیث۔

ف: مصنف قدس سرہٗ نے آیت قرآنی سے ثابت کیا کہ علم دین منحصر ہے قرآن اور حدیث میں اور فقہ اور سلوک اور عقائد قرآن اور حدیث سے مستخرج اور مستنبط ہیں، کتاب اور سنت بجائے متن ہیں اور علوم ثلاثہ مذکورہ بجائے شرح کے اور نحو اور صرف اس واسطے علم دین میں شمار ہوئے کہ فہم کتاب اور سنت کا اس پر موقوف ہے اور عطف اصول کا کلام پر عطف تفسیری ہے اس واسطے کہ کلام کو اصول بھی بولتے ہیں اور اصول سے فقہ اصول حدیث مراد نہیں اس واسطے کہ جب حدیث اور فقہ علم دین ہوئے تو ان کے اصول بھی علوم دینیہ میں داخل ہیں۔

مولانا رحؒ نے حاشیے میں فرمایا عقاید اور کلام میں فرق یہ ہے کہ عقائد علم باللہ اور اس کی صفات اور افعال سے عبارت ہے دلائل عقلیہ سے خالص ہو کر اور اگر دلائل عقلیہ کہیں مذکور بھی ہوں تو بطریق تبرع اور بطور لزوم کے اور علم کلام میں تو مباحث منطق اور امور عامہ اور جوہر اور عرض اور ہیولیٰ اور صورت کے مباحث اور نفس وغیرہ کے مباحث داخل ہیں اور وہ یعنی کلام تو مبنی ہے مقدمات عقلیہ اور دلائل بدعیہ سے۔

وَمَا يَجِبُ فِي التَّدْرِيْسِ مُرَاعَاتُهٗ اَشْيَاءُ شَرْحُ الْغَرِيْبِ لُغَةً۔ اور تدریس میں جن کی مراعات واجب ہے چند چیزیں ہیں۔

(۱) شرح غریب کرنا باعتبار لغت کے، یعنی اگر کوئی لفظ قلیل الاستعمال ہو جس کے معنی نہ مفہوم ہوتے ہوں تو اسکو بیان کرے بحسب لغت یا اصطلاح کے۔

وَالْعَوِيْصِ الْمُغْلَقِ نَحْوًا (۲) اور جو مشکل مغلق ہو بنا بر قواعد نحویہ کے اس کو بیان کرے۔

یعنی اگر کوئی صیغہ دشوار یا ترکیب پیچ دار کہ شاگردوں کے ذہن پر صعب ہو تو اس کو موافق صرف اور نحو کے حل کر دے۔

وَتَوْجِيْهُ الْمَسَائِلِ بِاَنْ يُّصَوِّرَهَا بِالْاَمْثِلَةِ الْجُزْئِيَّةِ وَيُبَيِّنُ حَاصِلَهَا۔ (۳) اور توجیہ مسائل کی اس طرح پر کرنا کہ اس کی صورت باندھ دے جزئی مثالوں سے اور ان کا حاصل بیان کرے

یعنی اگر کتاب میں قواعد کلیہ مذکور ہوں اور طلبہ کے ذہن میں نہ آتے ہوں تو صاف صاف عبارت سے ان کی بعض جزئی مثالیں مذکور کرے اور خلاصہ ان کا اس طرح بیان کرے کہ مخاطبین کے ذہن میں آجاوے۔

وَتَقْرِيْبُ الدَّلَائِلِ لِتَحَصُّلَ النَّتِيْجَةُ بِلُزُوْمِ بَعْضِ الْمُقَدَّمَاتِ لِبَعْضٍ وَاِنْدِرَاجِ بَعْضِهَا فِيْ بَعْضٍ۔ (۴) اور تقریب دلائل اس طرح پر کرنا کہ نتیجہ حاصل ہو جائے بسبب لازم ہونے بعضے مقدمات کے بعض کو اور داخل ہوتے بعض مقدمات کے بعض میں۔

یعنی اگر کتاب میں کسی مسئلہ پر دلیل قائم ہو تو اس کے مقدمات پیچیدہ کو اس طرح رواں کرے کہ اگر شرطیات سے قیاس مرکب ہے تو لزوم بعض مقدمات سے بعض کو، اور اگر حملیات سے قیاس مرکب ہے تو بسبب اندراج بعض کے بعض میں نتیجہ حاصل

ہو جاوے تقریب دلیل عبارت ہے سوقِ دلیل سے اس طرح پر کہ مستلزم مطلوب ہو۔

وَفَوَائِدُ الْقُيُودِ فِي التَّعْرِيفَاتِ وَالْقَوَاعِدِ الْكُلِّيَّاتِ۔ (۵) اور فوائد قیود کے بیان کرنا تعریفات اور قواعدِ کلیہ میں۔

یعنی تعریف اور قاعدے میں ہر ہر قید کا فائدہ بیان کرے تا حدّ جامع اور مانع غیر مستدرک محصل ہو، یعنی فلانی قید اس واسطے مذکور ہوئی کہ فلانی فلانی صورت نکل جاوے جو معرف کے افراد میں نہیں ہے، مثلاً کلمے کی تعریف میں لفظ اسواسطے مذکور ہوا کہ دوال اربع سے احتراز ہو جاوے اس واسطے کہ وہ کلمے کے افراد میں نہیں اور اسی طرح سے قواعد کلیہ میں، چنانچہ علم اصول میں یوں کہنا کہ حدیث مرسل غیر ثقہ واجب العمل نہیں تو مرسل غیر ثقہ کی قید سے مرسل ثقہ خارج ہو گیا، جیسے سعید بن المسیبؒ کے مراسیل امام شافعیؒ کے نزدیک واجب العمل ہیں،

(کذا فی الحاشیۃ العزیزیہ)

وَ وُجُوهُ الْحَصْرِ فِي التَّقْسِيمَاتِ۔ (۶) اور تقسیمات میں وجوہ حصر کے بیان کرنا۔

یعنی بحسب استقراء یا بدلیل عقلی بیان کرے کہ مطلوب اقسام مذکورہ میں منحصر ہے۔

وَدَفْعِ الشُّبُهَاتِ الظَّاهِرَةِ مُخْتَلِفَيْنِ يُرَى أَنَّهُمَا مُشْتَبِهَانِ وَمُشْتَبِهَيْنِ يُرَى أَنَّهُمَا (۷) اور دفع کرنا شبہات ظاہرہ کا جیسے دو مختلف مذہب یا توجیہ یا عبارت کا مشتبہ خیال میں آنا یا دو مشتبہ

ا۔ یعنی خط ... اور اشار... اور عقار ے ملوں کے اور عقود یعنی انگلیوں سے گننا۔

مُخْتَلِفَاتِ الْمَذَاهِبِ وَالتَّوْجِيْهَاتِ وَالْعِبَارَاتِ — مذہب وغیرہ کو مختلف گمان کرنا۔

یعنی اگر دو مذہب یا دو توجیہیں یا دو عبارتیں اور اسی طرح دو سوال یا دو جواب جو فی الحقیقت مخالف یا مختلف ہیں وہ ظاہر میں مشتبہ معلوم ہوتے ہوں تو دونوں میں بتقریر واضح فرق بیان کرے، اس کو تفریق ملتبسین کہتے ہیں اور دو مشتبہ کو مختلف گمان کرے تو اس کے حل اختلافات کو تطبیق مختلفین بولتے ہیں خواہ اختلاف دونوں کا بدلالت مطابقی ہو یا ایک مطابقی اور دوسرا تضمنی یا التزامی۔

وَكَلُزُوْمِ مَا يُمْتَنِعُ فِي التَّعْرِيْفَاتِ كَالْاِسْتِدْرَاكِ وَذِكْرِ الْاَخْفٰى وَالْبَرَاهِيْنِ كَجُزْئِيَّةِ الْكُبْرٰى وَسَلْبِ الصُّغْرٰى۔ — اور دفع کرنا شبہات ظاہرہ کا چنانچہ لازم آنا اس کا جو تعریفات میں ممتنع ہے جیسے استدراک اور خفی تر کا ذکر کرنا وعلیٰ ہذا القیاس عدم جمع ومنع یا لازم آنا اس کا جو براہین میں ممتنع ہے، چنانچہ جزئی ہونا کبریٰ کا اور سالبہ ہونا صغریٰ کا۔

مترجم کہتا ہے استدراک عبارت ہے اس لفظ سے جو کلام میں زیادہ ہو، بلا فائدہ اور تعریف میں اخفیٰ کا لانا چنانچہ نار کی تعریف میں کہنا اُسْطُقُسٌ فَوْقَ الْاُسْطُقُسَّاتِ۔

اَوْ كَاَدِحٍ فِي اللُّزُوْمِ وَالْاِنْدِرَاجِ اَوْ مُخَالِفَةٍ بِعِبَارَةٍ اُخْرٰى اَوْ بِكَلَامِ اِمَامٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ۔ — یا دفع کرنا اس کا جو قیاس استثنائی میں لزوم کا اور قیاس اقترانی میں اندراج کا قادح ہے، یا دفع کرنا مخالفت کا اس کتاب کی دوسری عبارت سے یا کسی امام کے کلام سے۔

وُہ امام جو اس فن کے اماموں میں داخل ہے، یعنی اگر مصنّف کی عبارت اس کی کتاب کی دُوسری عبارت سے مخالفت ہو یا اس فن کے امام کے مخالف ہو تو اس کی توجیہہ کرنا چاہیے۔ یا منع اور مناقضہ اجمالیہ مصنف کے کلام پر بادی الرائے میں نظر آتا ہو اور اس کا مناظرہ قاعدۂ مناظرہ پر نشست نہ کھاتا ہو تو اس کا دفع کرنا ضرور ہے ہٰکذا صَرَّحَ الْمُصَنِّفُ قدس سرہ فی رسالۃٍ اخریٰ۔

فَالْعَالِمُ لَا يُفِيدُ تَلَامِذَتَهُ فَائِدَةً تَامَّةً حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ هٰذِهِ الْاُمُوْرَ ثُمَّ يُنَبِّهَ عَلَيْهَا فِيْ دَرْسِهٖ۔

تو عالم اپنے شاگردوں کو فائدہ تامہ کا افادہ نہ کرے گا، جب تک ان سے ان امور مذکورہ کو نہ بیان کر دے پھر ان ہی امور پر اثنائے درس میں آگاہ کرتا جاوے۔

ان قواعد مجملہ کے مواقع مخصوصہ میں شرح اور تفصیل ہوتی جاوے گو یا معقول محسوس ہو گیا۔

وَمِنْهَا اَنْ يُلَقِّنَ الْاَشْغَالَ وَقَدْ ذَكَرْنَاهَا بِالتَّفْصِيْلِ وَيَكُوْنُ لَهٗ وَقْتٌ يَجْلِسُ فِيْهِ مَعَ النَّاسِ مُتَوَجِّهًا اِلَيْهِمْ يُلْقِيْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةَ فَاِنَّ حُجَّةَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا تَتِمُّ اِلَّا بِالْاِسْتِطَاعَةِ الْمُمْكِنَةِ ثُمَّ الْاِسْتِطَاعَةِ

اور منجملہ اُن امور کے جن کی محافظت عالم ربانی پر لازم ہے یہ ہے کہ اشغال طریقت کی تلقین کرے اور ہم نے ان کو بتفصیل تمام فصول سابقہ میں ذکر کیا ہے اور اس کے لیے ایک وقت مقرر کرنا چاہیے جس میں لوگوں کے ساتھ بیٹھے ان کی طرف متوجہ ہو کر ان پر نسبت ڈالنے کو اس واسطے کہ حجت الٰہی

الْمُيَسَّرَةِ وَ مِنَ	تمام نہیں ہوتی مگر استطاعت ممکنہ سے اور
الثَّانِيَةِ الْمُتَعَبَّةُ	بعد اسکے استطاعت مُیَسَّرہ سے اور قسم ثانی
وَ الْحَثُّ عَلَى الْاَشْغَالِ	یعنی استطاعتِ مُیَسَّرہ سے صحبت ہے اور
قَوْلًا وَ فِعْلًا وَ تَصَرُّفًا	رغبت دلانا اشغال پر قول سے اور فعل سے
بِالْقَلْبِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَ اِلَيْهِ	اور دل کے تصرف سے واللہ اعلم، اور اسی کی
الْاِشَارَةُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى	طرف یعنی صفائی دِل بہ برکت صحبت کے اشارہ
وَ يُزَكِّيْهِمْ۔	ہے حق تعالیٰ کے اس قول میں ویزکیھم

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو پاک کرتے ہیں اپنے انوارِ صحبت سے۔

وَ مِنْهَا اَنْ يَّتَخَوَّلَهُمْ	اور منجملہ امور مذکورہ کے یہ ہے کہ لوگوں کا
بِالْمَوْعِظَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى	خبر گیر رہے وعظ اور نصیحت سے حق تعالےٰ
لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ٥ وَ	کہ نصیحت کیا کر اگر نصیحت کرنا فائدہ دے
لْيَجْتَنِبِ الْقَصَصَ فَقَدْ رُوِيْنَا	اور وعظ کہنے والے کو چاہیے کہ قصہ گوئی سے
فِي الْاُصُوْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى	پرہیز کرے کہ مقرر ہم کو روایت پہنچی ہے
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ مِنْ	کتبِ حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
بَعْدِهٖ كَانُوْا يَتَخَوَّلُوْنَ بِالْمَوْعِظَةِ	وسلم اور ان کے اصحاب ان کے بعد خبر گیری
وَرُوِيْنَا فِيْ سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ	کیا کرتے تھے مسلمین کی وعظ اور نصیحت سے
وَغَيْرِهٖ اَنَّ الْقَصَصَ لَمْ تَكُنْ	اور ہم کو روایت پہنچی ہے سنن ابن ماجہ
فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	وغیرہ میں کہ قصہ خوانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا فِيْ زَمَانِ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَرُوِيْنَا أَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوْا يُخْرِجُوْنَ الْقُصَّاصَ مِنَ الْمَسَاجِدِ نَعْلِمْنَا أَنَّ الْقَصَصَ غَيْرُ مَوْعِظَةٍ وَأَنَّهُ مَذْمُوْمٌ وَأَنَّهَا مَحْمُوْدَةٌ۔

کے زمانے میں نہ تھی، اور نہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اور ہم کو بروایت ثابت ہوا ہے کہ صحابہ کرام رضہ قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیتے تھے، تو ہم نے ان روایات سے معلوم کیا کہ قصہ گوئی شرع میں مذموم اور معیوب ہے کہ زمانۂ صحابہؓ میں نہ تھی اور وہ قصہ خوانوں کو نکال دیتے تھے اور وعظ اور نصیحت محمود اور پسندیدہ ہے۔

اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام کا فعل ہے۔

فَالْقَصَصُ هُوَ أَنْ يَّذْكُرَ الْحِكَايَاتِ الْعَجِيْبَةِ النَّادِرَةِ وَيُبَالِغُ فِيْ فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ أَوْ غَيْرِهَا بِمَا لَيْسَ بِحَقٍّ وَلَا يَقْصِدُ فِيْ ذٰلِكَ تَدْرِيْجَ تَلْقِيْنِهِمُ السُّنَّةَ وَتَمْرِيْنَهُمْ بِهَا بَلِ التَّشَدُّقَ وَالْإِعْجَابَ وَالتَّمْيِيْزَ عَنِ النَّاسِ بِالْفَصَاحَةِ وَحُسْنِ إِيْرَادِ الْحِكَايَاتِ وَ

سو قصہ گوئی سے مراد یہ ہے کہ حکایات عجیبۂ نادرہ کو مذکور کرے اور فضائل اعمال یا اس کے غیر بمبالغہ تمام بیان کرے جو بروایت صحیح ثابت نہیں اور اس گفتار سے اس کو یہ مقصود نہیں کہ لوگوں کو اتباع سنت کا خوگر کر دے بلکہ مقصود اظہار زبان آوری اور اعجوبہ گفتاری اور لوگوں میں ممتاز ہونا فصاحت بیانی سے اور حسن ایراد حکایات اور برمحل

اَلْاَمْثَالُ وَبِالْجُمْلَةِ فَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا اَمْرٌ مُهِمٌّ وَسَنَعْقِدُ لَهٗ فَصْلًا۔

مثل گوئی سے، خلاصہ کلام یہ ہے کہ قصہ گوئی اور وعظ میں فرق کرنا ضروری امر ہے اور اس کے بعد ہم ایک فصل اس کے لیے بیان کریں گے۔

شرائط تذکیر اور وعظ گوئی میں۔

ف: مولاناؒ نے فرمایا حکایات عجیبہ نادرہ جیسے قصہ کربلا اور قصہ وفات اور قصہ معراج کا نہایت طویل و عریض کر کے نقل کرنا جو بروایت صحیح ثابت نہیں اور اسی طرح صحابہ کبارؓ کے قصص صحیح اور غلط روایات کو ملا کر ذکر کرنا جس سے اہلِ علم کے کان بہرے ہو جاویں، ایسی ہی حکایات مصداق ہیں اس حدیث کے جو صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری پچھلی امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو تم سے ایسی حدیثیں نقل کریں گے کہ تم نے اور تمہارے باپوں نے نہیں سُنی ہوں گی، تو ان کی صحبت سے اپنے آپ کو بچائیو اور دُور رہیو۔

وَمِنْهَا الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فِي الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةِ بِاَنْ يَّرٰى اَحَدًا لَا يَسْتَوْعِبُ الْغُسْلَ فَلْيُنَادِيْ وَيْلٌ لِّلْعَوَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ وَلَا يُتِمُّ الطُّمَانِيْنَةَ فَيَقُوْلُ صَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ وَفِي اللِّبَاسِ

اور منجملہ امور مذکورہ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے وضو میں اور نماز میں کہ اگر دیکھے کسی کو کہ پاؤں کو پورا نہیں دھوتا ہے تو پکار کے کہے کہ عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا، یا کوئی تعدیل ارکان بہ طمانیت نہیں کرتا تو کہے کہ پھر پڑھ کہ البتہ تو نے نماز نہیں پڑھی، ایسا ہی فی الحدیث، اور

وَالْكَلَامِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ وَالْاٰدَابُ فِيْهِمَا الرِّفْقُ وَاللِّيْنُ وَاِنَّمَا الْعُنْفُ وَالشِّدَّةُ شَاْنُ الْاُمَرَاءِ وَالْمُلُوْكِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔

پوشاک اور گفتگو اور ان کے سوا اور امور میں اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہیے، حق تعالیٰ فرماتا ہے اور چاہیے کہ تم میں سے بعضے لوگ دعوت الی الخیر کریں اچھے کام کا اَمر کریں اور بُرے کام خلافِ شرع سے روکیں اور وہی لوگ رستگار فلاح یاب ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تلطف اور نرم کلامی آداب ہے اور سختی اور جھڑکنا اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اُمراء اور سلاطین کا طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مجادلہ کر ان سے اُس طریقہ پر جو نیک تر ہے۔

یعنی تلطف اور نرمی سے۔

. . . . . .

وَمِنْهَا مُوَاسَاةُ الْفُقَرَاءِ وَطَالِبِي الْعِلْمِ بِقَدْرِ الْاِمْكَانِ فَاِنْ لَّمْ يَقْدِرْ وَكَانَ لَهٗ اِخْوَانٌ مُّوَافِقُوْنَ حَرَّضَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلَى الْمُوَاسَاةِ فَاِذَا وُجِدَتْ

اور منجملہ امورِ مذکورہ کے خبر گیری اور حسنِ سلوک ہے فقراء اور طالب علموں سے بقدرِ امکان کے اور اگر مقدور نہ ہو اور اُسکے برادرانِ دینی موافق مزاج مقدور والے ہوں تو ان کو تحریص اور ترغیب دِلا وے اُن

هٰذِهِ الصِّفَاتُ مُجْتَمِعَةً فِيْ شَخْصٍ وَّاحِدٍ فَلَا تَشُكَّنَّ أَنَّهُ وَارِثُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَأَنَّهُ الَّذِيْ مَشْهُوْرٌ فِي الْمَلَكُوْتِ عَظِيْمًا وَأَنَّهُ الَّذِيْ يَدْعُوْلَهُ خَلْقُ اللّٰهِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِيْ جَوْفِ الْمَاءِ، وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ فَلَا زِمْهُ لَا يَفُوْتَنَّكَ فَإِنَّهُ الْكِبْرِيْتُ الْأَحْمَرُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ	کے ساتھ سلوک کرنے کی، تو اگر یہ صفات جو مفصّل مذکور ہو چکے ایک شخص میں مجتمع ہوں تو ہرگز شک نہیں کرنا اُسکے وارث الانبیا والمرسلین ہونے میں اور یہی شخص ملکوت آسمانی میں عظیم الشان مشہور ہے اور ایسے ہی شخص کو خلق اللہ دُعا دیتی ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر دُعا کرتی ہیں، چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے، تو اے مخاطب اس کا ساتھ نہ چھوڑیو کہیں ایسے شخص کی صحبت، نہ فوت ہو جاوے اس واسطے کہ بلاشک یہ تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے، واللہ اعلم

ف: مولانا نے فرمایا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ فضیلت[1] عالم کی عابد پر جیسے میری فضیلت تمہارے ادنی شخص پر، اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام دو گروہ پر گزرے اور طالبانِ علم کی فضیلت ذکر کر کے ان ہی میں بیٹھے اور فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا، یعنی میں تعلیم کے واسطے مبعوث ہوا ہوں اور شاید کہ اس میں بھید یہ ہے کہ علم حقانی فی نفسہٖ کمال ہے اور ایسی فضیلت ہے جس سے انسان رب العالمین کا مظہر ہو جاتا ہے اور یہی سر ہے خلافت کا اس واسطے کہ اسی کے سبب سے قوتِ عملیہ کی تکمیل

---

[1] فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى أَدْنَاكُمْ الحدیث ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ۔

ہوتی ہے خلق میں اور اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ۔ ولہٰذا اس فصل کے سرے پر مصنّف قدس سرہ اس آیت کو لائے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ مَنِ انْتَصَبَ مَنْصَبَ الْهِدَايَةِ وَالدَّعْوَةِ اِلَى اللّٰهِ مَتٰى مَا اَخَلَّ فِىْ شَىْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ فِيْهِ ثُلْمَةٌ حَتّٰى يَسُدَّهَا۔

اور معلوم کر کہ جو شخص ہدایت اور دعوت الی اللہ کے منصب پر قائم ہوا جبکہ خلل انداز ہوگا کسی امر میں امورِ مذکورہ سے تو اس میں رخنہ ہے تا اینکہ اس کو بند کرے یعنی اس صفت کو حاصل کرے تب کامل ہو۔

ف: یعنی کامل مطلق فی الواقع وہ ہے جو علم ظاہر اور باطن دونوں کا جامع ہو ورنہ نقصان سے خالی نہیں عالمِ ظاہر تحصیلِ نسبت باطن کا محتاج ہے اور باطنی نسبت والا کتاب اور سنّت کے حاصل کرنے کا حاجت مند ہے تا جامع النورین اور مجمع البحرین اور یادگار اولیائے سابقین اور وارث الانبیاء والمرسلین ہو جاوے۔

لہ امام مالکؒ فرماتے ہیں من تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن جمع بينهما فقد تحقق۔ یعنی جو صوفی ہوا اور فقہ نہ حاصل کی پس بلاشبہ زندیقی ہوا یعنی ٹھیٹ کافر اس لیے کہ اس میں نہیں ہوتا دین کے برباد کرنے سے اور جو کوئی فقیہ ہوا اور تصوف نہ حاصل کیا پس بلاشبہ زاہد خشک اور پھیکا پھیا کا ملّا ہے اور جس نے جمع کیا تصوف اور فقہ میں پس بلاشبہ محقق ہوا۔ ۱۲ ق

وَاَنَا اُوْصِیْ طَالِبَ الْحَقِّ بِاُمُوْرٍ مِّنْهَا اَنْ لَّا یَصْحَبَ الْاَغْنِیَآءَ اِلَّا لِدَفْعِ مُظْلِمَۃٍ عَنِ النَّاسِ اَوْ بَعْثِ عَامَّتِہِمْ عَلَی الْخَیْرِ وَھٰذَا ھُوَ وَجْہُ التَّوْفِیْقِ بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ الدَّالَّۃِ عَلٰی ذَمِّ صُحْبَۃِ الْمُلُوْکِ وَ بَیْنَ مَا صَحِبَھُمْ کَثِیْرٌ مِّنَ الْعُلَمَآءِ الْبَرَرَۃِ۔

اور میں وصیت کرتا ہوں طالب حق کو چند اُمور کی ازانجملہ یہ ہے کہ اغنیا اور امراء سے صحبت نہ رکھے مگر بہ نیت دفع کرنے ظلم کے خلق پر سے یا ان کو مستعد کرنے کے واسطے خیر پر اور یہ وہی وجہ ہے جس سے ان احادیث کے درمیان میں جو صحبت ملوک کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں اور درمیان اس کے اکثر علماء صالحین نے ان کی صحبت اختیار کی ہے اتفاق ہو کر تعارض دفع ہوتا ہے۔

وَمِنْهَا اَنْ لَّا یَصْحَبَ جُهَّالَ الْمُتَعَبِّدِیْنَ وَلَا الْمُتَقَشِّفَۃِ مِنَ الْفُقَہَآءِ وَلَا الظَّاهِرِیَّۃِ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَلَا الْغُلَاۃَ مِنْ اَصْحَابِ الْمَعْقُوْلِ وَالْکَلَامِ بَلْ یَکُوْنُ عَالِمًا صُوْفِیًّا زَاهِدًا فِی الدُّنْیَا دَائِمَ التَّوَجُّہِ اِلَی اللّٰہِ مُنْصَبِغًا بِالْاَحْوَالِ الْعَلِیَّۃِ رَاغِبًا فِی السُّنَّۃِ

اور ازانجملہ یہ وصیت ہے کہ صحبت نہ اختیار کرے صوفیانِ جاہل کی اور نہ جاہلان عبادت شعار کی اور نہ فقیہوں کی جو زاہد خشک ہیں اور نہ محدثین ظاہری کی جو فقہ سے عداوت رکھتے ہیں اور نہ اصحاب معقول اور کلام کی جو منقول کو دلیل سمجھ کر استدلال عقلی میں افراط کرتے ہیں بلکہ طالب حق کو چاہیے کہ عالم صوفی ہو دنیا کا تارک ہر دم اللہ کے دھیان میں حالات بلند

مُتَتَبِّعًا لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وَ اٰثَارِ الصَّحَابَةِ طَالِبًا لِشَرْحِهَا مِنْ كَلَامِ الْفُقَهَاءِ الْمُحَقِّقِيْنَ الْمَائِلِيْنَ اِلَى الْحَدِيْثِ عَنِ النَّظَرِ وَ اَصْحَابِ الْعَقَائِدِ الْمَاْخُوْذَةِ مِنَ السُّنَّةِ النَّاظِرِيْنَ فِى الدَّلِيْلِ الْعَقْلِيِّ تَبَرُّعًا وَاَصْحَابِ السُّلُوْكِ الْجَامِعِيْنَ بَيْنَ الْعِلْمِ وَالتَّصَوُّفِ غَيْرَ الْمُتَشَدِّدِيْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَالْمُدَقِّقِيْنَ زِيَادَةً عَلَى السُّنَّةِ وَلَا يَصْحَبُ اِلَّا مَنِ اتَّصَفَ بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ ۔	ڈو باسنتِ مصطفویہؐ میں راغب حدیث اور آثار صحابہ کرام رض کا متجسس حدیث اور آثار کی شرح اور بیان کا طلب کرنے والا ان فقیہان محققین کے کلام سے جو حدیث کی طرف مائل ہیں نظر سے اور ان اصحاب عقائد کے کلام سے جن کے عقائد ماخوذ ہیں سنّت سے جو ناظر ہیں دلیل عقلی میں بطریق تبرّع اور عدمِ لزوم کے ان اصحاب سلوک کے کلام سے جو جامع ہیں علم اور تصوّف کے تشدّد کرنے والے نہیں اپنے نفوس پر اور نہ دقت کرنے والے سنّتِ نبویہؐ پر بڑھ کر۔ اور نہ صحبت اختیار کرے مگر اس شخص کی جو متصف بصفاتِ مذکورہ ہے۔

ف: مصنف قدّس سرہٗ نے مردِ حق پرست کو غایت شفقت سے اہل نقصان کی صحبت سے منع فرمایا تا صحبت ان اشخاص کی راہزن دین نہ ہو، حافظ شیراز علیہ الرحمۃ نے فرمایا، شعر:

نخست موعظت پیر صحبت ایں سخن است ۔۔۔ کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

صوفی جاہل اور عابد بے علم بدعت اور الحاد سے کمتر خالی ہوتا ہے۔

سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: شعر

خیالاتِ نادانِ خلوت نشین   بہم بر کند عاقبت کفر و دین

اور فقیہ زاہد خشک نورِ باطن اور برکاتِ قلبیہ سے ناواقف اور ظاہری محدثین فہم دقیق اور مغزِ شریعت سے محروم اور غالیان اصحابِ معقول اکثر عقائد اسلامیہ میں متردد یا منکر اور برکاتِ ایمانیہ اور نورِ عبودیت سے بیگانہ بخلاف اس مردِ کامل الوجود کے جو کمالاتِ ظاہرہ اور باطنہ کی جامعیت سے مجمع البحار اور مطلع الانوار ہو کر وارث سید الابرار ہے ایسے فردِ کامل کی صحبت کیمیائے سعادت ہے، حق تعالیٰ اپنی رحمت بے غایت سے ہم کو نصیب کرے، آمین ثم آمین۔

وَمِنْهَا أَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ فِيْ تَرْجِيْحِ مَذَاهِبِ الْفُقَهَاءِ بَعْضِهَا عَلٰى بَعْضٍ بَلْ يَضَعَهَا كُلَّهَا عَلَى الْقُبُوْلِ بِجُمْلَتِهٖ وَيَتَّبِعَ مِنْهَا مَا وَافَقَ حَاكِمَ السُّنَّةِ وَمَعْرُوْفَهَا فَإِنْ كَانَ الْقَوْلَانِ كِلَاهُمَا مُخْرَجَيْنِ اتَّبَعَ مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُوْنَ فَإِنْ كَانَ سَوَاءً فَهُوَ بِالْخِيَارِ وَيَجْعَلُ الْمَذَاهِبَ كُلَّهَا بِمَذْهَبٍ وَّاحِدٍ مِّنْ

اور از انجملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے فقہائے کبار کے مذاہب میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کر بلکہ جمیع مذاہبِ حقہ کو بالاجمال مقبول جانے اور ان میں سے اس پر چلے جو صریح اور مشہور سنت کے موافق ہو۔ سو اگر کسی صورت میں فقہاء کے دو قول ہوں اور دونوں ماخوذ اور مستنبط ہوں سنت سے تو اس قول پر چلے جس پر اکثر فقہا ہیں اور اگر دونوں طرف کثرتِ فقہاء برابر ہے تو وہ مختار ہے چاہے اس قول پر عمل کرے چاہے دوسرے پر اور ائمہ اربعہ کے مذاہب

غَيْرِ تَعَصُّبٍ   کو ایک مذہب جانے بدوں تعصب کے ۔

ف: جمہور اہلِ سنت کے نزدیک مذاہبِ اربعہ میں حق دائر ہے لہٰذا سب کو مجملاً حق جاننے کو فرمایا اور ترجیح مذہب کی گفتگو سے اس واسطے منع کیا کہ ایک مذہب کو ترجیح دینا اکثر اذہان میں مذاہبِ باقیہ کی تنقیص اور تذلیل کا باعث ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسی سبب سے بعضے حنفی امام شافعیؒ کے مذہب کو بُرا کہنے لگتے ہیں اور بعضے شافعی متعصب مذہبِ حنفی پر طعن کرتے ہیں، اسی بھید سے افضل الخلق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یونس علیہ السلام سے مجھ کو افضل نہ کہو، واللہ اعلم مصنفؒ نے حاشیہ منہیہ میں فرمایا صریح سنت سے وہ مُراد ہے جس کا مطلب ماہرینِ لغت عرب کے افہام میں متبادر ہو اور معروف سے مراد وُہ ہے جو بخاری اور مسلم میں متفق علیہ ہو ترمذی اور اور ابوداؤد اور ان کے سوا اور ائمہ حدیث نے اس کی روایت اور تصحیح کی ہو، اور سب مذاہبِ فقہاء کو ایک مذہب کر ڈالنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کا اعتقاد کرے کہ فی مابین شافعیہ اور حنفیہ کا اختلاف ویسا ہے جیسے بعض حنفیوں کا اختلاف بعض کے ساتھ آپس میں، تو وہ شخص درصورتِ اختلاف مختار ہے یا طالبِ ترجیح ہو کثرتِ قائلین سے یا موافق حدیث صریح سے اور مخرج سے مراد وہ جس پر صریح نص نہ دلالت کرے لیکن نص اس کی نظیر میں وارد ہے سو فقہاء نے اس پر قیاس کر لیا ہے یا سنت سے قاعدہ کلیہ ظاہر ہوا ہے جس سے جواب اس مسئلے کا نکلتا ہے یا نص اس طرح پر وارد ہے کہ وہ نص دوسرے مقدمے کے ساتھ مل کر جواب مسئلے کی مقتضی ہے یا نص اس طرح پر وارد ہے کہ اس حکم کی طرف مشیر ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ موافقت حدیث صریح معروف کو جو مرجحات عمل سے

قرار دیا، سوا اس عالم محقق ماہر الحدیث کے حق میں ہے جو اسانید اور متونِ حدیث پر محیط ہے اور معرفت صحیح اور غیر صحیح غیر معارض کی امتیاز رکھتا ہو، چنانچہ مصنف قدس سرہٗ اور سائر علمائے محققین کی تصانیف سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے اور وہ کم مایہ مخاطب اس کلام کا نہیں جو مشکوٰۃ یا کوئی اور کتاب حدیث کا فقط ترجمہ دریافت کرکے آپ کو محدث قرار دیتا ہے۔ شعر:

تکیہ بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

وَمِنْهَا اَنْ لَا يَتَكَلَّمَ فِيْ تَرْجِيْحِ طُرُقِ الصُّوْفِيَّةِ بَعْضِهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّ لَا يُنْكِرُ عَلَى الْمَغْلُوْبِيْنَ مِنْهُمْ وَ لَا عَلَى الْمُؤَوِّلِيْنَ فِي السَّمَاعِ وَغَيْرِهٖ وَ لَا يَتَّبِعَ هُوَ نَفْسُهٗ اِلَّا مَا هُوَ ثَابِتٌ فِي السُّنَّةِ وَمَشٰى عَلَيْهِ

اور از آں جملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے صوفیوں کے طریقے میں بعض کو بعض پر ترجیح دے کر اور جو اُن میں مغلوب الحال ہیں اُن پر انکار نہ کرے اور نہ ان پر جو سماع وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں، اور خود پیروی نہ کرے مگر اس کی جو سنت سے

لہ یہ صحیح ہے یہ بات اس لیے کفایہ میں لکھا ہے العامی اذا سمع حدیثًا لیس لہٗ ان یاخذ بظاھرہٖ لجواز ان یکون مصروفًا عن ظاھرہٖ او منسوخًا بخلاف الفتوی، انتہی اور تقریر شرح تحریر میں مولانا عبد العلی لکھتے ہیں لیس للعامی الاخذ بظاھر الحدیث لجواز کونہٖ مصروفًا عن ظاھرہٖ او منسوخا بل علیہ الرجوع ... ... اِلَى الْفُقَهَاءِ اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس وقت علماء عامیوں میں داخل ہیں، چہ جائے جہلاء كَمَا لَا يَخْفٰى عَلَى الْعُقَلَاءِ ۱۲ ف

اَصْحَابُ الْعِلْمِ مِنَ الْمُحَقِّقِیْنَ الرَّاسِخِیْنَ وَ اللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَ الْمُعِیْنُ۔	ثابت ہے اور جس پر وہ اہل علم چلے ہیں اور جو منجملہ محققین راسخین ہیں اور حق تعالیٰ توفیق دینے والا ہے اور مددگار۔

ف: اولیائے طریقت کے طریقہ میں حصولِ نسبت اور وصول الی اللہ کے جامع ہیں، پھر یوں کہنا کہ طریقہ نقشبندیہ افضل اور راجح ہے قادریہ اور چشتیہ سے اور عکس اس کے کہنا بے فائدہ ہے جو سہل معلوم ہو اور پسند آئے وہ اس کو اختیار کرے اور یہ جو فرمایا کہ سالک مغلوب[1] الحال وغیرہ پر انکار نہ کرے، سو بیان ہے خواجہ نقشبندیہ کے قول کا کہ نہ انکارے کنم ونہ ایں کارے کنم یعنی مغلوبین اہل سمع وغیرہ پر انکار اسواسطے نہیں کہ وہ تاویل سے یہ فعل کرتے ہیں تحلیل حرام صریح نہیں کرتے جو ان کا انکار واجب ہو اور پیروی ان کی اس واسطے منع فرمائی کہ یہ امر مسنون نہیں چنانچہ حضرت مصنف نے دوسرے رسالے میں تحریر فرمایا: خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدِرَ

نسبت صوفیہ غنیمت کبریٰ ست ورسوم ایشاں ہیچ نمی ارزد۔

لہ [1]: ظاہراً مغلوبین سے مجاذیب ومغلوب الحال مراد ہیں اور مؤولین فی السماع سے وہ صوفی مراد ہیں کہ سماع میں اظہار شوقِ الٰہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض احادیث سے سننا غنا کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے پس مجاذیب پر عدم انکار ظاہر ہے کہ وہ دائرہ تکلیف سے خارج ہیں اور مؤولین کی وجہ عدمِ انکار کی وہی ہے جو مترجم علیہ الرحمۃ نے لکھی ہے لیکن مقلدین مذہب حنفی کو بجز قائل ہونے حرمت کے کچھ نہیں بنتی کہ دارالمختار اور نہایہ اور بحر وغیرہ سے صریح حرمت غنا کی ثابت ہے اگرچہ بعض نے اعراس و اعیاد میں مباح بھی لکھا ہے لیکن بحسب قاعدہ اذا اجتمع الحلال مع الحرام کے مباح کرنا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

دسویں فصل

آدابِ ذکر اور وعظ گوئی کا بیان

اس فصل میں آدابِ تذکیر اور وعظ گوئی کے مذکور ہیں جس کے بیان کا مصنف قدس سرہ العزیز نے وعدہ کیا تھا۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِرَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّرٌ[1] وَقَالَ لِکَلِیْمِہٖ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰامِ اللّٰہِ فَالتَّذْکِیْرُ رُکْنٌ عَظِیْمٌ وَلْنَتَکَلَّمْ فِیْ صِفَۃِ الْمُذَکِّرِ وَکَیْفِیَّۃِ التَّذْکِیْرِ وَالْغَایَۃِ الَّتِیْ یَرُوْمُھَا الْمُذَکِّرُ وَمِنْ اَیِّ عِلْمٍ یَسْتَمِدُّہٗ وَمَا ذَا اَرْکَانُہٗ وَمَا اٰدَابُ الْمُسْتَمِعِیْنَ وَمَا

حق تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ سمجھایا بجھایا کرو تو ہی مذکر اور واعظ ہے اور اپنے ہم کلام موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ ان کو یاد دلایا کرو وقائع سابقہ کو تو نصِ قرآنی سے یوں معلوم ہوا کہ تذکیر اور وعظ گوئی دین میں رکن عظیم ہے اور ہم کو چاہیے کہ کلام کریں مُذکِّر[2] کی صفت میں اور تذکیر کی کیفیت میں اور اس غایت میں جو مذکر کا مقصود اصلی ہے اور کس علم سے وعظ گوئی کی استمداد ہے اور تذکیر کے کیا

---

[1] اور فرمایا وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی نصیحت کیا کرو کہ نصیحت نفع دیتی ہے مومنوں کو ۔١٢

[2] مذکر وعظ کہنے والا اور تذکیر وعظ کہنا اور نصیحت کرنی ١٢

اُلْاٰفَاتُ الَّتِیْ تَعْتَرِیْ فِیْ وُعَّاظِ زَمَانِنَا وَمِنَ اللّٰہِ الْاِسْتِعَانَۃُ۔

ارکان ہیں اور وعظ سننے والوں کے کیا آداب ہیں اور کیا کیا آفتیں ہمارے زمانے کے واعظوں کے وعظ میں پیش آتی ہیں اور اللہ سے درخواست مددگاری کی ہے۔

فَاَمَّا الْمُذَکِّرُ فَلَا بُدَّ اَنْ یَّکُوْنَ مُکَلَّفًا عَدْلًا کَمَا اشْتَرَطُوْا فِیْ رَاوِیِ الْحَدِیْثِ وَالشَّاھِدِ

سو مذکّر اور واعظ کو ضرور ہے کہ مکلف یعنی مسلمان عاقل بالغ ہو اور عادل یعنی متقی ہو جیسا کہ راوی حدیث وشاہد میں علماء نے تکلیف اور عدالت شرط کی ہے۔

ف: مولانا نے فرمایا کہ لڑکا اور دیوانہ اور کافر اور فاسق اور صاحب بدعت جیسے شیعہ اور خارجی لائق تذکیر کے نہیں۔

مُحَدِّثًا مُّفَسِّرًا عَالِمًا بِجُمْلَۃٍ کَافِیَۃٍ مِّنْ اَخْبَارِ السَّلَفِ الصَّالِحِیْنَ وَسِیَرِہِمْ۔

اور واعظ کو ضرور ہے کہ محدّث اور مفسّر ہو اور سلف صالح یعنی صحابہؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے اخبار اور سیرت سے فی الجملہ بقدر کفایت کے واقف ہو۔

وَنَعْنِیْ بِالْمُحَدِّثِ الْمُشْتَغِلَ بِکُتُبِ الْحَدِیْثِ بِاَنْ یَّکُوْنَ قَرَاَ لَفْظَھَا وَفَہِمَ مَعْنَاھَا وَعَرَفَ صِحَّتَھَا وَسُقْمَھَا وَلَوْ بِاِخْبَارِ حَافِظٍ اَوِ اسْتِنْبَاطِ فَقِیْہٍ

اور محدّث سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ کتب حدیث یعنی صحاح ستہ وغیرہا سے شغل رکھتا ہو اس طرح پر کہ حدیث کے الفاظ کو استاد سے پڑھ کر سند حاصل کر چکا ہو اور ان کے معانی کو بوجھا ہو اور احادیث کی صحت اور

وَكَذَالِكَ بِالْمُفَسِّرِ الْمُشْتَغِلِ بِشَرْحِ غَرِيْبِ كِتَابِ اللّٰهِ وَتَوْجِيْهِ مُشْكِلِهٖ وَبِمَا رُوِيَ عَنِ السَّلَفِ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ۔

ضعف کو معلوم کر چکا ہو، اگرچہ معرفتِ صحت اور سُقم کی حافظِ حدیث یا استنباطِ فقیہ سے ثابت ہو گئی ہو اور اسی طرح مفسّر سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ قرآن کی شرح غریب میں مشغول ہو اور آیاتِ مشکلہ کی توجیہ اور تاویل سے واقف ہو اور جو سلف سے تفسیر قرآن روایت ہوئی ہے اس کو جانتا ہو۔

وَيُسْتَحَبُّ مَعَ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ فَصِيْحًا لَا يَتَكَلَّمُ مَعَ النَّاسِ اِلَّا قَدْرَ فَهْمِهِمْ وَاَنْ يَّكُوْنَ لَطِيْفًا ذَا وَجْهٍ وَمُرُوَّةٍ۔

اور اس کے ساتھ مستحب یہ ہے کہ فصیح یعنی صاف بیان ہو نہ گفتگو کرتا ہو لوگوں کے ساتھ مگر بقدر ان کے فہم کے اور یہ کہ مہربان صاحبِ وجاہت اور مروت ہو۔

ف: مولانا نے فرمایا بالاتر از فہم کی گفتگو اس واسطے منع ہوئی کہ علی مرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ گفتگو کیا کرو لوگوں سے اس قدر جتنا ان کی سمجھ میں آوے، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ و رسولؐ کی لوگ تکذیب کریں یعنی جب لوگ ایسا کلام سنیں گے جو اُن کی عقل میں نہیں آتا تو اس کا انکار کریں گے۔

مترجم کہتا ہے پس معلوم ہوا کہ واعظ کو دقائقِ تقدیر اور حقائقِ توحید اور مسائلِ مشکلۂ فقہ کے عوام کے روبرو ذکر کرنا بہتر نہیں کہ اس میں ضلالت کا خوف ہے، مولانا نے فرمایا کہ واعظ کی وجاہت یعنی بزرگی اس واسطے مستحب ہوئی کہ جو شخص لوگوں میں بے حقیقت ہے اس کا کلام اثر نہیں کرتا اگرچہ وہ حق کہتا ہو، اور واعظ میں مروت یعنی جوانمردی، حسنِ سلوک کا عمل اس واسطے مطلوب ہوا کہ جس میں یہ صفت حاصل نہیں وہ اُن

لوگوں کے مشابہ ہے جن کا قول فعل کے موافق نہیں تو ایسے شخص کے وعظ سے فائدہ تذکیر کا حاصل نہیں۔

وَاَمَّا كَيْفِيَّةُ التَّذْكِيْرِ اَنْ لَّا يُذَكِّرَ اِلَّا غِبًّا وَ لَا يَتَكَلَّمَ وَفِيْهِمْ مَلَالٌ بَلْ اِذَا عَرَفَ فِيْهِمُ الرَّغْبَةَ وَيَقْطَعَ عَنْهُمْ وَفِيْهِمْ رَاغِبَةٌ۔

اور کیفیت وعظ گوئی کی یہ ہے کہ وعظ نہ کہے مگر فاصلہ دے کر یعنی ہر روز یا ہر وقت نہ کہا کرے اور نہ کلام کرے اس حالت میں جب سامعین کو ملال اور افسردگی ہو بلکہ اس وقت وعظ شروع کرے جب لوگوں میں رغبت اور شوق کو دریافت کرلے اور قطع کلام کرے درصورتیکہ ان میں رغبت باقی ہو۔

مترجم کہتا ہے اس واسطے کہ سماع بلا رغبت میں تاثیر نہیں ہوتی، سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: مصرع

از پیش بس کن کہ گویند بس

وَاَنْ يَّجْلِسَ فِيْ مَكَانٍ طَاهِرٍ كَالْمَسْجِدِ وَاَنْ يَّبْدَءَ الْكَلَامَ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَخْتِمَ بِهِمَا وَ يَدْعُوَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ عُمُوْمًا وَّ لِلْحَاضِرِيْنَ خُصُوْصًا۔

اور یہ کہ وعظ کہنے کو پاک مکان میں بیٹھے چنانچہ مسجد میں اور یہ کہ حمد اور درود سے کلام کو شروع کرے اور ان ہی پر ختم بھی کرے اور دعا کرے اہل ایمان کے واسطے عموماً اور حاضر لوگوں کے واسطے خصوصاً۔

وَلَا يَخُصُّ فِي التَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ بَلْ هُوَ يَشُوْبُ كَلَامَهٗ

اور یہ کہ مخصوص نہ کرے کلام کو فقط خوشخبری سنانے اور شوق دلانے میں یا فقط خوف دلاتے

مِنْ هٰذَا وَمِنْ ذَالِكَ كَمَا هُوَ سُنَّةُ اللّٰهِ مِنْ اِرْدَافِ الْوَعْدِ بِالْوَعِيْدِ وَالْبِشَارَةِ بِالْاِنْذَارِ۔

اور ڈراتے ہیں بلکہ کلام کو ملاتا جلاتا رہے، کبھی اس سے کبھی اس سے جیسا کہ حق تعالیٰ کی عادت ہے قرآن مجید میں وعدے کے پیچھے وعید کالانا اور بشارت کے ساتھ انذار اور تخویف کو ملانا۔

ف: اس واسطے کہ فقط ترغیب سے آدمی بے باک ہو جاتا ہے اور فقط ترہیب سے یاس اور ناامیدی حاصل ہوتی ہے تو ہر ایک کو اپنے اپنے موقع پر ذکر کرنا چاہیے۔

مصرع چو رگ زن کہ جرّاح و مرہم نہ است

وَاَنْ يَّكُوْنَ مُيَسِّرًا لَا مُعَسِّرًا وَيُعَمِّمَ بِالْخِطَابِ وَلَا يَخُصَّ طَائِفَةً دُوْنَ طَائِفَةٍ وَاَنْ لَّا يُشَافِهَ بِذَمِّ قَوْمٍ اَوِ الْاِنْكَارِ عَلٰى شَخْصٍ بَلْ يُعَرِّضُ مِثْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَفْعَلُوْنَ كَذَا وَكَذَا۔

اور واعظ کو لازم ہے کہ آسانی کرنے والا ہو نہ سختی کرنے والا اور یہ کہ خطاب کو عام کرے اور خاص نہ کرے ایک گروہ کے ساتھ خطاب کو دوسرے گروہ کو چھوڑ کر اور کسی قوم مخصوص کی مذمّت، یا کسی شخص معین پر انکار بالمشافہ نہ کرے بلکہ بطریق اشارہ کہے چنانچہ یوں کہے کہ کیا حال ہے لوگوں کا کہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔

ف: مولاناؒ نے فرمایا کہ بالمشافہ مذمّت اور انکار واعظ کی عداوت باطنی پر محمول ہوگا اس قوم اور شخص معین کے ساتھ تو بعید نہیں ہے کہ بعضے سامعین کا دل منقبض ہو اور دلوں سے اس کی دیانت اور صداقت جاتی رہے تو تذکیر کا فائدہ نہ حاصل ہوگا۔

وَلَا يَتَكَلَّمُ بِسَقَطٍ وَهَزْلٍ۔ — اور وعظ میں کلام ساقط الاعتبار اور بے ہودہ نہ بولے۔

ف : اس واسطے کہ کلام خفیف اور خوش طبعی کی بات رعب اور ہیبت کو کھو دیتی ہے، تو غرضِ تذکیر میں خلل واقع ہوگا۔

وَيُحَسِّنَ الْحَسَنَ وَيُقَبِّحَ الْقَبِيحَ وَيَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَا يَكُوْنَ إِمَّعَةً۔ — اور خوبی بیان کرے نیک بات کی اور برائی کھول دے امر قبیح کی اور معروف شرعی کا امر کرے اور منکر سے نہی کرے اور رمد ہر جائی رکابی مذہب نہ ہو جس محفل میں جاوے ان کی خواہش نفسانی کے موافق وعظ شروع کرے۔

وَاَمَّا الْغَايَةُ الَّتِيْ يَلْمَحُهَا فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّزَوِّرَ فِيْ نَفْسِهٖ صِفَةَ الْمُسْلِمِ فِيْ اَعْمَالِهٖ وَحِفْظِ لِسَانِهٖ وَاَخْلَاقِهٖ وَاَحْوَالِهِ الْقَلْبِيَّةِ وَمُدَاوَمَتِهٖ عَلَى الْاَذْكَارِ ثُمَّ لِنُحَقِّقَ فِيْهِمْ تِلْكَ الصِّفَةَ بِكَمَالِهَا بِالتَّدْرِيْجِ عَلٰى حَسَبِ فَهْمِهِمْ فَيَاْمُرُ اَوَّلًا وَصَائِلَ الْحَسَنَاتِ وَمَسَاوِيَ السَّيِّئَاتِ فِي اللِّبَاسِ — اور غایت وعظ کی جو مقصود ہے سو مناسب یوں ہے کہ اپنے دل میں تصور کرے مسلمان کی صفت کو اس کے اعمال میں اور اس کے حفظ لسان اور اخلاق میں اور اس کے حالات قلبی اور اس کے اذکار کی مداومت میں، پھر چاہیے کہ اسی صفت متخیلہ کو علی وجہ الکمال سامعین میں ثابت کرے، اور متحقق کر دے اندک اندک ان کے فہم کے موافق تو پہلے حسنات کی خوبیوں اور سیئات کی برائیوں کا امر کرے لباس اور شکل اور

وَالتَّزَكِّي وَالصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا فَإِذَا	نماز وغیرہ میں پھر جب اسکے خوگر ہو جاویں
تَأَدَّبُوْا فَلْيَأْمُرْ بِالْأَذْكَارِ فَإِذَا	تو ان کو اذکار کی تلقین کرے پھر جب ان
آثَّرَ فِيْهِمْ فَلْيُحَرِّضْهُمْ عَلٰى	میں ذکر کا اثر معلوم ہو تو ان کو رغبت
ضَبْطِ اللِّسَانِ وَالْقَلْبِ وَ	اور شوق دلاوے زبان اور دل کے سنبھالنے
الْيَسْتَعِنْ فِيْ تَأْثِيْرِ هٰذِهٖ	پر اقوالِ قبیحہ اور اخلاقِ ذمیمہ سے اور ان
فِيْ قُلُوْبِهِمْ بِذِكْرِ أَيَّامِ اللهِ	کے دلوں میں ان امور کی تاثیر کرتے میں
وَوَقَائِعِهٖ مِنْ آيَاتِهِ أَفْعَالِهٖ	اعانت چاہے ایام سابقہ اور وقائع گزشتہ
وَتَصْرِيْفِهٖ وَتَعْذِيْبِهٖ	کے ذکر کرنے سے منجملہ حق تعالیٰ کے افعال
لِأُمَمٍ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ بِهَوْلِ	ظاہرہ اور اس کی تصریف اور تعذیب کے
الْمَوْتِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ	جو اگلی امتوں پر دنیا میں ہو چکی ہے، پھر
وَشِدَّةِ يَوْمِ الْحِسَابِ وَعَذَابِ	استعانت چاہے موت کی دہشت اور قبر کے
النَّارِ وَكَذَالِكَ بِتَرْغِيْبَاتٍ	عذاب اور شدت یوم الحساب اور دوزخ
عَلٰى حَسْبِ مَا ذَكَرْنَا۔	کے عذاب ذکر کرنے سے اور اسی طرح ذکر

ترغیبات سے استعانت چاہے اس کے موافق جیسا ہم مذکور کر چکے ہیں۔

وَأَمَّا الْإِسْتِمْدَادُ فَلْيَكُنْ	اور وعظ گوئی کی امداد کو کتاب اللہ
مِنْ كِتَابِ اللهِ عَلٰى تَأْوِيْلِهِ	سے چاہے اسکی ظاہر تاویل یعنی تفسیر کے
الظَّاهِرِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ الْمَعْرُوْفَةِ	موافق اور حدیث نبویؐ سے جو محدثین کے
عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَ	نزدیک معروف ہے اور صحابہ اور تابعین
آثَارِ وَيْلِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ	اور ان کے سوا اور مؤمنین صالحین کے

وَغَيْرِهِمْ مِنْ صَالِحِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؒ اقوال سے اور سیرت نبویؐ
وَبَيَانِ سِيْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ ﷺ کے بیان کرتے سے۔

ف: مولانا نے فرمایا کہ قرآن کی تاویل ظاہر سے وہ مراد ہے جو لفظ قرآن کے اندر سے مفہوم عندالاطلاق ہو اور اعتبارات صوفیانہ اور اشارات فاضلانہ اور نکات اور لطائف شاعرانہ کو مقام وعظ میں ذکر کرنا ہرگز لائق اور مناسب نہیں اسواسطے کہ سامعین چونکہ مفہوم ظاہر اور اشارے میں فرق نہیں کرتے تو اعتبارات اور اشارات کو تفسیر پر محمول کریں گے اور گمراہ ہوں گے، چنانچہ ہمارے زمانے کے واعظین میں سے ایک واعظ نے مقطعات قرآنیہ کے معنی میں خوض شروع کیا مانند نکات شاعرانہ کے یہاں تک کہ اسکی جہالت کی نوبت پہنچی کہ اس نے طٰہٰ کی تعبیر کی بحساب جمل کہ چودہ عدد ہوئے تو یہ خطاب ہے خدا کا اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ اے چودھویں رات کے چاند، تو غور کر کہ اس واعظ کی جہالت اور بے امتیازی اس کو کہاں کھینچ لے گئی اور یہ جو فرمایا کہ حدیث معروف کو ذکر کرے تو معلوم ہوا کہ موضوعات اور منکرات اور ان احادیث کا ذکر کرنا جن کی کچھ اصل اہل حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہے جائز نہیں۔

وَلَا يَذْكُرُ الْقَصَصَ الْمُخْتَارَ فَإِنَّ الصَّحَابَةَ أَنْكَرُوا عَلٰى ذٰلِكَ أَشَدَّ الْإِنْكَارِ وَأَخْرَجُوا أُولٰئِكَ مِنَ الْمَسَاجِدِ وَضَرَبُوهُمْ وَأَكْثَرُ مَا يَكُوْنُ هٰذَا فِيْ

اور واعظ کو چاہیے کہ بیہودہ قصوں کو جو بروایت صحیح ثابت نہیں ہیں ذکر نہ کرے اس واسطے کہ صحابہ کرام نے قصہ خوانی پر سخت انکار کیا ہے اور قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیا ہے اور ان کو مارا ہے

اَلْإِسْرَائِيلِيَّاتِ الَّتِي لَا يُعْرَفُ صِحَّتُهَا وَفِي السِّيَرِ وَشَأْنِ نُزُولِ الْقُرْآنِ۔

اور یہ واہی قصے اکثر اہل کتاب کی روایات میں ہوتے ہیں، جن کی صحت معلوم نہیں۔ اور سیرت اور قرآن کی شان نزول میں۔

وَأَمَّا أَرْكَانُهُ فَالتَّرْغِيبُ وَالتَّرْهِيبُ وَالتَّمْثِيلُ بِالْأَمْثَالِ الْوَاضِحَةِ وَالْقَصَصِ الْمُرَقِّقَةِ وَالنُّكَاتِ النَّافِعَةِ فَهٰذَا طَرِيقُ التَّذْكِيرِ وَالشَّرْحِ۔

اور وعظ کے ارکان تو ترغیب اور ترہیب ہے اور مثال گذارنا کھلی مثالوں سے اور صحیح قصے دل کے نرم کرنے والے اور نکات منفعت بخش سو یہ طریقہ ہے تذکیر اور شرح کا۔

وَأَمَّا الْمَسْأَلَةُ الَّتِي يَذْكُرُهَا إِمَّا مِنَ الْحَلَالِ أَوِ الْحَرَامِ أَوْ مِنْ بَابِ آدَابِ الصُّوفِيَّةِ أَوْ مِنْ بَابِ الدَّعَوَاتِ أَوْ مِنْ عَقَائِدِ الْإِسْلَامِ فَالْقَوْلُ الْجَلِيُّ أَنَّ هُنَاكَ مَسْأَلَةً يَعْلَمُهَا وَطَرِيقًا فِي تَعْلِيمِهَا۔

اور جس مسئلے کو واعظ ذکر کرنے چاہیے کہ وہ قسم حلال سے ہو یا حرام سے یا آداب صوفیہ سے یا دعوات کے باب سے یا عقائد اسلام سے پس ظاہر قول یہ ہے کہ بیان کرے واعظ وہ مسئلہ جس کو جانتا ہو اور اس کے سکھانے کا طریق معلوم ہو۔

وَأَمَّا آدَابُ الْمُسْتَمِعِينَ فَأَنْ يَسْتَقْبِلُوا الْمُذَكِّرَ وَلَا يَعْبَثُوا وَلَا يَلْغَطُوا وَلَا يَتَكَلَّمُوا فِي مَا

اور وعظ کی سماعت کرنے والوں کے آداب، سو یہ ہیں کہ مذکر کے سامنے ہوں اور لہو و لعب نہ کریں اور شور نہ مچائیں،

بَيْنَهُمْ وَلَا يُكْثِرُوا السُّؤَالَ مِنَ الْمُذَكِّرِ فِي كُلِّ مَسْئَلَةٍ بَلْ إِذَا عَرَضَ خَاطِرٌ فَإِنْ كَانَ لَا يَتَعَلَّقُ بِالْمَسْئَلَةِ تَعَلُّقًا قَوِيًّا أَوْ كَانَ دَقِيقًا لَا يَتَحَمَّلُهُ فُهُوْمُ الْعَامَّةِ فَلْيَسْكُتْ عَنْهُ فِي الْمَجْلِسِ الْحَاضِرِ فَإِنْ شَاءَ سَأَلَهُ فِي الْخَلْوَةِ وَإِنْ كَانَ لَهُ تَعَلُّقٌ قَوِيٌّ كَتَفْصِيْلِ اِجْمَالٍ وَشَرْحِ غَرِيْبٍ فَلْيَنْتَظِرْ حَتّٰى إِذَا انْقَضٰى كَلَامُهُ سَأَلَهُ وَلْيُعِدِ الْمُذَكِّرُ كَلَامَهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ۔

اور آپس میں وعظ کے اندر باتیں نہ کریں اور ہر امر میں واعظ سے سوال نہ کریں، بلکہ اگر سامع کو کوئی خطرہ عارض ہو تو اگر اس کو مسئلہ مذکورہ کے ساتھ کوئی تعلق قوی نہ ہو یا تعلق ہو مگر مسئلہ دقیق ہو جس کو عوام کی فہم نہیں اٹھا سکتی تو اس سوال سے سکوت اختیار کرے حاضرین مجلس میں پھر اگر چاہے تو اس کو خلوت میں پوچھ لے، اور اگر اس کو مسئلے کے ساتھ قوی تعلق ہو جیسے مفصل کرنا مجمل کا اور مشکل لغت کا دریافت کرنا تو منتظر رہے تا اینکہ اس کا کلام آخر ہو تو دریافت کرلے۔ اور چاہیے کہ وعظ کا کہنے والا اپنے کلام کو تین بار اعادہ کرے۔

ف: بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب کلام فرماتے تو تین بار اعادہ فرماتے تھے تاخوب سمجھ میں آجائے۔

لہ لیکن شارحین نے یہ لکھا ہے کہ یہ تکرار کلام مہتم الشان میں ہوتی تھی نہ ہر کلام میں ۱۲ نواب قطب الدین خان مرحوم۔

فَاِنْ كَانَ هُنَاكَ اَهْلُ لُغَاتٍ شَتّٰى وَالْمُذَكِّرُ يَقْدِرُ اَنْ يَتَكَلَّمَ عَلٰى اَلْسِنَتِهِمْ فَلْيَفْعَلْ ذٰلِكَ وَلْيَجْتَنِبْ دِقَّةَ الْكَلَامِ وَاِجْمَالَهٗ۔

سو اگر مجلس میں کئی قسم کی بولی والے لوگ ہوں اور واعظ ان کی زبان پر قادر ہو تو اس کو یہ کرنا چاہیے یعنی ہر زبان میں کلام کرے اور پرہیز کرنا چاہیے دقیق اور مجمل کلام سے یعنی اس واسطے کہ کلام باریک اور مجمل سے علی العموم فائدہ حاصل نہیں۔

...

وَاَمَّا الْاٰفَاتُ الَّتِيْ تَعْتَوِرُ الْوُعَّاظَ فِيْ زَمَانِنَا فَمِنْهَا عَدَمُ تَمْيِيْزِهِمْ بَيْنَ الْمَوْضُوْعَاتِ وَغَيْرِهَا بَلْ غَالِبُ كَلَامِهِمُ الْمَوْضُوْعَاتُ الْمُحَرَّفَاتُ وَذِكْرُهُمُ الصَّلٰوةَ وَالدَّعْوَاتِ الَّتِيْ عَدَّهَا الْمُحَدِّثُوْنَ مِنَ الْمَوْضُوْعَاتِ۔

اور وہ آفتیں جو ہمارے زمانے کے واعظوں کو پیش آتی ہیں سو ان میں سے ایک عدم تمیز ہے درمیان موضوعات اور غیر موضوعات کے بلکہ غالب کلام ان کا موضوعات اور محرّفات ہیں اور مذکور کرنا اُن کا ان نمازوں اور دُعاؤں کو جن کو اہل حدیث نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

ف: سبب اس کا یہ ہے کہ علم حدیث اور آثار کو اہل حدیث سے سند نہیں کیا اور شوق ہوا وعظ گوئی کا جو روایت اور قصہ کسی کتاب میں عوام فریب پایا اس کو بدتمیزی سے ذکر کر دیا، حالانکہ حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ جو عمداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے گا وہ جہنمی ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ اہل ایمان پر واجب ہے کہ بلا تحقیق اور بلا سند حدیث کو

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کرے اور سوائے اہل حدیث کی کتابوں مشہور کے ہر کتاب سے حدیث نقل نہ کرے اس واسطے کہ خود جھوٹ باندھنا یا جھوٹی حدیث کو بے تحقیق نقل کرنا دونوں برابر ہیں عذاب میں۔

وَمِنْهَا مُبَالَغَتُهُمْ فِي شَيْئٍ مِنَ التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ۔ — اور ازاں جملہ بمبالغہ ذکر کرنا واعظوں کا کسی شئے میں ترغیب اور ترہیب سے۔

ف: چنانچہ یوں کہنا کہ اگر دو رکعت فلانی سورۃ سے فلانے دن اور فلانی ساعت میں پڑھے تو تمام عمر کی قضائے نماز کا عذاب دُور ہو جاتا ہے یا جو کوئی بھنگ پیئے اس نے گویا اپنی ماں سے خانہ کعبہ میں فعل بد کیا، حق تعالےٰ بے تمیزی اور بے احتیاطی اور افترا پردازی سے اپنی پناہ میں رکھے۔

وَمِنْهَا قَصَصُهُمْ قِصَّةَ كَرْبَلَاءَ وَالْوَفَاةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَخُطَبُهُمْ فِيْهَا۔ — اور ازاں جملہ قصہ کربلا اور وفات کی قصہ خوانی اور اس کے سوائے اور موسموں میں قصہ گوئی اور ان میں خطبہ گوئی کرنا۔

ف: اس واسطے کہ ایسے امور کا رواج قرون سابقہ میں نہ تھا اور روایاتِ موضوعہ اور ضعیفہ سے کمتر خالی ہے، بلکہ ہر سال نئے مضمون کا مرثیہ تیار ہوتا ہے تا رقت اور گریہ زیادہ ہو سبحان اللہ کیا اُلٹا زمانہ ہو گیا ہے کہ اگر نماز نہ پڑھے اور فرائض ایمانیہ کو نہ ادا کرے اور مساجد میں جمعہ اور جماعت کے واسطے نہ حاضر ہو کوئی اس پر طعن اور تشنیع نہیں کرتا اور اگر کوئی محفل تعزیہ داری میں نہ جاوے اور ان کے بدعات میں نہ شریک ہو تو مطعون خلق ہوتا ہے بلکہ اس کے ایمان میں حرف آتا ہے کہ فلانا شخص معاذ اللہ خارجی اور دشمن اہل بیت ہے، شعر:

بریدہ ز اصل کار و پیوستہ بفرع
کم معتقد خدا و بسیار بشرع

گیارھویں فصل

سلسلۂ طریقت حضرت مصنف کا بیان

اس فصل میں مصنف قدس سرہٗ نے اپنے سلاسل طریقت کو ذکر کیا ہے۔

صُحْبَتُنَا وَتَعَلُّمُنَا لِلْآدَابِ الطَّرِيْقَةِ وَالسُّلُوْكِ مُتَّصِلَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّنَدِ الصَّحِيْحِ الْمُسْتَفِيْضِ الْمُتَّصِلِ وَإِنْ لَمْ يَثْبُتْ تَعَيُّنُ الْآدَابِ وَ تِلْكَ الْأَشْغَالِ۔

ہماری صحبت اور طریقت اور سلوک کے آداب کو سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح مشہور اور متصل سند کے ساتھ ہے، یعنی مصنف سے تا مبدأ رسالت بیچ میں کوئی واسطہ منقطع نہیں اگرچہ تعیین ان آداب کا اور تقرر ان اشغال کا ثابت نہیں۔

یعنی باعتبار آداب معینہ اور اشغال مخصوصہ کے اتصال تفصیلی نہیں بلکہ اجمالی ہے۔

فَالْعَبْدُ الضَّعِيْفُ وَلِيُّ اللّٰهِ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُ وَأَلْحَقَهُ بِسَلَفِهِ الصَّالِحِيْنَ صَحِبَ أَبَاهُ الشَّيْخَ الْأَجَلَّ عَبْدَ الرَّحِيْمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ دَهْرًا طَوِيْلًا وَتَعَلَّمَ مِنْهُ الْعُلُوْمَ الظَّاهِرَةَ وَتَأَدَّبَ عَلَيْهِ بِآدَابِ

تو بندۂ ضعیف ولی اللہ نے حق تعالیٰ اس سے عفو کرے اور اس کو اس کے سلف صالحین کے ساتھ ملا دے زمانۂ دراز صحبت رکھی اپنے والد شیخ اجل عبد الرحیم خدا راضی ہو ان سے اور ان کو راضی کرے اور ان ہی سے علوم ظاہرہ اور آداب طریقت کے

الطَّرِيْقَةِ وَرَاٰی مِنْهُ الْكَرَامَاتِ وَسَاَلَهٗ عَنِ الْمُشْكِلَاتِ وَسَمِعَ مِنْهُ كَثِيْرًا مِّنَ الْفَوَائِدِ الطَّرِيْقَةِ وَالْحَقِيْقَةِ وَمَاجَرٰی عَلَيْهِ وَعَلٰی شُيُوْخِهٖ مِنَ الْوَاقِعَاتِ وَالْاَحْوَالِ وَالْكَرَامَاتِ جَزَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَنْهُ وَعَنْ سَائِرِ مُسْتَفِيْدِيْهِ خَيْرًا۔

سیکھے اور اُن سے کرامات دیکھے اور مشکلات پوچھے اور ان سے اکثر فوائدِ طریقت اور حقیقت کے سُنے اور جو اُن پر اُن کے مرشدوں پر واقعات اور حالات اور کرامات گزرے ان سے مسموع ہوئے، اللہ سبحانہٗ مؤلف اور باقی ان کے مستفیدوں کی طرف سے ان کو نیک بدلہ دے۔

وَصَحِبَ هُوَ شُيُوْخًا كَثِيْرًا اَجَلُّهُمْ ثَلٰثَةٌ اَوَّلُهُمْ خَوَاجَه خُرْدُ صَحِبَ الشَّيْخَ اَحْمَدَ السَّرْهِنْدِيَّ وَالشَّيْخَ اِلٰهْدَاد وَخَوَاجَه حُسَامُ الدِّيْنِ صَحِبُوْا خَوَاجَه مُحَمَّدْ بَاقِيْ وَثَانِيْهِمَا السَّيِّدُ عَبْدُ اللّٰهِ صَحِبَ الشَّيْخَ اٰدَمَ الْبَنُوْرِيَّ صَحِبَ الشَّيْخَ اَحْمَدَ السَّرْهِنْدِيَّ صَحِبَ خَوَاجَه مُحَمَّدْ بَاقِيْ وَثَالِثُهُمُ الْخَلِيْفَةُ اَبُو الْقَاسِمِ صَحِبَ مُلَّا وَلِيْ مُحَمَّدٍ صَحِبَ الْاَمِيْرَ اَبَا الْعُلٰی۔

اور شیخ عبدالرحیم بہت مرشدوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر ان میں سے تین مرشد ہیں اوّل ان میں خواجہ خرد ہیں جو شیخ احمد سرہندی اور شیخ الہٰ داد اور خواجہ حسام الدین کی صحبت میں رہے اور دوسرے مرشد شیخ عبدالرحیم کے سید عبداللہ ہیں جو شیخ آدم بنوریؒ کی صحبت میں رہے اور وہ شیخ احمد سرہندیؒ کی صحبت میں رہے اور وہ خواجہ محمد باقیؒ کی صحبت میں رہے اور تیسرے خلیفہ ابوالقاسم ہیں وہ ملا ولی محمد کی صحبت میں رہے۔

ف: سرہند شہر لاہور کے قریب اور ہنور بر وزن تنور قصبہ ہے سرہند کے توابع سے۔

ثُمَّ الْخُوَاجَہ مُحَمَّدُ بَاقِیْ صَحِبَ خُوَاجَہ مُحَمَّدُ اَمکنکی صَحِبَ اَبَاہُ مَوْلَانَا مُحَمَّد دَرْوِیش صَحِبَ مَوْلَانَا مُحَمَّدُ زَاهِدُ صَحِبَ خُوَاجَہ عُبَیْدِ اللّٰہ الْاِحْرَارِ وَ الْاَمِیْرَ اَبُو الْعُلَا صَحِبَ الْاَمِیْرَ عَبْدَ اللّٰہِ صَحِبَ الْاَمِیْرَ یَحْیٰی صَحِبَ خُوَاجَہ عَبْدَ الْحَقِّ صَحِبَ خُوَاجَہ عُبَیْدَ اللّٰہِ الْاَحْرَارَ الْمَذْکُوْرَ وَالْخُوَاجَہ اِحْرَارُ صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ مِنْهُمْ مَوْلِنَا یَعْقُوْبَ الْجَرْخِیْ وَ خُوَاجَہ عَلَاءُ الدِّیْنِ الْغَجْدَوَانِیْ صَحِبَا خُوَاجَہ نَقْشْبَنْد بِلَا وَاسِطَۃٍ وَصَحِبَ الْاَوَّلَ اَیْضًا خُوَاجَہ عَلَاءُ الدِّیْنِ عَطَّارُ وَالثَّانِیْ خُوَاجَہ مُحَمَّدَ پَارْسَا وَهُمَا مِنْ کِبَارِ اَصْحَابِ خُوَاجَہ نَقْشْبَنْد۔

پھر خواجہ محمد باقی خواجہ محمد امکنکی کی صحبت میں رہے، وہ اپنے باپ مولانا درویش محمد کی صحبت میں رہے وہ مولانا محمد زاہد کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبیداللہ احرار کی صحبت میں رہے اور امیر ابوالعلا امیر عبداللہ کی صحبت میں رہے وہ امیر یحیٰی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبدالحق کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبیداللہ مذکور کی صحبت میں رہے۔

اور خواجہ احرار نے بہت شیوخ کی صحبت حاصل کی ان میں سے مولانا یعقوب چرخیؒ اور خواجہ علاؤالدین غجدوانی رحؒ ہیں وہ دونوں خواجہ نقشبند کی صحبت میں رہے بلاواسطہ اور مرشد اوّل یعنی مولانا یعقوب چرخیؒ خواجہ علاؤالدین عطار کی بھی صحبت میں رہے اور مرشد ثانی یعنی خواجہ علاؤالدین خواجہ محمد پارساؒ کی صحبت میں رہے اور

دونوں یعنی عطار اور پارسا خواجہ نقشبند کے عمدہ مُریدوں سے ہیں۔

چرخ قریہ ہے غزنی کے توابع سے اور غجدوان بکسرِ غین معجمہ ایک موضع ہے بخارا کے توابع سے اور نقشبند کمخواب باف کو کہتے ہیں، خواجہ نقشبند اور ان کے والد یہی پیشہ کرتے تھے۔

وَالْخُوَاجَہ نَقْشَبَنْد صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ اَجَلُّھُمْ خُوَاجَہ مُحَمَّد بَابَاسَمَّاسِیّ وَخَلِیْفَتُہٗ الْاَمِیْرُ سَیِّدُ کُلَالُ وَالْخُوَاجَہ مُحَمَّدُ صَحِبَ خُوَاجَہ عَلِیّ الرَّامِیْتَنِیّ صَحِبَ خُوَاجَہ مَحْمُوْد اَبَا الْخَیْرِ الْفَغْنَوِیَّ صَحِبَ خُوَاجَہ عَارِفْ رِیُوْکَرِیْ صَحِبَ خُوَاجَہ عَبْدُالْخَالِقِ الْغُجْدَوَانِیَّ صَحِبَ خُوَاجَہ یُوْسُفَ الْھَمْدَانِیَّ صَحِبَ عَلِیَّ نِ الْفَارْمِدِیَّ۔

اور خواجہ نقشبند بہت شیوخ کی صحبت میں رہے بزرگ تران میں خواجہ محمد باباسمّاسی اور انکے خلیفہ امیر سید کلال اور خواجہ محمد باباسمّاسی، خواجہ علی رامیتنی کی صحبت میں رہے، وہ خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عارف ریوگری کی صحبت میں رہے، وہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ علی فارمدی کی صحبت میں رہے۔

ف اسمّاس بفتح سین وتشدید میم قریہ ہے طوس کے توابع سے اور رامتین قصبہ ہے بخارا کے توابع سے، اور فغنہ بفتح فا وسکون غین معجمہ قریہ ہے بخارا کے توابع سے اور ریوگر رائے مہملہ قریہ ہے بخارا کے مضافات سے اور فارمد قریہ ہے طوس کے توابع سے۔

صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ

علی فارمدی بہت مشائخ کی صحبت میں

اَجَلُّهُمْ اثْنَانِ اَحَدُهُمَا الْاِمَامُ اَبُو الْقَاسِمِ الْقُشَیْرِیُّ صَحِبَ اَبَا عَلِیِّ نِ الدَّقَّاقِ صَحِبَ اَبُو الْقَاسِمِ النَّصْرَ اٰبَادِیَّ وَ اَبُو الْحُسَیْنِ الْحَضْرَمِیِّ صَحِبَ الشِّبْلِیَّ صَحِبَ سَیِّدَ الطَّائِفَۃِ الْجُنَیْدَ الْبَغْدَادِیَّ وَ الثَّانِیْ خُوَاجَہ اَبُو الْقَاسِمِ الْکُرْکَانِیُّ صَحِبَ اَبَا عُثْمَانَ الْمَغْرِبِیَّ صَحِبَ اَبَا عَلِیِّ نِ الْکَاتِبَ صَحِبَ اَبَا عَلِیِّ نِ الرُّوْدْبَارِیَّ صَحِبَ جُنَیْدَ نِ الْبَغْدَادِیَّ

رہے بزرگ تر ان میں سے دو ہیں ایک امام ابو القاسم قشیری وہ ابو علی دقاق کی صحبت میں رہے وہ ابو القاسم نصر آبادی، اور ابو الحسین حضرمی کی صحبت میں اور دونوں یعنی نصر آبادی اور حضرمی شبلی کی صحبت میں رہے وہ سیّد الطائفہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے۔ اور دوسرے مرشد علی فارمدی کے ابو القاسم کرکانی ہیں، جو ابو عثمان مغربی کی صحبت میں رہے وہ ابو علی رودباری کی صحبت میں رہے۔ وہ جنید بغدادیؒ کی صحبت میں رہے۔

ف: ابو القاسم قشیری رسالہ قشیریہ کے مصنف ہیں جو حقیقت و لایت اور اولیاء اللہ کے بیان میں نہایت عمدہ کتاب ہے، قشیر قبیلہ ہے عرب کا اور دقاق بفتح دال و تشدید قاف ہے اور کرکان بضم کاف عربی و تشدید رائے مہملہ و کاف عجمی ایک گاؤں کا نام ہے اور رودباری منسوب بناحیہ کہ ان کے آباء کا منشاء تھا۔

وَ الْجُنَیْدُ الْبَغْدَادِیُّ صَحِبَ خَالَہٗ السَّرِیَّ السَّقَطِیَّ صَحِبَ مَعْرُوْفَ الْکَرْخِیَّ صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرَۃً اَجَلُّهُمْ اثْنَانِ اَحَدُهُمَا الْاِمَامُ

اور جنید بغدادی اپنے ماموںؒ سری سقطی کی صحبت میں رہے وہ معروف کرخی کی صحبت میں رہے اور معروف کرخیؒ بہت مرشدوں کی صحبت میں رہے، بزرگ تر ان

(لہ اگلے صفحہ پر)

عَلِيُّ بْنُ مُوْسَى الرِّضٰى صَحِبَ اَبَاهُ الْاِمَامُ مُوْسَى الْكَاظِمَ صَحِبَ اَبَاهُ الْاِمَامَ جَعْفَرَ بْنِ الصَّادِقِ صَحِبَ اَبَاهُ الْاِمَامُ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَاقِرِ صَحِبَ اَبَاهُ الْاِمَامُ زَيْنَ الْعَابِدِيْنَ صَحِبَ اَبَاهُ الْاِمَامَ حُسَيْنَ صَحِبَ اَبَاهُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ صَحِبَ سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَانِيْهِمَا دَاؤُدَ الطَّائِيُّ صَحِبَ فُضَيْلًا وَحَبِيْبَ بْنِ الْعَجَمِيِّ وَ ذُوالنُّوْنِ صَحِبُوْا شُيُوْخًا كَثِيْرِيْنَ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَتَبْعِهِمْ اَجَلُّهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ صَحِبَ هٰؤُلَاءِ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ

ین دو مرشد ہیں ایک تو امام علی بن موسیٰ رضا ہیں وہ اپنے والد امام موسیٰ کاظم کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام جعفر صادق رضؓ کی صحبت میں رہے، وُہ اپنے والد امام محمد باقر کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام زین العابدین کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام حسینؓ کی صحبت میں رہے، وُہ اپنے والد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کی صحبت میں رہے، وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے، اور معروف کرخیؒ کے دوسرے مرشد داؤد طائی ہیں جو فضیل، عیاض اور حبیب عجمی اور ذوالنون مصری کی صحبت میں رہے اور تینوں حضرات تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت بزرگوں کی صحبت میں رہے، بزرگ تر ان میں حسن بصریؒ ہیں

سله سری، بفتح اول وکسر ثانی ویائے تحتانی مشدد بمعنی جواں مرد وسردار وسقطی یعنی پارچہ فروش کہ جس کو پرانچیہ کہتے ہیں۔ ۱۲

مِنْهُمْ اَنَسٌ خَادِمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَافِظُ سُنَّتِهٖ فَهٰذِهٖ سِلْسِلَةُ الصُّحْبَةِ لَا شَكَّ فِيْ صِحَّتِهَا وَاِتِّصَالِهَا۔

اور یہ تابعین اصحاب کبار کی صحبت میں رہے اُن میں سے انسؓ بن مالک ہیں جو خادم تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کے احادیث کے حافظ، تو یہ سلسلہ ہے صحبت کا، اس کی صحت اور اتصال میں کچھ شک نہیں۔

ف: مولاناؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ولی نعمت یعنی مصنف سے پوچھا کہ شیخ ابوعلی فارمدی کو کہ ابوالحسن خرقانی کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں اس رسالے میں کیوں نہ ذکر کیا فرمایا کہ یہ نسبت اویسیّت کی ہے یعنی روحی فیض ہے اور اس رسالے میں غرض یہ ہے کہ نسبت صحبت کی من وعن عالم شہادت میں جو ثابت ہے مذکور ہو، ولیکن اویسیت کی نسبت قوی اور صحیح ہے، شیخ ابوعلی فارمدی کو ابوالحسن خرقانی سے روحی فیض ہے، ان کو بایزید بسطامیؒ کی روحانیت سے اور ان کو امام جعفر صادق کی روحانیت سے تربیت ہے، چنانچہ رسالہ قدسیہ میں خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ نے مذکور کیا۔

وَلِلْاِمَامِ جَعْفَرِ بْنِ الصَّادِقِ اَيْضًا اِنْتِسَابٌ اِلٰى جَدِّهٖ اَبِيْ اُمِّهِ الْقَاسِمِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور امام جعفر صادقؒ کو انتساب ہے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ کی طرف بھی اور قاسم بن محمد کو انتساب ہے سلمان فارسی سے ان کو ابی بکر صدیقؓ سے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

وَمِنْهَا سَلَاسِلُ أُخْرَى الْاِتِّصَالُ فِي طَرَفٍ مِنْهَا بِالْبَيْعَةِ أَوِ الْخِرْقَةِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، فَالْعَبْدُ الضَّعِيفُ وَلِيُّ اللّٰهِ أَخَذَ الطَّرِيقَةَ عَنْ أَبِيهِ الشَّيْخِ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنِ السَّيِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الشَّيْخِ آدَمَ عَنِ الشَّيْخِ أَحْمَدَ السَّرْهَنْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْأَحَدِ عَنْ شَاهِ كَمَال۔

اور ہمارے اور بھی سلاسل ہیں جن کے بعض میں بنا بر صحبت کے اتصال ہے اور بعض میں بنا بر بیعت یا خرقہ پوشی کے، تو بندہ ضعیف وَلِیُّ اللّٰہ نے طریقہ لیا اپنے والد شیخ عبد الرحیم سے انہوں نے سید عبد اللہ سے انہوں نے شیخ آدم بنوری سے انہوں نے شیخ احمد سرہندی سے، انہوں نے اپنے والد شیخ عبد الاحد سے انہوں نے شاہ کمال سے۔

سند سلسلۂ قادریہ

وَأَيْضًا عَنِ الشَّيْخِ سِكَنْدَر عَنْ جَدِّهِ شَيْخِ كَمَالِ الْمَذْكُورِ عَنِ السَّيِّدِ فُضَيْلٍ عَنِ السَّيِّدِ گَدَا رَحْمٰن عَنِ السَّيِّدِ شَمْسِ الدِّينِ عَارِفٍ عَنِ السَّيِّدِ گَدَا رَحْمٰن بْنِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ شَمْسِ الدِّينِ الصَّحْرَائِيِّ عَنِ السَّيِّدِ عَقِيلٍ عَنِ السَّيِّدِ بَهَاءِ الدِّينِ عَنِ السَّيِّدِ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنِ السَّيِّدِ شَرَفِ الدِّينِ قَتَالٍ عَنِ السَّيِّدِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

اور شیخ احمد سرہندی کو شیخ سکندر سے بھی طریقہ ملا اور ان کو اپنے دادا شیخ کمال مذکور سے ان کو سید فضیل سے ان کو سید گدا رحمٰن سے ان کو سید شمس الدین عارف سے ان کو سید گدا رحمٰن بن ابو الحسن سے ان کو شمس الدین صحرائی سے ان کو سید عقیل سے ان کو سید بہاؤ الدین سے ان کو سید عبد الوہاب سے ان کو سید شرف الدین قتال سے ان کو سید عبد الرزاق سے ان کو اپنے والد امام طریقت ابو محمد

عَنْ اَبِيْهِ اِمَامِ الطَّرِيْقِ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْمُخَرَّمِيِّ عَنْ اَبِي الْحَسَنِ الْقُرَشِيِّ عَنْ اَبِي الْفَرَحِ الطَّرْطُوْسِيِّ عَنْ اَبِي الْفَضْلِ عَبْدِ الْوَاحِدِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِنِ الشِّبْلِيِّ بِسَنَدِهِ الْمَذْكُوْرِ۔

عبدالقادر جیلانی رح سے ان کو ابوسعید مخرمی سے ان کو ابو الحسن قرشی سے ان کو ابو الفرح طرطوسی سے ان کو ابو الفضل عبد الواحد تمیمی سے ان کو اپنے باپ شیخ عبدالعزیز تمیمی سے ان کو ابوبکر شبلی سے ان کو اُس سند سے جو قبل اسکے مذکور ہو چکی یعنی جنید بغدادیؒ سے تا شاہ ولایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

ف اور شرف الدین کا لقب قتال ہوا بسبب نفس کشی کی ریاضت کے، مُخرم بضم میم وتشدید رائے مہملہ مشددہ مفتوحہ بغداد کا ایک کوچہ ہے۔

وَاَيْضًا نَادَبَ شَيْخُنَا عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَلٰى رُوْحِ جَدِّهٖ لِاُمِّهٖ الشَّيْخِ رَفِيْعِ الدِّيْنِ مُحَمَّدٍ وَّاَجَازَهٗ لَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّوْلَدَ بِسِنِيْنَ بِطَرِيْقِ خَرْقِ الْعَادَةِ عَنْ اَبِيْهِ قُطْبِ الْعَالَمِ عَنْ نَجْمِ الْحَقِّ جَائِيْدَدَهْ عَنِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ۔

اور بھی ہمارے مرشد شاہ عبدالرحیم ادب آموز ہوئے اپنے نانا شیخ رفیع الدین محمد رُوح سے اور انہوں نے ان کو اجازتِ طریقت دی ان کے پیدا ہونے سے چند سال پہلے بطریق کرامت کے اور شیخ رفیع الدین محمد کو اپنے والد قطب عالم سے اور ان کو نجم الحق جائیدّدہ سے ان کو شیخ عبدالعزیز سے۔

جو رسالہ عزیزیہ کے مصنف ہیں۔

وَلَهُ طُرُقٌ أُخْرىٰ أَجَازَ لَهُ
السَّيِّدُ عَظْمَةُ اللهِ الْأَكْبَرْ آبَادِي
عَنْ آبَائِهِ عَنِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ
عَنْ قَاضِي خَانْ يُوسُفَ النَّاصِحِيِّ
عَنْ حَسَنِ بْنِ طَاهِرٍ عَنْ سَيِّدِ
رَاجِي حَامِدْ شَاه عَنِ الشَّيْخِ
حُسَامِ الدِّيْنِ الْمَانَكْ پُورِيِّ عَنْ
خَوَاجَه نُورِ قُطْبِ الْعَالَمِ عَنْ
أَبِيْهِ عَلَاءِ الْحَقِّ بْنِ أَسْعَدُ
اللَّاهُورِيِّ الْبَنْگَالِيِّ عَنْ أَخِي
سِرَاجِ عُثْمَانَ الْأَوْدِيِّ عَنِ الشَّيْخِ
نِظَامِ الدِّيْنِ أَوْلِيَاءَ عَنِ الشَّيْخِ
فَرِيْدِ الدِّيْنِ گَنْجِ شَكَرْ عَنْ
خَوَاجَه قُطْبِ الدِّيْنِ بَخْتِيَارِ كَاكِي
عَنْ خَوَاجَه مُعِيْنِ الدِّيْنِ السِّنْجَرِي
عَنْ خَوَاجَه عُثْمَانَ هَارُوْنِي عَنْ
حَاجِي شَرِيْفِ الزَّنْدَنِي عَنْ
خَوَاجَه مَوْدُوْدْ چِشْتِي عَنْ خَالِهِ
خَوَاجَه مُحَمَّد چِشْتِي عَنْ أَبِيْهِ

اور شیخ عبدالرحیم کے اور بھی طرق ہیں
ان کو اجازت دی سید عظمت اللہ اکبرآبادی
نے، ان کو سند حاصل ہے اپنے باپ
دادوں سے، ان کو شیخ عبدالعزیز سے ان
کو قاضی یوسف ناصحی سے ان کو حسن
بن طاہر سے، ان کو سید راجی حامد
شاہ سے ان کو شیخ حسام الدین مانک
پوری سے ان کو خواجہ نور قطب عالم
سے، ان کو اپنے والد علاء الحق بن اسعد
سے جو اصل میں لاہوری ہیں اور مسکن
میں بنگالی، ان کو اخی سراج عثمان
اودھی سے، ان کو سلطان المشائخ
نظام الدین اولیاء سے، ان کو شیخ
فریدالدین گنج شکر سے ان کو خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی سے، ان کو خواجہ
معین الدین سنجری رح یعنی سیستانی سے
ان کو خواجہ عثمان ہارونی سے ان کو حاجی
شریف زندنی سے، ان کو خواجہ مودود
چشتی سے، ان کو اپنے والد خواجہ محمد سمعان

خُوَاجہ اَبِیْ اَحْمَدْ چِشْتِیْ، عَنْ خُوَاجَہ اَبِیْ اِسْحَاقَ الشَّامِیْ عَنْ مَمْشَادْ عِلْوِ الدِّیْنَوَرِیْ عَنْ اَبِیْ ھُبَیْرَۃَ الْبَصْرِیْ عَنْ حُذَیْفَۃَ الْمَرْعَشِیْ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ اَدْھَمَ عَنْ فُضَیْلِ بْنِ عَیَاضٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیْ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

چشتی سے ان کو اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی سے ان کو اپنے والد خواجہ ابواحمد چشتی سے ان کو خواجہ ابواسحاق شامی سے ان کو ممشاد علوؒ دینوری سے، ان کو ابوہبیرہ بصریؒ سے ان کو حذیفہ مرعشی سے ان کو ابراہیم بن ادہم سے ان کو فضیل بن عیاض سے ان کو عبدالواحد بن زید سے، ان کو حسن بصری سے ان کو امیرالمومنین علی مرتضٰی کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ سے اُن کو سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

ف: مولاناؒ نے فرمایا مانک پور پورب میں ایک قصبہ ہے الہ آباد کے قریب اور اودھ ایک شہر ہے پُورب میں جس کو اَب فیض آباد کہتے ہیں، اور سنجری بکسرِ سین مہملہ وسکون جیم وزائے معجمہ، منسوب ہے سجستان کی طرف جو معرّب ہے سیستان کا اور ہر چند اولیاء جمع ہے ولی کی لیکن حضرت نظام الدینؒ کا اس واسطے لقب ہوا گویا کہ ایک ولی اولیائے کثیر کے مانند ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کو اُمّت فرمایا اور اس کی مثالیں بہت ہیں جیسے عبیداللہ کا لقب احرار ہے اور کعب کا احبار، اور زندنہ ایک پرگنہ ہے بخارا کے سات پرگنوں میں سے اور ہارون قریہ ہے زندنہ سے آدھ کوس پرہ اور چشت شہر ہے درّہ کوہ میں واقع ہے دو منزل ہرات سے اور اب اسکو

شنا فلان کہتے ہیں اور مرعش ایک شہر ہے شام کے توابع سے۔

وَتَأَدَّبَ سَيِّدِي الْوَالِدُ أَيْضًا بِحَسْبِ الْبَاطِنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أَنَّهُ رَآهُ فِي مُبَشِّرَةٍ فَبَايَعَهُ وَعَلَّمَهُ النَّفْيَ وَالْإِثْبَاتَ وَأَيْضًا مِنْ زَكَرِيَّا النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّهُ عَلَّمَهُ اِسْمَ الذَّاتِ۔

اور میرے والد مرشد ادب آموز طریقت کے ہوئے بحسب باطن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بایں طریق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا سو ان سے بیعت کی اور آپؐ نے ان کو نفی اور اثبات کی تعلیم فرمائی اور حضرت زکریا پیغمبر سے بھی، علیہ الصلوٰۃ والسلام ادب آموز ہوئے کہ اسم ذات کی انہوں نے تعلیم فرمائی

وَأَيْضًا مِنْ رُوْحِ الْأَئِمَّةِ الشَّيْخِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيِّ وَالْخُوَاجَه بَهَاءِ الدِّيْنِ مُحَمَّدٍ نَقْشَبَنْد وَالْخُوَاجَه مُعِيْنِ الدِّيْنِ بْنِ الْحَسَنِ الْچِشْتِيِّ وَأَنَّهُ رَآهُمْ وَأَخَذَ مِنْهُمُ الْإِجَازَةَ وَعَرَفَ نِسْبَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَلٰى حِدَةٍ تَمَامًا فَاضَ مِنْهُمْ عَلٰى قَلْبِهِ وَكَانَ

اور بھی والد مرشد نے فیض پایا ائمہ طریقت کی ارواح سے، یعنی شیخ ابو محمد عبدالقادر جیلانیؒ اور خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند اور خواجہ معین الدینؒ بن حسن چشتی کی روح سے اور ان کو خواب میں دیکھا اور ان سے اجازت لی اور ہر بزرگ کی نسبت ان سے علیحدہ علیحدہ دریافت کی جس کا فیض ہوا۔ اُن حضرات کی طرف سے ان کے دل پہ اور حضرت والد ہم سے اُس

يَحْكِي لَنَا حِكَايَتَهَا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ ○

کی حکایت بیان فرماتے تھے، حق تعالے ان سے اور ان حضرات سب سے راضی ہو۔

وَأَمَّا الْعُلُوْمُ الظَّاهِرَةُ مِنَ التَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ وَالْكَلَامِ وَالْأُصُوْلِ وَالْمَنْطِقِ فَقَدْ تَعَلَّمْنَا مِنْ سَيِّدِي الْوَالِدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هُوَ قَرَأَ صِغَارَ الْكُتُبِ عَلٰى أَخِيْهِ أَبِي الرِّضٰى مُحَمَّدٍ وَالْكِبَارَ مِنْهَا عَلٰى أَمِيْرِ زَاهِدِنِ الْهَرَوِيِّ صَاحِبِ الْحَوَاشِي الْمَشْهُوْرَةِ عَنْ مِيْرَزَا فَاضِلْ عَنْ مُلَّا يُوْسُفَ الْكَوْسَجِ عَنْ مِيْرَزَا جَانْ وَغَيْرِهٖ عَنِ الْمُحَقِّقِ مُلَّا جَلَالِ الدَّوَانِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَسْعَدَ وَغَيْرِهٖ عَنْ تَلَامِذَةِ الْعَلَّامَةِ التَّفْتَازَانِيِّ وَالْعَلَّامَةِ الشَّرِيْفِ الْجُرْجَانِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ ۔

اور علوم ظاہرہ منجملہ تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقاید اور نحو اور صرف اور کلام اور اصول اور منطق کے سو ان کو ہم نے پڑھا اور اپنے مرشد والد سے رضی اللہ عنہ اور والد نے چھوٹی کتابیں اپنے بھائی ابو الرضا محمد سے پڑھیں اور بڑی کتابیں امیر زاہد ہروی سے پڑھیں جو مصنف ہیں حواشی مشہور درسیہ کے اور امیر زاہد نے مرزا فاضل سے انہوں نے ملا یوسف کوسج سے انہوں نے مرزا جان وغیرہ سے، انہوں نے محقق ملا جلال دوانی سے انہوں نے اپنے باپ اسعد وغیرہ تلامذہ علامہ تفتازانی اور علامہ میر سید شریف جرجانی سے رضی اللہ عنہم۔

ف: علامہ تفتازانی اور علامہ سید شریف جرجانی کی سند علماء میں مشہور اور معلوم ہے لہٰذا مصنفؒ نے اس کو نہ ذکر فرمایا۔

وَاَجَازَنِیْ فِیْ مِشْکٰوۃِ الْمَصَابِیْحِ وَصَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ وَغَیْرِہٖ مِنَ الصِّحَاحِ السِّتِّ الثِّقَۃُ الثَّبْتُ حَاجِیْ مُحَمَّدْ اَفْضَلُ عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِالْاَحَدِ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ مُحَمَّدْ سَعِیْدٌ عَنْ جَدِّہٖ شَیْخِ الطَّرِیْقَۃِ الشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّرْھَنْدِیْ بِسَنَدِہِ الطَّوِیْلِ الْمَذْکُوْرِ فِیْ مَقَامَاتِہٖ وَ ھٰذَا اٰخِرُ مَا اَرَدْنَا اِیْرَادَہٗ فِیْ ھٰذِہِ الرِّسَالَۃِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّ ظَاھِرًا وَّ بَاطِنًا۔

اور مجھ کو اجازت دی مشکوٰۃ المصابیح اور صحیح بخاری وغیرہ صحاح ستہ کی معتمد ثابت القول حاجی محمد افضل نے شیخ عبدالاحد سے انہوں نے اپنے والد شیخ محمد سعید سے انہوں نے اپنے دادا شیخ طریقت شیخ سرہندی سے ان کی سند طویل مذکور ہے، ان کے مقامات اور تصانیف میں اور یہ تمامی ہے اس مضمون کی جس کے لانے کا ہم نے اس رسالے میں ارادہ کیا تھا، اور شکر ہے حق تعالیٰ کا ابتداء میں بھی اور انتہاء میں بھی اور ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔

مترجم کہتا ہے الحمد للہ کہ اسکے حسن توفیق سے ترجمہ قَوْلُ الْجَمِیْل کا چوبیسویں ربیع الآخر ۱۲۶۰ھ (بارہ سو ساٹھ ہجری) میں پورا ہو گیا، حق تعالیٰ میری بھول چوک اور کج فہمی کو برکت ارواح طیبہ اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کے معاف کرے اور ان حضرات کے نور باطن سے میرے ظلمت کدۂ دل کو نورانی فرما دے آمین اور اہل اسلام کو اس ترجمے سے فائدہ بخشے اور کج فہمی سے پناہ میں رکھے۔ (آمین ثم آمین)

تَمَّتْ بِالْخَیْر

(اللّٰھم اغفر لکاتبہ محبوب احمد خوشنویس)